سلسلہ مطبوعات طاق بستان آرہ

نمبر ۲

خواب کی دُنیا

آسٹریا کے مشہور ماہر نفسیات

سگمنڈ فریوڈ کی کتاب "تعبیرات خواب" کی تلخیص

مرتبہ

عبدالمالک آروی

طاق لبستان



صوبۂ بہار (آرہ) کا ایک ادارۂ نشر و تالیف ہے
اس کا اہم مقصد یہ ہے کہ اُردو زبان میں مختلف علوم و فنون
کے متعلق کم سے کم قیمت پر کتابیں پیش کرے، غیر ملکی
زبانوں سے مفید علمی، ادبی، تاریخی کتابوں کا ترجمہ کرے، بہار
میں تاریخ و ادب، مذہب و تصوف پر بہت سی کتابیں لکھی
گئیں، جنکے نام صرف تذکرہ اور تاریخ کی کتابوں میں ملتے ہیں
ادارہ ان کتابوں کو اپنی سعی و اہتمام سے شایع کرے گا۔
ادارہ کی رکنیت قبول فرمائیے، اراکین سے کوئی فیس
نہیں لی جاتی بلکہ قیمت میں خاص رعایت کی جاتی ہے، شرط
صرف اسی قدر ہے کہ ادارہ جو کتاب شایع کرے وہ خرید لی جائے

معتمد اعزازی

طاق لبستان بلکی محلہ۔ آرہ

پیش لفظ

از

(ادیب عصر حضرت علامہ نیاز فتحپوری مدظلہ)

مولانا عبدالمالک آروی باوجود اس کے کہ وہ خود عملی انسان ہیں عرصہ سے اس ادھیڑ بن میں لگے ہوئے ہیں کہ "خواب" کیا ہے اور اس کا تعلق ہماری حواس ظاہری کی دنیا سے اگر ہے تو کس طرح کا"

ان کی اس اُلجھن کا علم مجھے اوّل اوّل اس وقت ہوا جب ۱۹۲۹ء میں رسالہ "جن" جاری کیا گیا اور انھوں نے ایک بسیط مقالہ اس موضوع پر تحریر کر کے میرے پاس بھیجا، یہ وہ زمانہ تھا جب مولانا موصوف سے اور مجھ سے کوئی بات "دو بدو" نہ ہوئی تھی، بلکہ میں صرف ان کی تحریروں سے اُن کے سمجھنے کی کوشش کیا کرتا تھا، اس کے کئی سال بعد جب آرہ میں ان سے ملنے اور باتیں کرنے کی عزت میں نے حاصل کی، تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ کیا ہیں اور کیوں اتنا مابعدالطبیعاتی شغف رکھتے ہیں۔

ہر چند مجھے مولانا کی زندگی کا کوئی علم حاصل نہیں (حالانکہ مجھے اس کے حاصل کرنے کی تمنا ضرور رہی) تاہم ان سے ملنے کے بعد دو باتیں ازروئے "کشف" ضرور مجھ پر روشن ہوگئیں، ایک یہ کہ قدرت

کی طرف سے جو دماغی یا ذہنی اہلیت وہ لیکر آئے تھے، اس کے لحاظ سے ان کا ماحول سازگار ثابت نہ ہوا، اور دوسرے یہ کہ حوادث نے ان کی زندگی کو ایک خاص قِسم کے "مذہبی تشاؤم" میں مبتلا کر رکھا ہے،

اِنسان کا ذہین پیدا ہونا خدا کی بڑی دین ہے، لیکن کبھی کبھی یہی فِطری اِنعام سخت اُلجھنوں میں مبتلا کر دیتا ہے اور "نفس مطمئنہ" کی حدود تک پہنچنے سے قبل معلوم نہیں کتنی بار دامن کانٹوں میں اُلجھتا ہے، اور کتنا تار تار ہو جاتا ہے۔

ہو سکتا ہے عبد الما لک صاحب خارزار ہستی کی یہ تمام وادیاں طے کرنے کے بعد اس نقطہ تک پہنچ گئے ہوں جہاں "غبار شوق" سے "کعبۂ دل" کی طرح ڈالی جاتی ہے، اور "گرد راہ" اڑا کر "رنگ منزل" پیدا کیا جاتا ہے لیکن مجھے اس کا یقین نہیں، کیونکہ یہ یقین کر کے ان کو ہاتھ سے نکل جاتے ہوئے دیکھنا مجھے گوارا نہیں،

اس میں شک نہیں عبد الما لک صاحب اپنے خاندان، اپنی تعلیم و تربیت اور اپنے ماحول کے لحاظ سے پورے مولوی ہیں، لیکن باوجود اسکے مجھے اُن سے محبت ہے، خاص لگاؤ ہے، کیونکہ وہ "نامسلمانی سے" نفرت نہیں کرتے، بلکہ اگر کوئی مجھسا کافر انہیں ملجائے، تو وہ محبت بھی کرنے لگتے ہیں پھر مجھے چونکہ ابتدائے عمر سے اس قوم سے واسطہ پڑا ہے اور میں [illegible] لوگوں کے "شیوہ و انداز" سے پوری طرح واقف ہوں، اِس لئے میں [illegible] ہوں کہ عبد الما لک صاحب میں باوجود مولوی ہونے کے کتنی زبردست

صلاحیت "نامولوی" ہونے کی پائی جاتی ہے، اور معلوم نہیں میں اُن کی
اس خصوصیت سے کیا کیا توقعات رکھتا ہوں۔

عبدالمالک صاحب مذہباً مقلد ہوں یا کچھ اور[له] لیکن فکراً وطبعاً وہ
بہت آزاد خیال واقع ہوئے ہیں، وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کے
نزدیک ایک مقولہ کی صداقت کا معیار یہ ہوا کرتا ہے کہ وہ بہت پُرانا ہے
بلکہ وہ ہر مسئلہ کو خود اپنی قوت فہم سے سمجھنا چاہتے ہیں، اور معقول وغیر
معقول (یعنی منقول) ہر قسم کے لٹریچر کی چھان بین کر ڈالتے ہیں چنانچہ آپ
دیکھیں گے کہ اس تصنیف میں بھی انہوں نے کتنی محنت شاقہ سے کام لیا
ہے اور چونکہ وہ علوم مشرق ومغرب دونوں سے پورا استفادہ کر سکتے
ہیں اس لئے "ذوالریاستین" ہونے کی حیثیت سے کوئی زاویہ نگاہ
اس مسئلہ میں ایسا نہیں ہے جس سے اُنہوں نے بحث نہ کی ہو۔

خواب کا مسئلہ ابتدائے آفرینش سے انسان کے متخیلہ پر کار فرما رہا ہے
اور کوئی زمانہ کسی قوم پر ایسا نہیں گزرا، کہ اس کے سمجھنے کی کوشش نہ کی
گئی ہو، لیکن اس کے لاینحل ہونے کا ثبوت یہ ہے، کہ عہد حاضر میں بھی
(حالانکہ یہ "حقائق ریاضیات" کا عہد کہلاتا ہے) کوئی فیصلہ کن تحقیق اس باب
میں پیش نہیں کی گئی۔ اس کی ابتدائی اہمیت تو یہ تھی کہ اسے بعض اقوام

[له] میرے والد مرحوم اور آپ کے اساتذہ ومرشدین حضرت مولانا حافظ عبداللہ صاحب رح محدث ومنطقی
(غازیپوری) اور حضرت شاہ عین الحق صاحب نور اللہ مرقدہ (پھلواروی) اور خود فقیر کے استاد مکرم
مولانا نورالدین صاحب آروی "غیر مقلد" (اہلحدیث) سے تھے (ع - م)

نے "پیام ربانی" سمجھا، اور اب اس کی انتہائی عظمت اس اعتراف سے ظاہر ہے کہ "ماعرفناک حق معرفتک"۔

اس تصنیف میں جن عنوانات پر بحث کی گئی ہے، وہ اس قدر وسیع اور متنوع ہیں کہ اب ان میں، کسی اضافہ کی گنجایش باقی نہیں، اور فاضل مصنف نے جس اہتمام و کاوش اور حسن و جامعیت کے ساتھ قدیم و جدید مباحث کا خلاصہ پیش کیا ہے وہ ہر شخص کے بس کی بات نہ تھی۔

مجھے یقین ہے کہ ملک اس تصنیف کی قدر کرے گا اور مولانا عبدالمالک کو موقعہ دے گا کہ وہ اپنی تحقیقات علمیہ کو (جو ان کا فطری ذوق ہے) بدستور جاری رکھیں، اور جس طرح آج انہوں نے انسان کے "سوئے ہوئے" پہلو سے بحث کی ہے کل اس کی بیداری کے افسانے سنائیں،

نیاز

سگمنڈ فرایڈ کے حالات زندگی

اب جبکہ نازیوں کے قول کے مطابق "وائنا" نے نسلی امتیاز کی طرف عنان التفات مبذول کی جمہوری حکومتوں کے ساحل پر پناہ گزینوں کی ایک اور موج ٹکرا رہی ہے، انہیں میں پروفیسر سگمنڈ فرایڈ ہے، جو عہد حاضر کا بہترین مفکر اور تحلیل نفسیات کا بانی ہے۔ اس کی ساری زندگی وائنا میں بسر ہوئی تقریباً تیس سال سے جو دور قدیم یعنی وائنا کی عظمت و جلال سمجھا جاتا تھا اب خس و خاشاک کے ایک گٹھر کی طرح ضعیف انسان بنکر رہ گیا ہے، اس وقت اس کی عمر ۸۲ سال کی ہے، اور برطانیہ کے خوش اور پرسکون فضائیں اپنی شام زندگی کا آغاز کر رہا ہے۔

گذشتہ مارچ میں وائنا پر دہشت انگیزی کا تسلط ہوا، فرایڈ کا پاسپورٹ اس سے لے لیا گیا، اس کی ذاتی دولت پر قبضہ کر لیا گیا، اور اس کے دار الاشاعت کی کتابوں کا سارا ذخیرہ برباد کر ڈالا گیا لیکن اس کو اپنے مکتبہ اور یونانی و مصری آثار قدیمہ کے ساتھ اپنے قدیم مکان "وایرنجر سٹریسی" (Waehringerstrasse) کے میدان میں جہاں چالیس سال تک وہ سکونت پذیر رہ چکا تھا، قیام کرنے کی اجازت دی گئی۔ ہفتوں کے دقت طلب اور پرخلوص نامہ و پیام کے بعد گذشتہ جون کی ابتدا میں یہ خبر آئی کہ فرایڈ کو رہائی ہو گئی اور وہ صحیح و سالم لندن آرہا ہے۔

جیسے ہی وہ وکٹوریہ اسٹیشن پر اترا اس کے کنبہ نے اسکو "سینٹ جان ووڈ"

میں ایک سرخ اینٹ کے قدیم عافیت دہ مکان میں اتارا یہاں وہ اور اس کی بیوی اپنی ایک بیاہی لڑکی کے ساتھ مقیم ہیں یہانتک کہ کوئی مستقل قیامگاہ دستیاب ہو جائے، فی الحال اس کا سامان، اس کی عظیم الشان لائبریری، اور آثار قدیمہ کے متعلق اس کا مشہور ذخیرہ بندھے رکھے ہیں، اور اسی طرح بندھے رہیں گے، جب تک کوئی مستقل مسکن نہ ملجائے اس کی لڑکی "انّا"، جو اُس کی علمی زندگی کی خاص شریک کار ہے، اس کا لڑکا مارٹن جو وائنا میں اسکے دارالاشاعت کی نگرانی کیا کرتا تھا اس کے کنبہ بقیہ افراد اور وائنا کے اس کے خاص معاونین یا تو اس کے ساتھ ہیں یا سینٹ جان ووڈ کے قریب میں ٹھیرے ہوئے ہیں فرویڈ کے فلسفہ تحلیل نفسیات کا مرکز جسمانی طور پر وائنا سے بدلکر لندن میں آگیا ہے، بے شمار لوگ اس کے پاس آرہے ہیں، ان میں وائنا کے قدیم باشندے ہیں جو اس کی طرح جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے ہیں بہت سے سائنداں ہیں جو اس نئے مسکن میں اس کی صحت، خوشی اور اطمینان کے آرزومند ہیں، رایل سوسائٹی نے جو ۱۹۳۶ء میں اس کو اس کی اسّی سالگرہ کے موقعہ پر اپنی جمعیت کا غیر ملکی رکن بنا چکی ہے، اس کی شاہانہ عزت افزائی کی، اور تین سالہ چارٹر کی کتاب دستخط کے لئے "سینٹ جان ووڈ" میں اُسکے پاس بھیجی، اور حکومت نے اس کے خیر مقدم کے سلسلہ میں اس کو برطانوی قومیت عطا کر کے اپنی سرکاری مہر ثبت کی -

۶۵ - سال قبل فریوڈ جیسے متعلم طب نے گوئٹے کی اس نظم کا مطالعہ کیا جو فطرت پر ہے، فلسفہ تحلیل نفسی میں شوپنہار، اور نٹشے (Nietzsche)

بڑی حد تک اس کے ہم آہنگ نظر آتے ہیں، اس کی زندگی کی ترکیب بعض جرمن عناصر سے ہوئی ہے، تقریباً دس سال سے کمتر زمانہ گزرا کہ "ٹامس مین" نے جو عہد حاضر کے تمام جرمن ناول نگاروں میں سب سے بڑا سمجھا جاتا ہے، اس کو جرمن ارباب قلم کی طرف سے سلام پہنچایا اور اس کی لڑکی "انّا" کی جو اس کے قایم مقام کی حیثیت سے موجود تھی، مقام فرینکفارٹ کے "ریتھاس" میں شہر کی طرف سے پذیرائی کی گئی، یہ وہ تقریب تھی جبکہ ۱۹۳۰ء میں "گوئٹے کا انعام" فرایڈ کو عطا کیا گیا تھا تقریباً بارہ سال قبل اس کے وطن وائنا نے اس کو اپنی آزادی بخشی لیکن پھر اسی وطن کی فضا میں اس کا سانس لینا دوبھر ہو گیا اور محض اس وجہ سے کہ نسلاً وہ اس سرزمین کی پیداوار نہ تھا اس کو اس قابل رحم اژدحام کی نذر کر دیا گیا جو جلاوطنی کی مصیبت میں جمہوریت کے دروازوں پر دستکیں دے رہا ہے، کلیر پرایس (Clair-price) نے جب اس کی ہمدردی میں چند کلمات کہے تو اس معصومانہ اور غیر جذباتی رنگ میں اس نے جواب دیا گویا مخالفین کا شکوہ اس کے سلسلہ میں نہیں کیا جا رہا ہے، بلکہ کسی دوسرے فرد کے بارہ میں بحث و تمحیص ہو رہی ہے، لیکن جب دہشت انگیزی اور بربریت کی ہنگامہ زائیوں پر تبصرہ کیا گیا اور اس کا وطن اب موضوع بحث ہوا، تو وہ اپنی کرسی پر آگے کی طرف جھک گیا اور زور دیکر بولا، "وائنا میں اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے وہ جنگ ہے اور جنگ کے اندر ہمیشہ بربریت ہی ہوا کرتی ہے، جنگ وائنا میں ہو یا کسی اور ملک میں انجام یکساں ہوا کرتا ہے، لیکن اہل وائنا کے متعلق

یہ کہنا کہ انہوں نے اپنی روشنی کے سفر مشتبہ داغ پیش کئے ہیں بالکل غلط ہے، وائنا کے باشندے بدلے نہیں ہیں وہ ویسے ہی ہیں جیسے پہلے تھے، ہم نے ۴۲ سال تک اسی وائنا کی سرزمین میں زندگی کے دن گزارے اور قبل اس کے کہ ہم رخت سفر باندھیں ہمارے بہت سے قدیم پڑوسی ہم سے ملنے اور اظہار ہمدردی کرنے آئے وائنا والے کبھی بدلتے نہیں۔"

برطانیہ کے متعلق اس نے بہت سی باتیں بتائیں، وہ یہاں اپنے ایام طفولیت میں آچکا تھا، منچسٹر میں وہ گیا تھا، یہاں وہ اپنے دو سوتیلے بھائیوں سے ملا تھا جو روئی کی تجارت کرتے تھے، لندن میں اس کو صرف ایک ہی دن ٹھیرنے کا موقعہ ملا تھا اور قیام لندن کی چند ساعتوں کے متعلق اس نے مسکراتے ہوئے کہا "کیا آپ خیال کرسکتے ہیں کہ یہ ساعتیں میں نے کہاں صرف کیں" ؟ ایک گہرے تبسم کے ساتھ جیسے وہ اپنی ذات سے مزاح کررہا ہو اس نے کہا "متحف برطانیہ کے دارالمطالعہ میں" ساٹھ سال کے بعد اس "قبۃ اللہ تحقیق واکتشاف" کے نیچے ایک دن سانس لینا جہاں سے نکلکر بہتیرے آدمیوں نے دنیا کے خیالات پر اثر آفرینی کی، آج بھی اس کو مسرت آگیں معلوم ہو رہا تھا۔

فرائڈ کے ٹیبل کے پیچھے مٹی کی چھوٹی چھوٹی مورتوں کی قطار رکھی تھی، یہ قدیم بت تراشی کے نمونے تھے جو یونان کی شہزادی جارج نے ہدیۃً اسکو پیش کئے تھے، جبکہ وہ پہلے پہل لندن میں وارد ہوا تھا شہزادی کا مقصد یہ تھا کہ وہ ان کو بمنزلہ ان یونانی اور مصری آثار قدیمہ کے سمجھے جنہیں فرائڈ نے جمع کیا تھا، وائنا میں فرائڈ کے دارالمطالعہ میں یہ آثار بکھرے ہوئے رہتے تھے

مقالہ نگار جب گیا تو فرویڈ نے ان مٹی کی مورتوں میں سے ایک چھ انچ کی مورت تھوڑی دیر کے لئے اپنی ران پر رکھی، اور اس طور پر اس کو تکتا رہا گویا وہ کوئی زندہ چیز ہے ایسا نہ ہو کہ گر کر فنا ہو جائے، اور اس کے بعد اس نے نہایت احتیاط سے اس کو اٹھا کر بلا ایک لفظ بولے ٹیبل پر رکھ دیا، اس طور سے گویا وہ یورپ کی موجودہ غمناک فضا سے بلند تر ہو چکا ہے، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسرار دماغ کے کسی بعید ترین نشاط آفریں جگ میں وہ لطف اٹھا رہا ہے

وائنا کے ایک نوجوان جنگ جو ماہر علم اعصاب (Neurologist) کی حیثیت سے جیسا کہ اس کے عہد کے بہت سے آدمیوں نے کیا فرویڈ نے اس اعتقاد کی تبلیغ کی کہ دماغی خرابی کے مسایل کا حل وعقد خود دماغ کے مطالعہ سے نہیں بلکہ مغز (سر) اور نظام اعصابی کے مطالعہ سے ہوسکتا ہے، اس کا عقیدہ تھا کہ غیر شعوری کے لئے غیر طبعی ہونا ضروری ہے لیکن تنویم کے ذریعہ ہسٹریا کے ایک کامیاب علاج نے اس کا خیال غیر شعوری دماغ کی طرف منعطف کر دیا اس کا یہ نظریہ کہ "دماغ تہہ بتہہ ہے" ایک جدید تحقیق کا سنگ بنیاد ثابت ہوا، اسی کے ذریعہ فرویڈ اس نتیجہ پر پہنچا کہ دماغی خرابی میں دماغ کے اندر معرکے اور رکاوٹیں ہوا کرتی ہیں، اگلے چالیس سال سے وہ اسی مطالعہ میں بسر کر رہا ہے، کہ غیر شعوری دماغ کی تاریکیوں میں کون سے نظام برسر عمل ہیں"۔

مقالہ نگار نے تحلیل نفسیات کے مسئلہ پر گفتگو کرنی چاہی تو فرویڈ نے اس کی طرف زیادہ توجہ نہ کی، بلکہ اس نے عہد شباب کی ان دلچسپیوں پر

بحث وتمحیص کرنا پسند کیا جو تہذیب و تربیت سے متعلق تھیں اس نے بتایا کہ مجھے زمانہ طفولیت ہی سے مسایل تہذیب سے گہرا لگاؤ تھا، اور آج جب کہ میں زندگانی کا بیشتر حصہ طب اور معالجہ امراض (Psychotheraphy) میدان میں صرف کر چکا ہوں میرا ابتدائی شوق لوٹ کر سامنے آرہا ہے یعنی انسانی طبیعت، اور ارتقاء تہذیب کی معرکہ آرائیوں کے مسایل، برسوں میرا یہ خیال رہا کہ تاریخ کے واقعات قوموں کی معرکہ آرائیوں کا عکس ہیں، جنکا ماہرین تحلیل نفسیات فرد کی زندگی میں مطالعہ کرتے ہیں، میں نے اس نظریہ کو ۱۹۱۲ء سے ترقی دینا شروع کیا جبکہ میں نے مذہب اور اخلاقیات کی تخلیق پر اپنی کتاب ٹوٹم و بٹو (To Tem and Taboo) لکھی میں نے حال میں ایک کتاب لکھی ہے جس میں بعض ان اکتشافات کی توضیح کی گئی ہے، جو میری پہلی کتاب میں ہیں، فریوڈ نے بتایا کہ اس کی کتاب کے پہلے دو حصے وائنا ہی میں لکھے گئے تھے، لیکن تیسرا حصہ اس نے لندن میں تمام کیا مقالہ نگار نے فریوڈ سے کہا کہ یہ خبر مشہور ہے کہ آپ نے تحلیل نفسیات کی روشنی میں "عہد نامہ عتیق" کا موسیٰ کے زمانہ تک وقیع مطالعہ کیا ہے اس سے اس نے انکار کیا اور بتایا کہ اس طرح کا کوئی خاکہ اس کی نظر کے سامنے نہیں ہے۔

(ماخوذ از "سنڈے ایڈوانس" ۱۳- نومبر ۱۹۳۸ء)

فہرست مضامین



پروفیسر سگمنڈ فریوڈ

خاتونِ صحرا کے نام

زندگی کیا ہے؟ فلسفی، شاعر، صوفی، سب کے یہاں آپ کو طرح طرح کی نکتہ سنجیاں ملیں گی۔ مجھ سے کوئی پوچھے تو میں مختصراً یہ کہدوں زندگی نام ہے ماضی کے خواب و خیال ہو جانے اور مستقبل سے وابستگی تمنا کا۔ ماضی کے کتنے رنگین و المناک ایام آئے اور کچھ دنوں کے لئے قلب میں نشاط و الم کے احساسات چھوڑ کر محو ہو گئے، یہاں تک کہ اب وہ چیزیں بھولی بسری باتیں ہو کر رہ گئیں۔ ماضی کے انہیں لطف آگین ایام میں خاتونِ صحرا کی محبت، ان کا بے وقت مرنا، مرنے کا غم، سب کچھ تھا۔ آہ! خوشی کی طرح غم میں بھی کتنی لذتیں ہوا کرتی ہیں، حسرت کا شعر ہے ؎

یاد ایام کہ ہم جوشش جنوں میں حسرت!
خوار پھرتے تھے پریشان بیابانوں میں

شاعر نے ایک خاص حسرت کے ساتھ اُس عہد جنون کی وحشت پیمائیوں کی لذت کا ذکر کیا ہے۔ شعر زندگی کی ایک حقیقت ہے۔

سنسان تال جیسا لق و دق بیابان، دھواندی کی گہرائی، اور اس کی پر متوج روانیاں، پیبتی کے دھارے، گھٹو تیا ندی، اسے صبر آزما عبور کرنا ساری باتیں یاد

آتی ہیں ، اور اب معلوم ہوتا ہے کہ ماضی کی یہ حقیقتیں اب کوئی خواب تھیں۔
جیٹھ بیساکھ میں تپتی ہوئی ریگزار، ساون بھادوں میں جزیرہ نما گاؤں، نہ کوئی ضرب
اور نہ طے مرحلہ کا سامان ، منزل دور، لیکن "جمال کعبہ" کا شوق فراوان تھا اور
میں کبھی فتوحہ سے بھوجپور تک پا پیادہ جاتا، کبھی کشتی پر بھادوں کی بھیانک
تاریکی میں آدھی رات گئے خسرو پور سے ساحل دلنواز تک پہونچتا، نہ موسم کی
صعوبتیں سد راہ تھیں، اور نہ طے مرحلہ کی دقتیں مانع و بید، زندگی کے آٹھ سال
انہیں سرشاریوں میں گزر گئے، یہاں تک کہ وہ عزیز ہستی ہمیشہ کے لئے چھوٹ
گئیں، ٹال کا لق و دق بیابان اور ریگزار اب بھی ہے، دیہوا کی رونائیاں بدستور
قائم ہیں، کھٹونہ سے اب بھی ہو کر گزرتا ہوں، لیکن مقام و فضا کی یہ ساری دلچسپیاں
اور کششیں سٹ گئیں، ہاں کچھ لطف باقی ہے تو امرؤ القیس کے الفاظ میں
"ذکری حبیب و منزل" پر آنسو کے چند قطرے ٹپکا لینے میں جب کبھی اس
دیار سے گزرتا ہوں، تو میر صبا کا یہ شعر یاد آجاتا ہے

کبھی جا گل کو دیکھے ہیں کبھی دیکھے ہیں نرگس کو
خدا جانے یہ چشم اپنی پھرے ہیں ڈھونڈتی کس کو

خاتون صحرا ہماری چہیتی بیوی بھی تھیں اور پھوپھی زاد بہن بھی، بڑی موہنی
تھیں اور ان تمام معصوم اداؤں کی ملکہ، جو عورت کو اساطیر جاپان کی"
سینجن دیوی"، اور خرافات یونان کے "ارفیس" کو دیوانہ اور صحرا نورد

بنانے میں رہبری کرتی ہیں،

میری آغوش میں جب انہوں نے آخری سانس لیا، تو وہ سماں دنیا کی بعض سنگین حقیقتوں کی طرح میری یاد پر چھاکر رہ گیا، محبت، شباب، اور شعر حیات کی ایک خاص منزل پر آکر ختم ہو جاتے ہیں۔ میر اثر نے غالباً اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے:۔

واقعی کون کس کو چاہے ہے ٭ ہر کوئی وہم میں بنا ہے ہے

میں نے یا ایام نے بڑی حد تک اس عزیز ہستی کی یاد بھلا دی، وہ سوگ و بروگ ہرست جانے والے تہیج کی طرح ختم ہو گیا۔ لیکن یہ حقیقت ہے، کہ جب کبھی "تصور جاناں" کی منزل سے قریب ہو جاتا ہوں، تو دل کی گہرائی میں ایک خاص قسم کا چبھن اور درد محسوس کرتا ہوں،

برسوں وہ خواب میں نظر آتیں مسکراتیں، مہر و پیار کی باتیں کرتیں، اور مجھے زار و قطار روتا ہوا چھوڑ کر چلی جاتیں، اس حالت میں کہ میں بستر پر پڑا ہوتا اور میری آنکھیں وا ہوتیں، زندگی کا یہ دور بھی ختم ہو گیا، کاش یہی عہد پائدار ہوتا، لیکن "زمانہ" میں استقرار کہاں، ایک چکر میں جذبات و تصورات کی یہ دنیا بھی پس کر رہ گئی، گزرے ہوئے زمانہ کی اسی "یاد" میں یہ کتاب لکھکر پیش کر رہا ہوں۔

عبدالمالک آروی

۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۳۲ء

ہدیۂ امتنان

ولولے بہت سے پیدا ہوتے ہیں، لیکن مجبوریاں ان کو سرد کر دیتی ہیں، آرزوئیں بہت سی پرورش کی جاتی ہیں۔ لیکن زندگی کے بیز نجات کے سامنے ان کا خون ہو جانا بھی کوئی نئی حقیقت نہیں۔ انہیں ولولوں اور آرزوؤں میں طاقبستان (ادارہ) کی بنیاد کا مسئلہ بھی تھا۔ کسے توقع تھی کہ اس بے نوائی اور گمنامی کے دور میں یہ ادارہ بعض قلوب کو اپنی طرف مائل کر لیگا۔ محبت کی طرح علمی جانکاہیاں بعض اوقات گہرے نقوش قایم کر جاتی ہیں۔ ہم خرافیات ہند کی ہر سو تی پہ ایمان لائیں یا نہ لائیں۔ لیکن اتنا ماننا پڑے گا کہ کبھی کبھی دنیا میں خادمان علم کو خستگی کی داد بھی دی جاتی ہے۔ اور آج میں اخلاقاً اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوں۔ کہ میری ناچیز خدمت سعی ناشکور ثابت نہ ہوئی بہار کے وزیر معارف عالی جناب ڈاکٹر سید محمود صاحب بالقابہ نے اپنے تدبر، دور بینی، علمی سرپرستی اور ذوق ادبی کی بنا پر طاقبستان کو درخور اعتنا سمجھا۔ اور یہ محض آپ ہی کے لطف و کرم کا نتیجہ ہے کہ "خواب کی دنیا" عوام کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

عبد المالک

دیباچہ



میرا ایک مضمون "خواب کی دنیا" کے عنوان سے رسالہ جن (جو دفتر نگار لکھنؤ سے شائع ہوتا تھا) بابت مارچ، اپریل، مئی سنہ ۳۶ء میں مسلسل شائع ہوا تھا۔ یہ مقالہ ڈاکٹر ابرکرامبی کی "قوائے عقلیہ" اور سگمنڈ فرائڈ کی "تعبیرات خواب" کو پیش نظر رکھکر مرتب کیا گیا تھا۔ یہ مضمون میرے ایک دوست کو بہت پسند آیا اور انہوں نے اس کے بعض حصے عالمگیر کے جون نمبر سنہ ۳۰ء میں شائع کئے۔ خدا جانے انہوں نے رسالہ جن کا حوالہ کیوں نہ دیا۔ نگار سنہ ۲۹ء میں "تصوف اسلام پر ایک مورخانہ نظر" کے عنوان سے میرا ایک طویل مضمون چھپ چکا ہے۔ اسمیں میکڈانلڈ کی کتاب "اسلام میں مذہبی رویہ اور زندگی" کے حوالہ سے بعض علماء کے خواب کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ یہ دونوں مضامین نظر ثانی کے بعد دوبارہ اس کتاب میں شائع ہوئے ہیں۔ بقیہ سارے مباحث غیر مطبوعہ ہیں۔ اردو زبان میں سگمنڈ فرائڈ کے نظریات غالباً سب سے پہلے سنہ ۱۹۳۰ء ہی میں رسالہ جن میں پیش کئے گئے تھے۔ خواب کا مسئلہ چونکہ تجربی اور عملی ہے صرف نظری اور خیالی نہیں اس لئے امید ہے کہ عام اردو خوان احباب کے لئے یہ کتاب دلچسپ اور مفید ہوگی۔

مآخذ

خواب کے متعلق ہر زبان میں کتابیں ملتی ہیں۔ قدیم تصنیفات تو اسی عقیدہ کے ماتحت پائی جاتی ہیں۔ جو خواب کو الہام اور غیب بینی کا مظاہرہ بتاتا ہے۔
چنانچہ اس قسم کی معلومات قوموں کی خرافات و اوہام سے بہم پہونچتی ہیں۔ علمائے یورپ کی ہمت تالیف اور شغف علمی کی بدولت تقریباً تمام قوموں کی خرافات کے متعلق کتابیں لکھی جا چکی ہیں اس قسم کی معلومات ایک جگہ معجم المذاہب والاخلاق (ENCYOLOPADIA OF RELIGION & ETHICS.)
میں بھی مل جاتی ہیں اور کتاب ہذا میں انسائیکلو پیڈیا کے اسی مقالہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

عہد حاضر میں نفسیاتی و عضویاتی نقطہ نظر سے خواب کی تشریح کی جاتی ہے۔ اس الہامی اور غیب بین عقیدہ کے بدلے یورپ نے باضابطہ فلسفیانہ اصول مدون کئے۔ اور مابعد الطبیعہ کے تخیلات کو چھوڑ کر خود انسان کی تحلیل نفسی، رجحانات، اخلاقیات، ماضی و حال کا تجزیہ کر کے بتایا کہ خواب دراصل دماغی افکار اور نفسی رجحان کا مظاہرہ ہے۔ اسی فکر و عقیدہ کے ماتحت یورپ میں تقریباً ایک سو برس

کے اندر سیکڑوں کتابیں لکھی گئیں۔ مگر یہ زیادہ تر جرمن اور فرانسیسی زبانوں میں ہیں۔ انگریزی زبان میں نسبتاً بہت کم کتابیں ملتی ہیں۔ الغرض یورپ کا کوئی فلسفی اور ماہر نفسیات ایسا نہ ملیگا جس نے اس مسئلہ خواب پر اظہار خیال نہ کیا ہو۔ چنانچہ اس شعبہ علم کے مشہور محققین اور ان کی تاریخ تصنیفات کی مختصر فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) ارسطو........ ... بنڈر نے جرمن میں ترجمہ کیا۔

۲	آرٹمیڈ اراس	(ARTEMIDOROS)	" دین "	سنہ ۱۸۸۱ء
۳	بنز	(C. BINZ)	بان	سنہ ۱۸۷۸ء
۴	بارنر	(J. BORNER)		سنہ ۱۸۵۵ء
۵	برنیڈر	(R. BRANDER)		سنہ ۱۸۸۴ء
۶	برڈاک	(BURDACH)		سنہ ۱۸۳۰ء
۷	بوشنوز	(B. BUCHSENSCHOTZ)	برلن	سنہ ۱۸۶۸ء
۸	چیسلن	(CHASLIN)	پیرس	سنہ ۱۸۸۷ء
۹	چیبنیکس	(CHABANEIX)	"	سنہ ۱۸۹۷ء
۱۰	کیلکنس	(M.W. CALKINS)	امریکن جریدہ نفسیات ۵	سنہ ۱۸۹۳ء
۱۱	ڈلبوف	(DELBOEF)	پیرس	سنہ ۱۸۸۵ء
۱۲	ہیولاک ایلیس	(HAVELOCK ELLIS)	جریدہ تبصرہ نفسیات جلد ۲ نمبر ۵	سنہ ۱۸۹۵ء
۱۳	ہیفنر	(P. HAFFNER)		سنہ ۱۸۸۴ء

۱۴	ہیلم	(HALLAM)	امریکن جریدہ نفسیات اپریل	سنہ ۱۸۸۴ء
۱۵	ہلڈربرینٹ	(F. W. HILDERBRANDT)	لیپزگ	سنہ ۱۸۷۵ء
۱۶	جیسن	(JESSEN)	برلن	سنہ ۱۸۵۶ء
۱۷	جے کینٹ	(KANT)	لیپزگ	سنہ ۱۸۸۰ء
۱۸	موڈسلی	(MAUDSLEY)		سنہ ۱۸۷۹ء
۱۹	اے موری	(A. MAURY)		سنہ ۱۸۵۱ء
۲۰	فیف	(E. R. PFAFF)	لیپزگ	سنہ ۱۸۶۸ء
۲۱	ریڈاسٹاک	(RADESTOCK)		سنہ ۱۸۷۸ء
۲۲	ڈبلو رابرٹ	(W. ROBERT)		سنہ ۱۸۸۶ء
۲۳	شرنر	(R. A. SCHERNER)	برلن	سنہ ۱۸۶۱ء
۲۴	شولز	(SCHOLZ)	لیپزگ	سنہ ۱۸۸۷ء
۲۵	شوپنہار	(SCHOPENHAUER.)		سنہ ۱۸۵۷ء
۲۶	اسپیٹا	(W. SPITTA)		سنہ ۱۸۹۲ء
۲۷	ایل اسٹرومپل	(L. STRUMPELL.)	لیپزگ	سنہ ۱۸۷۷ء
۲۸	والکلٹ	(J. VOLKELT)		سنہ ۱۸۷۵ء
۲۹	ونٹ	(WUNDT)		سنہ ۱۸۸۰ء
۳۰	اسٹریکر	(STRICKER)	وین	سنہ ۱۸۷۹ء

جرمن زبان اس سلسلہ میں خاص اہمیت رکھتی ہے - چنانچہ ہلڈربرینٹ

اسٹروبیل، کینٹ، فرائیڈ وغیرہ کی کتابیں خاص وقعت کے ساتھ دیکھی جاتی ہیں۔ آج ہمیں "اے اے برل" کا شکور ہونا چاہیے۔ کہ انکی محنت اور جگر کاوی کی بدولت ڈاکٹر فرائیڈ کی کتاب کا انگریزی ترجمہ عام طور پر ملتا ہے۔ یہ کتاب مشکل جرمن زبان میں لکھی گئی۔ اور سب سے پہلے ۱۸۹۹ء میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد موسم گرما ۱۹۰۸ء اور موسم بہار ۱۹۱۱ء میں پیاپے اس کے دوسرے اور تیسرے ایڈیشن نکلے۔ تیسرے ایڈیشن کے دیباچہ میں مصنف لکھتا ہے کہ جس طرح میں نے اپنے قارئین کرام کے پہلے تغافل کو جو انہوں نے میری اس کتاب کے متعلق برتا۔ اپنی تصنیف کی رکاکت کا نتیجہ نہیں سمجھا۔ اسی طرح ایک سال سے کچھ زیادہ وقفہ کے درمیان دو مرتبہ اس کی طباعت و اشاعت اس کی خوبی کو نہیں بڑھاتی۔ فرائیڈ کی اس کتاب کا نام "تعبیرات خواب" (THE INTERPRETATION OF DREAMS.) ہے۔

ڈاکٹر فرائیڈ کون تھا، اور اس کا وطن کہاں ہے؟ اس کی ابتدائی زندگی کیا تھی؟ ان امور کے متعلق اسکی مختلف تصنیفات کی ورق گردانی کی گئی لیکن کسی میں اس کے سوانح حیات مرقوم نہیں۔ انسائیکلوپیڈیا آف ریلجن انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا پاپولر انسائیکلوپیڈیا وغیرہ مختلف معاجم و قوامیس کا جائزہ لیا گیا۔ لیکن کہیں اس کے حالات نہ ملے۔ "تعبیرات خواب" میں اس نے اپنے بچپن کے بہت سے واقعات لکھے ہیں۔ لیکن یہ بالکل غیر مربوط ہیں۔ اتنا پتہ چلتا ہے کہ وہ وائنا (آسٹریا) کا رہنے والا تھا، اور طبابت

کا پیش کرتا تھا۔ "مواد خواب" (DREEM CONTENT) کے سلسلہ مین اس نے لکھا ہے کہ جب وہ گیارہ یا بارہ سال کا تھا تو اس کے والدین پراٹر (متصل وائنا) پر ایک خانقاہ مین برابر لے جایا کرتے تھے۔ سنہ ۱۹۱۱ء مین جب اسکی "تعبیرات خواب" کا تیسرا ایڈیشن نکلا تو وہ وائنا (اسٹریا) مین موجود تھا۔ لیکن اس سے پہلے ۱۹۰۸ء مین جب اسی کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا تھا تو وہ برچٹس گارڈن (BERCHTES GARDEN) مین تھا۔ یہ جرمنی کا مشہور شہر ہے یہان تین پرانے کنالس، ایک شکارگاہ اور قدیم گاتھ قوم کی ایک خانقاہ بھی ہے۔

نفسیات مین فرپوڈ کی اس قدر شہرت ہے کہ وہ ایک مستقل مذہب کا بانی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے افکار و عقاید کے ماننے والے نفسیئین "فریوڈین" کے نام سے موسوم ہین۔ اسکی وسعت مطالعہ اور کثرت معلومات کا اندازہ اس امر سے ہوسکتا ہے کہ اس نے جرمن، فرنچ، یونانی اور انگریزی زبانون کی ایک سو اٹھارہ کتابون کے اقتباسات اپنی کتاب مین درج کیے ہین یہ کتب و صحائف تمام تر فلسفہ، نفسیات اور تحلیل نفسیات (FSYCHO-ANNA-LYSIS) کے متعلق ہین۔ فریوڈ کی مفصلہ ذیل کتابون کے مستند انگریزی تراجم "جین سدھانت بھون آرہ" مین پائے جاتے ہین۔ ان ترجمون کی صحت کے متعلق خود فریوڈ نے ابتدائً چند سطور لکھے ہین۔

نام — مترجمہ

C.J.M. HABBOCK.	BEYOND THE PLEASURE PRINCIPLE (1)
JAMES STRACHEY.	GROUP PSYCHOLOGY AND THE ANNALYSIS OF THE EGO. (۲)
A.A. BRILL.	THREE CONTRIBUTIONS TO THE SEXUAL THEORY. ۳
	PSYCHO-PATHOLOGY OF EYEARY BAY LIFE. (۴)
	WIT & ITS RELATION TO THE UNCONCIOUS. (۵)
	THE EGO AND THE OLD. (۶)

فرایوڈ نے قدما کے نظریات خواب پر بہت ہی بلند فکری اور صحت نظر کے ساتھ تنقید کی ہے وہ خواب کے متعلق ایک نہایت عجیب نظریہ پیش کرتا ہے اس کا اصولی نظریہ یہ ہے کہ خواب کسی "آرزو کی تکمیل" کا نام ہے اور پیچیدہ خواب کسی "دبی ہوئی آرزو کی چھپی ہوئی تکمیل" ہے ۔ اسی نظریہ کے ماتحت اس نے پوری کتاب لکھی ہے ۔ فلسفہ و نفسیات میں اس کے بہتیرے مسائل عام شہرت اور مقبولیت حاصل کر چکے ہیں ۔ چنانچہ نفسیات کی کتابوں میں قانون تجسید (SUBLIMATION) اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے ۔ قانون تجسید یہ ہے کہ جب کوئی جذبہ یا شعور دبایا جاتا ہے ۔ تو وہ ایک بہتر بلند اور پاکیزہ صورت میں رونما

ہوتا ہے۔ مثلاً ہم شعور جنسی (SEX INSTINCT.) کو دبانا چاہیں۔ تو قدرتی طور پر ہم میں مصوری، شاعری، سنگ تراشی الغرض ادب لطیف اور فنون جمیلہ کا ذوق پیدا ہو جائیگا۔ اسی طرح سے انسان کے بہت سے خون شدہ جذبات بہت اعلیٰ صورتیں اختیار کرتے ہیں۔ میر کی شاعری اسی قانون تجدید کا نتیجہ ہے۔
کتاب ہذا میں زیادہ تر فرائیڈ کی مذکورہ بالا کتاب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اور حتی الوسع اسکی کتاب کے اصولی مباحث کی مکمل تلخیص کی گئی ہے۔ فرائیڈ نے اپنی کتاب کو مفصلہ ذیل ابواب پر تقسیم کیا ہے۔

جزائر برطانیہ کے علماء میں ڈاکٹر ابر کرامبی کی کتاب "قوائے عقلیہ و فلسفۂ اخلاقیہ" ایک قابل قدر کتاب ہے۔ یہ شخص اڈنبرا (واقع اسکاٹ لینڈ) کا رہنے

والا تھا۔ اسکی کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک دقیقہ سنج فلسفی اور بہت ہی بلند فطرت کا انسان تھا۔ کتاب کے پہلے حصہ مین اس نے خواب کے متعلق بحثیں کی ہیں۔ اسکے فلسفہ خواب کا اصولی نظریہ یہ ہے کہ خواب قانون ائتلاف (ASSOCIATION) اور عضوی تاثرات (BODILY SENSATION) کی پیداوار ہے۔ اس کے قوانین و مباحث کا مکمل خلاصہ کتاب ہذا مین درج ہے۔

ہنری برگسان (HENRI BERGSON) فرانس کا مشہور فلسفی ہے۔ اسکی مختلف کتابون کا فرانسیسی سے انگریزی مین ترجمہ ہو چکا ہے۔ برگسان حیات بعد الممات کا قایل تھا، وہ یہان تک کہ جاتا ہے۔ کہ زندگی ہی مین ہم موت کے بعد ذاتی بقا کا تجربی ثبوت حاصل کر سکتے ہین۔ اس نے ۱۹۱۳ء مین "برطانوی جمعیۃ نفسی" کے سامنے "جذب افکار" کے مسئلہ پر بحث و تحقیق کی، ۱۹۰۱ء مین فرانس کے "مدرسہ نفسیات" (INSTITIUT PSYCHOLOGIQUE.) مین اس نے پہلے پہل خواب پر ایک تقریر کی۔ یہ تقریر جریدہ تبصرہ علمیہ مین شائع ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۱۳ء مین جریدہ "آزاد" کے اندر اس کا انگریزی ترجمہ نکلا۔ اس پر خود مصنف نے نظر ثانی بھی کی تھی، یہی انگریزی ترجمہ جو اڈون ای سلیسن (EDWIN E. SLASSEN) کی تراوش قلم کا نتیجہ ہے، کتابی صورت مین ہمارے پیش نظر ہے۔ برگسان نے اپنے خالص فلسفیانہ انداز مین خواب کی ماہیت پر بحث کی ہے۔ اس نے اپنے اصول خواب مین عضویات کو بڑی اہمیت دی ہے۔ اور باصرہ، سامعہ، لامسہ اور حافظہ کے نوامیس و وظائف

یہ بڑی نکتہ سنجیاں کی ہیں۔ اور اسی کے ساتھ نفسیات اور مابعد الطبیعہ سے بھی بحثیں کی ہیں۔ وہ استعارہ کے طور پر لکھتا ہے کہ ہماری "یاد" اس طرح دبی ہوئی رہتی ہے جس طرح ایک دیگ میں آبخرہ ضبط رہتا ہے خواب گویا ابخرہ کے لیئے راہ آمد و رفت کا کام دیتا ہے۔ سلیسن کہتا ہے۔ برگساں کی یہ تمثیل خیالی نہیں بلکہ فرائڈ اور ویانا اسکول کے نفسئین نے ہسٹریا کا علاج کرنے میں اسی نظریہ سے کام لیا ہے وہ مریض سے ان مخفی تشویشناکیوں اور جذبات کا اظہار کراتے ہیں۔ جو اس کو بظاہر لا معلوم رہتے ہیں۔ لیکن اس کے دماغ پر مسلط رہتے ہیں۔ اس کتاب کے ایک باب میں برگساں کے افکار و آرا سے بھی بحث کی گئی ہے۔

سگمنڈ فرائڈ اور ڈاکٹر ابرکرامبی کی طرح گنتاؤ ہنڈبین سیلر نے بھی اپنی کتاب "خواب اور اسکی علمی عملی تاویلات" میں لکھا ہے کہ جسم کی صحت اور عدم صحت کا خواب پر گہرا اثر پڑتا ہے (چنانچہ اس کا نظریہ ہے کہ اگر کوئی شخص کابوس کا شکار ہو تو اس کو خواب میں گویا ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنی صحت اور غذا کے متعلق ہشیار ہو جائے۔ اپنا بازو نیچے رکھکر سوئے اور اپنے کمرہ میں کثرت سے تازہ ہوا آنے دے۔)

بابلیوں، چینیوں، برہمنوں اور مسلمانوں کی طرح وہ بھی خواب کی تعبیریں کرتا ہے۔ اور جس طرح حدیقہ میں حکیم سنائی نے مختلف اسماء دیکر ان کی تعبیریں بتائی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ایک مکمل فہرست دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص خواب میں آگ دیکھے بشرطیکہ یہ آگ اسے جلائے نہیں۔ تو یہ ایک عمدہ موافق خواب ہے۔ چنانچہ ایک منجم

نے ابوشجاع بویہ دیلمی کے متعلق اسی نوع کے خواب کی بنا پر حکومت وسلطنت کی پیشین گوئی کی جو پوری ہوئی ۔ ہنٹ بین میلر نے بھی خواب میں آگ نظر آنے کو بہی اہمیت دی ہے۔ لیکن خواب میں جلوہ باری نظر آنے کے متعلق اس نے عجیب وغریب اظہار خیال کیا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ ایسا خواب بہت ہی برا ہوتا ہے چنانچہ خدا کو خواب میں دیکھنا اس سے کلام کرنا یا اس کی پرستش کرنی سب برے اثرات کے حامل ہیں ۔ وہ کہتا ہے کہ افلاطون، گوئٹے، شکسپیر اور نپولین بعض خوابوں کو الہامی حیثیت دیتے ہیں ۔

ڈاکٹر رگھوناتھ وینتھال کھیدکر کی کتاب "مسئلہ خواب" (THE DREAM PROBLEM.) بعض خصوصیات کے لحاظ سے اہم ہے ۔ اس میں مشرقی اور مغربی دونوں نقطۂ نظر سے بحثیں کی گئی ہیں ۔ ڈاکٹر کھیدکر نے یورپ میں میڈیکل کی ڈگری لی ۔ وہ ہندو فلسفہ و مذہب سے پوری طرح واقف ہیں ۔ انہوں نے ہندو فلسفے کے ذریعہ مسئلہ خواب پر عالمانہ بحث کی ہے ۔ لیکن اس سے پڑھنے والے کے اندر کوئی ایقانی کیفیت طاری نہیں ہوتی ۔ انہوں نے ڈاکٹر فرائڈ اور ہنری برگساں سے بھی استفادہ کیا ہے ۔ اور اپنی کتاب جلد اول کے حصہ سوم میں مغربی علما کے نظریات کے اقتباسات دئے ہیں ۔ لیکن اس میں صرف نقل و حوالہ کے علاوہ انکی کوئی خاص جدت نظر نہیں آتی ۔ البتہ (حل نمبر ۱ میں) انہوں نے یوگ ویدانت اور اپنشد وغیرہ کی جو بحثیں کی ہیں ۔ ان سے ان کے اجتہادی میلان کا پتہ چلتا ہے ۔ انہوں نے فلسفہ کے خیالی مباحث کے ثبوت میں نقوش بنائے ہیں

اور ان کے ذریعہ خواب کی تخلیق اور ماہیت کو واضح کیا ہے ظاہر ہے فلسفہ کی دوراز کار خیال آرائیون سے الجھن اور بڑھتی جاتی ہے ۔ مسئلہ خواب کو اگر کوئی شخص سمجھنے کی کوشش کرنا چاہتا ہے ۔ تو اس کو یقیناً عضویات اور نفسیات کو پیش نظر رکھنا ہوگا ۔ اس مین شک نہین ڈاکٹر کھید کر محض ہند و فلسفہ کے ماہر نہین ہین بلکہ وہ علوم جدیدہ اور طب کے بھی فاضل ہین ۔ لیکن ان کے مباحث سے فرایوڈ اور سر گسان کی طرح قارئین کے دل مین انقلابی کیفیت پیدا نہین ہوتی ۔ پھر بھی انہون نے اپنے بعض ذاتی خواب کے جو حالات درج کئے ہین وہ بہت دلچسپ ہین ۔ ان کا (اصولی نظریہ ہے کہ خواب ہمارے شعور بیداری کے علم کا استکرار ہے اسی کے ساتھ وہ اس کے الہامی اور غیر فانی خصوصیات کے بھی قابل ہین) چنانچہ جلد نمبر ۲ مین انہون نے اپنے ذاتی تجارب کی ایک طویل فہرست دی ہے اور بتایا ہے کہ کسطرح ان کے گرو، اور کالی دیوی نے ان کو خواب مین ہدایتین کین اور کسطرح خواب ہی کے اثرات کے ماتحت وہ یورپ گئے ۔ ان کے ذاتی تجارب کے یہ واقعات بہت دلچسپ ہین ۔ الغرض وہ ایک طرف ڈاکٹر فرایوڈ کے نظریات کی تائید کرتے ہین ۔ اور دوسری طرف وہ اس کو ایک مابعد الطبعی مظہر بتاتے ہین ۔ جو مشرقی روایات سے اثر پذیری کا نتیجہ ہے یہ اجتماع ضدین بہت پر لطف ہے ۔

اسی طرح ایک انگریز خاتون فاسٹر نے "مطالعہ خواب" (STUDIES IN DREAMS) لکھی ۔ اس مین کوئی خاص بات نہین ۔ عموماً خاتون کے ذاتی خوابون کا تذکرہ ہے ۔ فلسفیانہ زاویہ نظر سے کوئی اہم بحث نہین پائی جاتی ، لیکن کتاب

کا ایک "باب" خواب پر تصرف" (DREAM. CONTROL) نہایت ہی معرکہ آرا چیز ہے جس کی بحث نہ تو فرائیڈ جیسے نفسی و عضوی کے یہاں ملتی ہے - نہ ابر کرامتی جیسے فلسفی اور اخلاقی عالم کے یہاں خاتون نے بتایا ہے کہ اگر کوئی شخص ڈراؤنا یا برا خواب دیکھا کرے - اور اس سے بچنا چاہے تو دماغ میں اس جملہ کی مشق کرے کہ "جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں خواب ہے اور اس کی اصلیت کچھ نہیں" چنانچہ خاتون نے خود اس کا تجربہ کیا اور وہ کامیاب رہی - یہ نظریہ کہ برا خواب دیکھنا ممکن بھی ہے یا نہیں سخت متنازع فیہ مسئلہ ہے - ڈاکٹر فرائیڈ تو کہتا ہے کہ انسان خواب دراصل اپنی کسی ظاہری یا باطنی آرزو کی تکمیل کے لئے دیکھتا ہے - اور سارے خوابوں کے عناصر ترکیبی کا تجزیہ کرنے کے بعد یہی نتیجہ نکلتا ہے، کہ خواب دیکھنے والا کسی ظاہری یا باطنی خلش آرزو میں مبتلا تھا اور اسی کی تکمیل کے لئے اس نے خواب دیکھا، اس کے نزدیک برا خواب یا ڈراونا خواب محض سطحی چیز ہے - اس کے اندر یقیناً کسی چھپی ہوئی آرزو کا تکملہ ہوا کرتا ہے - لیکن ابر کرامبی کہتا ہے کہ خوفناک اور زحمت رساں خواب ہمارے عضوی اختلال اور جسمانی تاثرات کا نتیجہ ہوتے ہیں -

"جین سدھانت بھون آرہ" میں دو نادر قلمی تصویریں ہیں - جن میں جینیوں کے مذہبی تخیل خواب کے نقوش پیش کئے گئے ہیں، جین مذہب کے پیروؤں کا عقیدہ ہے کہ جب کوئی تری تھنکر (یہ لقب ہے ان چوبیس رہنمایان مذہب کا جو وقتاً فوقتاً دنیا میں پیدا ہوئے - جین مذہب کی روایات کے مطابق پہلے تری تھنکر رشبھ رشی اور آخری مہاویر جی تھے - ملاحظہ ہو فارلنگ کی کتاب

("مذاہب کا تقابلی مطالعہ") شکم مادر میں ہوتا ہے تو اس کی ماں ایک خواب دیکھتی ہے۔ ایسی خواب کے نقوش تصویر میں دکھائے گئے ہیں اسیطرح راجہ چندر گپت نے ایک خواب دیکھا جو گویا مستقبل کی ایک دفری تاریخ تھا۔

علماء کے خواب کے متعلق مشہور امریکن مستشرق میکڈ انلڈ کی کتاب "اسلام میں مذہبی رویہ اور زندگی" کے ایک باب "سامی قوم اور تعبیر مرئیات" سے مواد لئے گئے ہیں اسیطرح بادشاہوں اور بزرگوں کے واقعات خواب سیر ابن ہشام، اخبار الطوال دینوری، البساتین السلاطین، روضۃ الصفا، فرشتہ نفحات الانس سے ماخوذ ہیں۔

اسلامی ادبیات کے سلسلہ میں تو خواب کے متعلق کثیر کتابیں ملتی ہیں یا خود قران مجید میں مختلف انبیاء ابراھیم یوسف اور آن حضرت صلعم کے خوابوں کا تذکرہ ہے۔ بخاری اور مسلم میں کثرت سے خواب کے متعلق حدیثیں ملتی ہیں۔ حکیم سنائی نے اپنی کتاب "حدیقۃ الحقیقت" میں خوابوں کی تعبیر لکھی ہے جو میرے خیال میں بابلی یا یونانی روایات سے مستفاد ہے۔

علامہ ابن فرحون مدنی نے اپنی عالمانہ کتاب "الدیباج المذہب" میں خواب اور اس کی تعبیر کے متعلق بعض فقہائے مالکیہ کے مؤلف تصنیفات کا تذکرہ کیا ہے۔ احمد بابا التنبکتی کی کتاب "نیل الابتہاج" میں بھی بعض بزرگوں کے واقعات خواب پائے جاتے ہیں۔ تفصیل ملاحظہ ہو:—

نام کتاب	مصنف	کیفیت
المرقبۃ العلیا فی التعبیر الرؤیا	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن راشد البکری والقفصی	آپ بہت بڑے فقیہ اور فاضل تھے اپنے شہر میں تحصیل علم کی اس کے بعد تونس میں گئے وہاں ایک مدت تک بہ سلسلہ تعلیم مقیم رہے اسکندریہ میں قاضی ناصر الدین الاسیاری شاگرد ابن الحاجب سے فقہ پڑھی پھر قاہرہ میں علامہ شہاب الدین قرافی کے سامنے زانوے تلمذ تہ کیا ۔ سنہ ۶۸۰ میں حج کیا پھر مغرب کی طرف لوٹ گئے ۔ اور اپنے وطن قفصہ کے قاضی مقرر ہوے پھر اس منصب سے علحدہ ہو گئے ۔ مالکی مذہب کے متعلق ایک کتاب لکھی جس کا نام "کتاب الذہب فی ضبط قواعد المذہب" ہے ۔ فقہ مالکی ، ادب عربی ، اور تعبیر رویا کے ماہر تھے ، ان فنون کے متعلق متعدد کتابیں لکھیں "المرقبۃ العلیا" کے متعلق ابن فرحون کہتا ہے :- "کتاب غریب فی فنہ" احمد بابا التنبکتی کی روایت ہے کہ محمد بن جابر الغسانی متوفی سنہ ۸۲۷ھ نے ابن راشد کی اسی کتاب کو عربی نظم میں لکھا ۔ حاجی خلیفہ کی کتاب "کشف الظنون" میں مجملاً جابر المغربی کی "ارشاد" کا ذکر آیا ہے غالباً یہ ابن راشد کی کتاب کا

		وہی منظوم نسخہ ہے جس کا احمد بابا التنبکتی نے "نیل الابتہاج" میں تذکرہ کیا ہے۔
کتاب البشریٰ فی عبارۃ الرویا	محمد بن یحییٰ بن محمد بن الحذاء متوفی سنہ ۴۱۶ ہجری	آپ بہت بڑے ادیب، محدث اور خطیب تھے۔ ابن فرحون کا قول ہے کہ "غلب علیہ الحدیث" موطا کی مشہور ضخیم شرح "الاستنباط" آپ ہی کی تالیف ہے۔ تعبیر خواب کے متعلق آپ کی یہ کتاب دس جلدوں میں ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی محدثین کبار اور ائمہ عظام اس فن کے ماہر گزرے ہیں۔ مثلاً قاسم بن فیرہ الشاطبی (متوفی سنہ ۵۹۰ ہجری) آپ بہت بڑے شاعر ادیب اور محدث تھے۔ اپنے زمانہ میں یگانہ روزگار نحوی گزرے ہیں۔ حافظہ کا یہ عالم تھا کہ زبانی پانسو بیت کا ایک قصیدہ نظم کر ڈالا۔ صحیح بخاری، مسلم اور موطا کے نسخوں کی زبانی تصحیح کر دیتے۔ آپ کے متعلق ابن فرحون "عارفا بعلم الرویا" لکھتا ہے۔

محمد بن محمد الفراوصی (متوفی سنہ ۸۸۲ ہجری) ایک صوفی صالح گزرے ہیں۔ اپنے زمانہ کے مشاہیر فقہا، محدثین اور صوفیہ سے استفادہ کیا۔ احمد بابا التنبکتی "نیل الابتہاج" میں فرماتے ہیں۔ کہ میں نے مراکش میں ایک کتاب دیکھی اس میں الفراوصی کے دو سو سے زیادہ خوابوں کے عجیب و غریب واقعات درج تھے یہ ان خوابوں کا مجموعہ تھا جس میں نبی صلعم نے شیخ فراوصی کو خطاب کیا تھا۔

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں مفصلۂ ذیل کتابوں کے نام گنائے ہیں:۔

نام کتاب	مصنف	کیفیت
تعبیر ابن اشعث	اسمعیل ابن اشعث	
تعبیر ابن المقری		
تعبیر ابی سہل المسیحی		
تعبیر ارسطو	حکیم ارسطاطالیس	ارسطو کی اس کتاب کا حوالہ سگمنڈ فرائیڈ نے بھی اپنی کتاب میں دیا ہے۔
تعبیر افلاطون		
تعبیر اقلیدس		
تعبیر بطلیموس		
تعبیر جاحظ	ابو عثمان عمرو الجاحظ بن بحر بن محبوب الکنانی متوفی ۲۵۵ھ	جاحظ کا دادا محبوب بصرہ میں بنی کنانہ کے ایک سردار کا حبشی غلام تھا اور شتربانی کی خدمت پر مامور تھا۔ جاحظ نے سیبویہ، اصمعی، ابوعبیدہ اور اس طبقہ کے علما سے ادب ولغت کا استفادہ کیا۔ وہ پہلا مصنف ہے جس نے اپنی تحریر میں سنجیدہ شوخی پیدا کی وہ محدث اور متکلم، فلسفی اور ادیب انشاپرداز اور مورخ تھا۔ علوم حیوانات، نباتات اور فلسفہ اخلاق و اجتماع کا ماہر عربی زبان میں علم و

ادب کی ایک سو پچاس کتابیں لکھیں ان میں زیادہ مشہور "البیان والتبیین"، "کتاب الحیوان"، "کتاب البخلاء"، اور "مجموعہ رسائل" ہیں (الجمل مطبوعہ مصر ص ۱۴۶)

کتاب	مصنف	کیفیت
تعبیر جالینوس		
تعبیر السلطانی	قاضی اسمعیل بن نظام الملک ابرقوہی -	مصنف نے یہ کتاب سنہ ۶۲۳ھ میں ابی الفوارس شاہ شجاع کے لئے لکھی اس کی ترتیب حروف تہجی پر تھی -
تعبیر القادری	ابی سعید نصر بن یعقوب الدینوری	یہ کتاب سنہ ۳۹۶ھ میں خلیفہ قادر باللہ عباسی کے لئے لکھی گئی اس کتاب میں سات ہزار پانچ سو علماء کی تعبیر میں سے چھ سو کا انتخاب کیا گیا اور اس کو پندرہ طبقہ پر تقسیم کیا گیا - شہاب احمد بن محمد معروف بہ ابن عربشاہ حنفی متوفی سنہ ۸۵۴ھ نے ترکی نظم میں اس کا ترجمہ کیا - حاجی خلیفہ کا بیان ہے کہ بعض فہرست سے پتہ چلتا ہے کہ تعبیر قادری ابو عبداللہ محمد القادری کی تالیف ہے -
تعبیر المامونی		
التعبیر المنیف و التاویل الشریف	شیخ فاضل محمد بن قطب الدین الازنیقی متوفی سنہ ۸۵[illegible]ھ	اس کتاب کی ترتیب ایک مقدمہ تین مقاصد اور خاتمہ پر تھی - اس کے شروع میں یہ عبارت منقول تھی "الحمد للہ الذی اظہر المعانی فی القلم"

پھر اس کے بعد علمائے تعبیر کا قول نقل کیا گیا ہے اور صوفیہ کی اصطلاح کے مطابق تعبیر کی گئی ہے۔

نام کتاب	مصنف	کیفیت
تعبیر نامہ	ابوطاہر ابراہیم بن یحییٰ غنام حنبلی متوفی ۶۹۳ ہجری	اس کا مصنف مشہور "معبر" تھا۔ اس کتاب کا آغاز ان الفاظ سے ہوا ہے "الحمد للہ الذی جعل النوم راحۃ للاجساد" چودہ مقاموں پر یہ کتاب منقسم ہے اور حروف تہجی پر اسکی ترتیب دی گئی ہے۔
تعبیر نامہ فارسی	مولانا یحییٰ المعروف بہ فتاحی نیشاپوری متوفی ۸۵۲ ہجری	اس کا مصنف فارسی زبان کا مشہور شاعر تھا۔ کتاب نظم میں لکھی گئی اور اس کی ابتدا اس مصرعہ سے ہوتی ہے ؎ اے بیرون وصفت ز تعبیر کلام

حاجی خلیفہ نے اجمالاً اپنی فہرست میں اور کتابوں کا بھی تذکرہ کیا ہے مثلاً الآثار الرائقہ فی الاسرار الواقعہ، ارجوزۃ التعبیر، اصول دانیال، ارشاد جابر المغربی ایضاح التعبیر، البدر المنیر اور حنبلی کے قلم سے اس کی شرح، علامہ ابن عبدوس مالکی کی کتاب بیان التعبیر، تحفۃ الملوک۔

انسائیکلو پیڈیا برٹینکا میں خواب پر ایک مقالہ ہے لیکن یہ کسی ماہر فن کی تحقیقات کا نتیجہ نہیں معلوم ہوتا۔ اس میں شک نہیں بعض مشاہیر فن کے افکار و آراء کے حوالے اس میں نظر آتے ہیں۔ مثلاً موری، ہنسر، ریڈ اسٹاک، اسپیٹا وغیرہ جن سے خود

سگمنڈ فریوڈ نے اپنی معرکۃ الآرا کتاب میں استفادہ کیا ہے۔ فریوڈ کی کتاب غالباً اس مقالہ کی ترتیب کے بعد شائع ہوئی اس کا ثبوت اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے۔ کہ اس کے حالات زندگی انسائیکلوپیڈیا میں نہیں ملتے، اس مقالہ میں نہ تو فریوڈ، برگساں، ابرکرامبی، اسٹروبیل کی طرح محققانہ عمق نظر اور فلسفیانہ اکتشاف حقائق پایا جاتا ہے۔ اور نہ انسائیکلوپیڈیا آف ریلجن کے مقالہ کی طرح خواب کے متعلق اقوام و ملل کے افکار و معتقدات پر مبسوط بحث کی گئی ہے۔ پھر بھی بعض واقعات دلچسپ اور اہم ہیں۔ اور مذاق عامہ کا لحاظ رکھتے ہوئے مقالہ کی ترتیب دی گئی ہے اس کے بعض اجزا حسب ذیل ہیں:۔

بعض صورتوں میں خواب کے اندر انسان کی قوت مدرکہ عالم بیداری کی نسبت بہت بلند سطح پر پہونچ جاتی ہے پروفیسر ہلپرٹ (HILPRECHT) کے سامنے دو بابلی کتبے تھے ان کے حل کرنے میں بہت دشواری ہو رہی تھی، اس سے قبل کسی کو معلوم نہ تھا کہ ان دونو کتبوں میں باہم کوئی ربط ہے پروفیسر نے ایک خواب دیکھا خواب میں جو دلچسپ چیز ہے وہ اس کی تمثیلی نوعیت ہے انہوں نے دیکھا کہ بابل کا ایک بوڑھا آدمی مذہبی پیشوا ہے۔ اس نے اس مسئلہ کے حل کرنے کا پتہ بتایا۔

میکڈونلڈ نے البیرونی اور ابن خلکان سے کہ جن فنی خوابوں کا تذکرہ کیا ہے وہ اسی عنوان کے ماتحت آتے ہیں۔ برگسان نے بھی ایک مشہور مغنی کی راگنی ایجاد کرنے کا جو واقعہ لکھا ہے وہ "اسی شخصیت" کا مظاہرہ ہے۔ آر پی فنیشر نے

اسی پر زور دیا ہے، انسائیکلوپیڈیا ابریٹینیکا کا مقالہ نگار کہتا ہے خود ہماری شخصیت خواب کے اندر ہمیں فریب نظر دیتی ہے۔ ہم دوسروں سے کلام کرتے ہیں۔ اور خواب میں نظر آنے والی صورت کے بیان پر ہم تعجب کرتے ہیں جیسا کہ پروفیسر ہل پرٹ کا واقعہ ہوا درانحالیکہ یہ سب ہماری ہی شخصیت کے تغیرات صوری ہیں۔

غیر یوروپین اقوام میں خواب کے متعلق دو عقیدے تھے ایک تو یہ کہ روح جسم سے الگ ہو کر مردہ اور زندہ دوستوں، قدیم نشیمن، اور نامعلوم مناظر کی طرف جاتی ہے۔ یا پھر مردوں کی روحیں خود اپنی مرضی یا حکم الٰہی سے آتی ہیں۔ دونوں صورتوں میں تمدنی ترقی کے دور میں بھی جب خواب کو مرسل من اللہ سمجھا جاتا تھا۔ اس کو "غیب گو" (ORIAACULAR) خیال کیا جاتا تھا اور اس کی تاویل بعض اوقات رمزی ہوتی تھی۔ اور بعض اوقات سادہ،

بعض قومیں مثلاً، شمالی امریکہ کے بعض اقوام "انکیوبیشن" کے ذریعہ خواب دیکھتے۔ وہ یہ کہ خواب دیکھنے کے لئے روزہ رکھا جاتا اور کسی مندر یا پہاڑ کی چوٹی پر جاکر سویا جاتا "تاکہ خواب کے ذریعہ بشارت ہو۔

مقالہ نگار نے نیم مہذب قوموں کے خواب کا تذکرہ کرتے ہوئے "لذتیین" کے بانی دیمقراطیس اور پھر ارسطو، افلاطون، پلینی، سسرو، بقراط اور جالینوس کے نظریات خواب پر طائرانہ نگاہ ڈالی ہے اور ان کو بھی (ANIMISM) کی باقیات بتایا ہے۔ نظریات جدیدہ کے سلسلہ میں مقالہ نگار نے ڈیکارٹ

کا نظریہ لکھا ہے۔ پھر اس پر لاک کا اعتراض نقل کیا ہے۔ ڈیکارٹ کے
اصول کے مطابق اس کے پیرون کا عقیدہ ہے کہ ہم لوگ برابر خیال کرتے رہتے
ہیں اس لئے خواب کی بھی مسلسل تکوین ہوتی ہے۔ لاک کہتا ہے لوگ برابر اپنے
خیالوں کا شعور نہیں رکھتے۔ اور یہ بالکل ناقابل قبول بات ہے کہ سوئے ہوئے
آدمی کا نفس خیال کر سکتا ہے۔ لیبنیز اور کینٹ کا بھی یہی خیال ہے کہ ہم لوگ
برابر خواب دیکھتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد مقالہ نگار نے ڈیوگلڈ اسٹیورٹ،
گڈورتھ، اے۔ سنتر وغیرہ کی رائیں نقل کی ہیں لیکن اپنا فیصلہ نہیں
کیا ہے۔

ایف ہیرویگن (F. HEERWAGEN) نے اعداد و شمار کے
ذریعہ ثابت کیا ہے کہ عورتیں بہ نسبت مردوں کے زیادہ خواب دیکھتی ہیں۔
بالخصوص وہ عورتیں زیادہ خواب دیکھتی ہیں جو زیادہ سوتی ہیں۔ انحطاط عمر کے ساتھ خواب
دیکھنے میں بھی کمی ہو جاتی ہے۔ بعض لوگوں کا تجربہ ہے کہ خواب کے اندر حواس کے
مختلف اور ادو وظائف ہوتے ہیں۔ باصرہ ۸۵ فی صدی، سامعہ پانچ فیصدی
ذائقہ تین فیصدی، اور شامہ ۰.۵ فی صدی ہوتا ہے۔ جب ذائقہ اور شامہ
کی تحریک ہوتی ہے تو باصرہ پچاس فی صدی ہو جاتا ہے اور حواس عشکی تحریک
ہوتی ہے۔ عمومی حالات کی نسبت سے دوگنی ہو جایا کرتی ہیں۔

بعض مفکرین کا خیال ہے کہ خواب کا حدوث عموماً بیس اور پچیس سال کے درمیان
زیادہ ہوتا ہے۔ ایچ موروسلی کہتا ہے کہ ۲۰ اور ۳۵ کے درمیان زیادہ ہوتا ہے

ڈی سینٹس (DE SANTIS) نے ۱۶۵ مردوں اور ۵۵ عورتوں سے سوال کیا اور خواب کے باب میں دونوں جنسوں کے متعلق جس نتیجہ پر وہ پہنچا وہ ہیرویچن، اور کیلکنس کی رایوں سے مل جاتا ہے۔ ۱۳ فیصدی مردوں، اور ۳۳ فی صدی عورتوں نے کہا کہ وہ برابر خواب دیکھتی ہیں۔ ۲۶ فیصدی مردوں اور ۵۴ فیصدی عورتوں نے کہا کہ وہ اکثر دیکھتی ہیں۔ ۵۰ فیصدی مردوں اور ۲۳ فیصدی عورتوں نے کہا کہ شاذ و نادر وہ خواب دیکھتی ہیں۔ یعنی مجموعی طور پر ۹۰۱ مرد اور عورتیں ایسی تھیں جنہوں نے کہا کہ وہ خواب مطلق نہیں دیکھتیں۔



مقدمہ

زندگی ایک مجموعہ ہے امید و طلب کا ایک شیرازہ ہے تمنا و آرزو کا۔ لیکن چونکہ کائنات پر قانون تنازع فی الحیات جاری ہے اس لئے ہر امید کے ساتھ یاس کا تلازم اور ہر ولولہ طلب اور شوق جستجو کے ساتھ ناکامیوں کا تصادم بھی دہر کی بوقلمونیوں کا ایک عام تجربہ ہے غالباً یہی سبب ہے کہ عرفی نے اپنے سیلاب آرزو کو روک کر نشاط یاس پیدا کرنے کی کوشش کی ہے

پائے بر یاس فشردم غم امید گزشت ٭ کہ گمان داشت کہ این درد دوا ہے دارد۔ امیدیں پیدا ہوتی ہیں۔ ذوق عمل میں ہیجان پیدا ہوتا ہے لیکن بخت نامساعد ہے۔ تو ناکامی معلوم احساسات لطیفہ نے تسکین تمنا کی ایک جدید ہیئت پیدا کر دی جسے غالب نے یوں ادا کیا ہے

رنج نومیدی جاوید گوارا رہیو ٭ خوش ہوں گر نالہ زبونی کش تاثیر نہیں۔ ہر انسان کو اپنی زندگی میں مختلف مراحل سے گذرنا ہوتا ہے۔ عہد طفولیت سے زمانہ پیری تک انسان میں مختلف جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ وہ مشاہدات اور تجارت کی مختلف منزلیں طے کرتا ہے۔ ایک وقت وہ جبری تعلیم پاتا ہے لیکن پھر جبر و قہر شوق و شغف ہو جاتا ہے۔ ایک وقت وہ تمام گھر کا محبوب رہتا ہے۔ لیکن جب شعور [illegible]

ہوتا ہے تو وہ اپنی محبوبیت کو کسی دوسری ہستی پر قربان کرنے لگتا ہے اگر تعلیم و تربیت اور نشو و نما اچھے ماحول سے اثر پذیر ہوئی ہے تو پھر یہ قربانی ایک مرکزی صورت اختیار کر لیتی ہے اور جیسا کہ فاسٹر ای ایف اسکاٹ کا نظریہ ہے کہ انسان کے تمدنی اور معاشری محاسن اسی شعور جنسی کی قوت سے پیدا ہوتے ہیں۔ تو پھر صنعت و حرفت، شاعری و ادب کی طرف رجحان ہوتا ہے جسے اسٹریا کے فلسفی فرائڈ نے "تشریح نفسیات" میں قانون تہذیب (SUBLIMATION) سے تعبیر کیا ہے۔ انگلستان کا مشہور نفسی ولیم جیمس اس کاوش کو قانون عارضیہ کے ماتحت رکھتا ہے اور یہ صحیح ہے کہ انسان کے ہنگامۂ دل کو یہاں بھی استقرار نہیں۔ اس کا اضطراب جستجو اس کی صرا..گی آرزو کوئی دوسرا نشیمن اختیار کرتی ہے جسے فاسٹر اسکاٹ نے "عشق خیالی" (ROMANTIC LOVE) بتایا ہے اور جہاں پہونچکر انسان کی تمنائیں جسم سے کوئی رشتہ نہیں رکھتیں بلکہ تصور اور خیال سے اس کے قلب میں ایک کیف والہانہ موجیں مارتا ہے اسی کو صوفیا اس نشیمن قدس یا "وصل" (UNITIVE STATE) بتاتے ہیں غالب نے شاید اسی مرحلہ پر پہونچ کر کہا تھا ؎

دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن ۔ بیٹھے رہیں تصور جاناں کئے ہوئے

فلاسفہ کے نزدیک تصور نتیجہ ہے۔ حافظہ کی بارش خیالات کا یہی حافظہ بیداری میں تصور ہے۔ اور نیند میں خواب غالب کا تصور جاناں عالم تمکین و ہوش کی پیداوار ہے جسے جیمس نے اپنے مبادی نفسیات میں "تصور اعادی" (REPRODUCTIVE) سے موسوم کیا ہے لیکن ظاہر ہے کہ ہر شخص حریف عالم "تمکین و ہوش" نہیں اس لئے

ضرورت ہے کہ باندازہ ظرف قدح خوار اس کے نشاط نوش نوش کا سامان بہم پہونچایا جائے۔ غالب مرحوم کا یہ تصور جاناں خواہ جسم وجسمانیات تک محیط ہو یا کسی "ہستی ازل اور روح سرمدی" سے جسے اٹھوئیں صدی کے صوفی شاعر جامی نے یوں پیش کیا ہے ؎

احسن شوقا الی دیار لقیت فیھا جمال لبنیٰ + کہ می رساند ازان نواحی نوید لطفے بہ جانب ما

ہرچند غالب کے خیال پر جامی نے اضافہ کیا ہے لیکن صاف نہیں بتایا کہ اس شہود کا تعلق بیداری سے ہے یا نیند سے بہرحال انسان کی زندگی کا بیشتر حصہ کسی نہ کسی اضطراب جستجو میں گذرتا ہے اور اس کے دل میں خیال ایک تمنائے ولا فتہ بنکر رہ جاتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح اس اضطراب کا سامان سکون پیدا کرے۔

"عالم رؤیا" اس بے چینی کا علاج تھا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس کے دل میں کوئی تمنا پیدا ہوئی اور اس نے خواب کے اندر پوری ہوتے نہ دیکھا۔ لوگ کہتے ہیں "خواب خیال ہے اس کی شیدائیت انسان کی بے عمل زندگی کی تاریخ ہے لیکن اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ جب تک کوئی شخص کسی شئے کا خواب نہیں دیکھتا ہے اسے حاصل کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتا جیسا کہ اکابر فلاسفہ ونفسیین جیمس فرائیڈ اور کرامی وغیرہ کا خیال ہے حافظے کے اندر جو ارتسامات شواہد رہتے ہیں وہی خواب کے اندر ایک جلوہ اور ظہور بنکر باطن میں لذت نظر کا احساس پیدا کر دیتے ہیں۔ شولز کا نظریہ ہے کہ کوئی شئے ہمارے دماغ سے جسے حافظہ ایک بار منضبط کر چکا ہے ہمیشہ کے لیے ناپید نہیں ہو سکتی" اب عشاق کے لئے تصور جاں اور صوفیاء کے لیئے اتحاد وصل کی کوئی

آسان تدبیر ہو سکتی تھی ۔ تو وہ خواب تھی ۔ ایک مبتلائے محبت سلمیٰ کو خواب میں دیکھکر جسطرح آشفتہ یا متلذذ ہوتا ہے کسی انسانی تجربہ سے مخفی نہیں لیکن کاش یہ دید بے بود اختیاری ہوتی ۔ جمال سلمیٰ کا یہ کیف افزا نظارہ اپنی قدرت میں ہوتا ایک آزردہ احساسات بستر پر محو خواب ہو جانے کے بعد جسطرح اس خیالی دنیا میں غرق ہو جانیکی آرزو رکھتا ہے جامی کے اس شعر سے اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں ؎

چشم می دارند خلقے دیدنِ رویت بخواب ناخوداین دولت نصیبِ دیدۂ بیدار کیست

لیکن فرایڈ "تاویل الاحادیث" میں لکھتا ہے کہ اکثر علماء کا خیال ہے کہ کوئی خیال دماغ کے اندر عالم بیداری میں جبتک شدت کے ساتھ متمکن رہتا ہے اسے خواب کے اندر نہیں دیکھ سکتے اور جب عالم بیداری میں دماغ سے اس کی پر زور جاگزینی جاتی رہتی ہے تو وہ خیال خواب کی صورت اختیار کر لیتا ہے ۔ اور یہی وجہ ہے کہ کسی مرے ہوئے محبوبہ کو اس وقت تک خواب میں نہیں دیکھتی جب تک اس کی فرقت غم بے اندازہ ہم پر طاری ہوتا ہے ہر چند کہ بعض اہل علم نے اس مسئلہ میں جمہور علمائے فن سے اختلاف کیا ہے ۔ اور اس کے خلاف واقعات جمع کئے ہیں ۔ ہلدبرینٹ جو سابق الذکر نظریہ کا ایک معزز رکن گذرا ہے لکھتا ہے کہ "یہ عجیب وغریب سی ہے کہ خواب میں ایسے عناصر کے ذریعہ کسی رویت کا ظہور نہیں ہوتا جو اہمیت پہلو لئے ہوں یا ان کا استقرار دماغ کے اندر شدت انگیز ہو ۔ یعنی اگلے دن کا کوئی اہم واقعہ یا وہ جذبہ جس سے ہمارے قلب و روح پر گہرا اثر ہو خواب کے اندر رونما نہیں ہوتا بلکہ خواب ایک مجموعہ ہوتا ہے غیر اہم معاملات کا اور اس کے اجزائے ترکیبی مشتمل

ہوتے ہیں تجربہ جدیدہ یا تجربہ بعیدہ کے متعلق عناصر پر اگر ہم لوگوں کے خاندان میں کوئی نہایت دردناک وفات ہوئی ہو جس کے تاثرات سے ہم رات گئے تک جاگتے رہے ہوں۔ تو وہ ہمارے حافظہ سے غائب ہو جاتی ہے یہاں تک کہ جب ہم بیدار ہوتے ہیں تو اولین ساعت میں یہ دردانگیز احساس شدت کے ساتھ عود کر آتا ہے[۱]۔

اس کے برخلاف اگر کسی گذرنے والے مسافر (جس کے نظر سے غائب ہونے کے بعد ہمارے دماغ میں اس کا خیال بھی نہ آیا ہو۔) کی جبین پر ایک خال ہو تو وہ خواب کے اندر رونما ہوتا ہے۔ ہیولاک ایلس کا بھی یہی خیال ہے کہ وہ گہرے جذبات جن کے جلوے ہم عالم بیداری میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ وہ سوالات اور مسائل جن کے متعلق ہم نے اپنی آرزومندانہ دماغی قوت صرف کی ہے عالم خواب میں فی الفور

---

[۱] امام غزالی نفسیات کے ایک زبردست محقق گذرے ہیں ارادہ ہے کہ ان کے افکار نفسیاتی سے مغربی علماء۔۔ کے خیالات کا مقابلہ کیا جائے۔ اور بتایا جائے کہ انہوں نے علم النفس میں کیسے قابل قدر اضافے کئے ہیں۔ ہلڈ ربرنیٹ کا یہ نظریہ بالکل امام غزالی سے ملتا ہوا ہے اور چونکہ مغربی علماء نے یورپ کی اکثر زبانوں میں امام غزالی کے افکار و استقراء کے تراجم شائع کئے ہیں اس لئے بہت ممکن ہے کہ نفسیاتی دنیا میں یورپ کا علم مشرق ہی کا فرزند ہو، امام غزالی فرماتے ہیں "صاحب مصیبت چون از خواب درآید زخم مصیبت بر دل او عظیم تر بود کہ جان صافی شدہ باشد در خواب پیش از انکہ با محسوسات معاودت کند"

ظاہر نہیں ہوئے جہاں تک مستقبل قریب کا تعلق ہے خواب میں روزانہ زندگی کے ناچیز ہنگامی اور از یاد رفتہ تاثرات عود کرتے ہیں وہ نفسی حرکات و اعمال جو گہرے طور پر بیدار رہتے ہیں۔ وہی ہیں جن پر نیند کا گہرا غلبہ ہو جاتا ہے، اسطرح بنز (BINZ) کا نظریہ ہے کہ ہماری حیات شاعرہ خواب کے اندر ایسے نقوش و صور پیش کرتی ہے جن پر عالم بیداری میں ہم کچھ التفات نہیں رکھتے۔ اس کے برعکس دماغ کے اندر تجربہ کے جو نہایت ہیجان پیدا کرنے والے واقعات منضبط رہتے ہیں انہیں منصۂ شہود پر نہیں لاتی۔ الغرض افکار دماغی کی یہی طلسمی حرکت و عمل ہے، جس کے باعث ایک مہجور حافظ کے اندازۂ لغزش پا کے مطابق "مستانہ وش نقاب ز رخسار بر کشیم" کا مصداق نہیں ٹھہرتا بلکہ وہ غیر مربوط، غیر اہم، اور ناقابل التفات خیالات کی ایک شیرازہ بندی کا مشاہدہ کرتا ہے جس کا بڑا حصہ بیداری میں وہ فراموش کر جاتا ہے۔ فرائیڈ نے اسٹرومپیل کے حوالہ سے اس نظریہ پر کافی بحث کی ہے ہر چند آخر الذکر نے اس فراموش کاری کا کوئی واحد سبب نہیں بتایا ہے بلکہ متعدد توجیہات پیش کیے ہیں۔ ظاہر ہے کہ انسانی زندگی میں خواب کو اہمیت حاصل ہے اور جس قدر مسئلہ اہم ہے۔ اسیقدر تجربہ اور مطالعہ آسان ہے افراد خود اپنی زندگی میں خواب کے بیشمار واقعات پا سکتے ہیں اور اگر ان پر غور و خوض کریں تو یقیناً عضویات و نفس کے عجیب و غریب انکشافات ہمارے پیش نظر ہوں ہر قوم اور ہر ملت کے اندر خواب کے متعلق واقعات پائے جاتے ہیں۔ اہل مغرب عضویات PHYSIOLOGY و نفسیات (PSYCHOLOGY) کی روشنی میں خواب کا مطالعہ کرتے ہیں ارباب مشرق

اسے بالکل الہام، عرفان روح، اور نطق خداوندی سے تعبیر کرتے ہیں اور ہم مغرب و مشرق کے محققین کے اکتشافات کا مطالعہ کرنے کے بعد کہہ سکتے ہیں کہ بعض اوقات عضویات اور نفسیات کی مدد سے خواب کی توجیہہ نہیں کر سکتے اس لئے خواب کے متعلق اسلام کا مسلک نہایت عقلی ہے۔ خود ارسطو اپنی کتاب "متعلقہ خواب" اور ان کی تعبیرات میں جس کا حوالہ فرایوڈ نے اپنی کتاب میں دیا ہے اور جسے وہ خواب کے متعلق نفسیاتی تحقیق کی پہلی کتاب کہتا ہے لکھا ہے کہ خواب ایک ایسی ماہیت رکھتا ہے اور اگر اس کی صحیح تاویل کی جائے تو اس کے اندر گہرے معانی پنہاں ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر فرایوڈ کی تشریحات

تکمیل آرزو

فرایوڈ کہتا ہے کہ "خواب کسی آرزو یا خواہش کی تکمیل" کا نام ہے۔ اور اس کے ثبوت میں اس نے خود اپنا ایک نہایت پرلطف خواب لکھا ہے وہ لکھتا ہے کہ ایک خواب کے متعلق میرا تجربہ ہے کہ جب میں چاہوں دیکھ سکتا ہوں اگر میں رات کیوقت چھوٹی چھوٹی مچھلیاں زیتون یا دوسری تیز نمک دی ہوئی چیز کھالوں تو رات کے وقت مجھ پر تشنگی کا غلبہ ہوتا ہے اور میں بیدار ہو جاتا ہوں۔ بیداری کے قبل میں ہمیشہ ایک خواب دیکھا کرتا ہوں جس میں یہی واقعہ پایا جاتا ہے کہ "میں پانی پی رہا ہوں" پانی ایسا شیریں معلوم ہوتا ہے، جیسے تشنگی کے باعث حلق سوکھ جائے اور سرد پانی پینے کو ملجائے۔ اس کے بعد میں بیدار ہو جاتا ہوں تو اسے محسوس کرتا ہوں اس حس سے پانی پینے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اور خواب کے اندر میں اسی اقتضائے فطری کی تکمیل پاتا ہوں، ایک دوسرے موقع پر سونے کے قبل مجھے پیاس معلوم ہوئی اور میں نے شیشہ کا پانی جو میرے پہلو میں ایک صندوق پر رکھا ہوا تھا خالی کیا، رات کے وقت چند ساعت گذرنے کے بعد دوبارہ تشنگی کا غلبہ ہوا۔ اور اسمیں بیچینی

بھی تھی ، اب اگر میں پانی لے سکتا تھا تو اس شیشہ سے جو میری اہلیہ کے صندوقچہ پر رکھا ہوا تھا، میں نے خواب میں دیکھا کہ میری بیوی ایک ظرف سے مجھ پانی پلا رہی ہے یہ وہ ظرف ہے جسمیں قدیم زمانہ میں مردون کی راکھ جلا کر رکھ چھوڑتے تھے ۔ اسے میں اپنی اطالوی سیاحت سے واپس آتے وقت گھر لایا تھا اور پھر اسے دے ڈالا تھا ، لیکن (یہان سے خواب کا تذکرہ کرتا ہے) اسمین جو پانی تھا اس قدر شور تھا کہ مین جاگ اوٹھا ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کس خوبی سے پانی پینے کی خواہش پوری ہوتی ہے اپنے آرام کے مقابل مین انسان دوسرون کی راحت کا خیال نہیں رکھتا ، یعنی خواب مین خود اٹھکر پانی پینے کے بجائے بیوی کو دیکھا کہ پلا رہی ہین ۔ اس ظرف کا تعارف بھی جس مین قدماء مردون کی راکھ رکھتے تھے ۔ ایک خواہش کا تکملہ ہے یہ بھی اس شیشہ آب کے مثل ہے جو میری بیوی کے پہلو مین رکھا ہوا تھا اور اب میری دسترس سے باہر تھا ۔ یعنی فرلوڈ کی تمنا تھی کہ کاش یہ ظرف اس وقت میرے ہی قبضہ مین ہوتا اپنے ایک دوسرے خواب کے متعلق لکھتا ہے " میرا دستور تھا کہ مین رات کے وقت زیادہ دیر تک کام کرتا رہتا تھا ۔ اور اس لئے سویرے بیدار ہونا میرے لئے بڑی مصیبت تھی اس وقت مین خواب مین دیکھا کرتا تھا کہ مین بستر سے اٹھ گیا ہون اور غسلخانہ مین کھڑا ہون ، اسکے بعد مجھے خیال ہونے لگتا تھا کہ مین بیدار ہو چکا ہون اور اس تدبیر سے میری باطنی خواہش جس مین نیند کی لذت کی افراط ہوتی پوری ہوتی رہتی " میرے ایک اور رفیق بھی اسی قسم کا خواب لگاسل دیکھا کرتے ،

شفاخانہ کے ایک کمرہ میں ہیں ایک چارپائی رکھی ہے اور وہ اس پر سوتے ہیں۔ ان کے سرہانے ایک تختی لٹکی ہے جس پر ان کا نام ان کا عہدہ اور عمر مرقوم ہے انہوں نے خواب ہی کے اندر اپنے دل میں کہا کہ میں ہسپتال میں موجود ہی ہوں تو مجھے وہاں جانے کی ضرورت ہی کیا ہے اور خواب نوشین کے مزے لیتے رہے۔ ایک مریضہ میرے زیر علاج تھی اس کے جبڑے میں ایک ناکامیاب جراحی کا عمل کیا گیا تھا۔ اس کے عارض پر ایک سرد پٹی لگادی گئی تھی، لیکن جب نیند میں ہوتی تو اسے پھینکدیتی، میں نے ایک دن اس حرکت پر اسے ملامت کی تو وہ کہنے لگی، کہ اس دفعہ میں نے مجبوراً ایسا کیا۔ چونکہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مسٹر کارل میئر شفاخانہ میں ہے اور جبڑے کے درد کے باعث کراہ رہا ہے میں نے دل میں کہا کہ جب میرے جبڑے میں درد نہیں تو پٹی کی ضرورت ہی کیا ہے اور اس لئے میں نے پھینکدی۔ مسٹر کارل جسے مریضہ نے خواب میں اپنا درد دیا تھا۔ اس کا ایک ناقابل توجہ نوجوان ملاقاتی تھا۔ میرے ایک دوست جو میرا اصول خواب جانتے تھے اور اسے انہوں نے اپنی اہلیہ کو بھی بتا دیا تھا۔ ایکدن مجھ سے کہنے لگے کہ میری اہلیہ کہتی ہیں، کہ میں آپ سے دریافت کروں کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ "مجھے حیض جاری ہو گیا" اس کا کیا مطلب ہے؟ میں نے کہا میں سمجھ گیا اگر کوئی نوجوان بی بی خواب میں دیکھے کہ "حیض جاری ہو گیا"، تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا حیض بند ہو گیا ہے یعنی وہ حاملہ ہے۔ یہ اسی طبعی رجحان کا نتیجہ ہے کہ نوجوان لڑکی مادرانہ زندگی کی کلفتوں سے بچنے کیلئے حیض

کا ارتکاب نہیں کرتی یعنی حاملہ ہونا نہیں چاہتی ۔ یہ پہلی مرتبہ حاملہ ہونے کی علامت ہے۔ میرے ایک دوسرے دوست لکھتے ہیں کہ "میری بیوی نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے سینہ پر دودھ کے دھبے ہیں"۔ یہ بھی حاملہ ہونے کی علامت ہے۔ لیکن پہلی صورت سے متمایز ہے۔ نوجوان ماں اپنے دوسرے بچہ کے لئے پہلے بچہ کی بہ نسبت زیادہ دودھ کی خواہش مند ہے۔ ایک شخص اپنے بچوں کے ساتھ ڈارسچ ٹہلنے گیا اور اس کا ارادہ تھا کہ داہر رہٹ کی زیارت کرتے چلیں لیکن چونکہ دیر ہو گئی اس لئے وہ واپس آگیا اور بچوں کی دلشکنی کے باعث وعدہ کیا کہ کسی دوسرے دن پھر اس کی زیارت کریں گے۔ واپسی کے وقت ایسی نشانی ظاہر ہوئی جو ہامیو کی طرف رہنمائی کرتی تھی۔ بچوں نے وہاں بھی جانے کی خواہش کی لیکن اس تاخیر کے عذر کے باعث انہیں پھر قانع ہو جانا پڑا۔ دوسرے دن صبح کے وقت اسکی ہشت سالہ لڑکی باپ کے نزدیک آئی۔ اور کہنے لگی کہ ابا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ داہر رہٹ اور ہامیو میں ہمارے ساتھ ہیں لڑکی بے چین تھی۔ اس لئے اس نے باپ کے وعدہ کو اسطرح پورا ہوتے دیکھا۔ فرائیڈ لکھتا ہے کہ خود میری بچی نے جو تین سال چار ماہ کی تھی ایک رات "اوسے" کے منظر جھیل کے اثر سے خواب دیکھا۔ میں اسے کشتی پر لئے ہوئے جھیل سے گذر رہا تھا چونکہ منظر کی دلکشی میں لڑکی محو تھی۔ اور کشتی بہت جلد ساحل پر پہونچ گئی اس نے کشتی سے اتر کر زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ دوسرے دن صبح کے وقت اس نے کہا کہ میں رات کے وقت جھیل میں سفر کر رہی تھی، فرائیڈ نے اس باب میں اکثر خواب کے معتبر واقعات درج

کئے ہیں اور اپنے نظریہ کی تائید کی ہے جنہیں تطویل اور مماثلت افکار (واقعات کی یکرنگی) کے باعث یہاں درج نہیں کیا جاتا ـ

خواب مین پیچیدگی

بیداری کیطرح خواب مین انسان کیفیات کے مختلف منازل سے گذرتا ہے۔ کبھی وہ ہنستا ہے، کبھی روتا ہے۔ کبھی خوف کھاتا ہے، کبھی غیظ و غضب مین آتا ہے۔ کبھی بزدلی کا اظہار کرتا ہے۔ کبھی جوانمردی کا، اگر فرایوڈ کا یہ نظریہ صحیح ہے کہ "خواب کسی آرزو کی تکمیل کا نام ہے تو یہ متضاد کیفیتین انسان پر کیون طاری ہوتی ہین! پروفیسر موصوف نے اپنی کتاب "تاویل الاحادیث" کے ایک باب "خواب مین پیچیدگی" کے عنوان سے اسی مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔ تکوین خواب مین انسان کی اخلاقی تربیت، ذہنی رجحان، عضوی خصائص کو بہت دخل ہے یہی وجہ ہے کہ ایک زاہد خواب کے اندر مسجد و خانقاہ مصلی و تسبیح ذکر و شغل کے مناظر دیکھتا ہے اور ایک رند حضرت بیدل سرآوردی کے الفاظ مین "موج مئے" کی لہرون مین پیچ و تاب کھاتا پھرتا ہے سہ آسمان خم مئے شفق ساغر مہ و خورشید ہین ٭ کہکشان پر مجھ کو ہوتا ہے گمان ہوج مئے — اسیطرح ایک جاہ طلب انسان اپنی خود زحیثیون مین، ایک ماہر سیاسیات تمدنی و معاشرتی مسائل کے حل و عقد مین ایک طبیب علاج درد مندان مین اور ایک عاشق دامان یاد سے وابستگی مین، خواب کے اندر بھی لطف حاصل کرتا ہے۔ ہر شخص اپنی گزشتہ زندگی پر غور کرکے تجربہ

نکال سکتا ہے۔ کہ اس کی بڑی سے بڑی آرزو بھی خواب کے اندر پوری ہوئی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ انسان پہلے ضبط آہ میں صرفہ پیدا کرے پھر دیکھے نفس جانگداز اسکو خیال دنیا کے کس دلکش تماشہ گاہ میں پہونچا دیتا ہے اگر اسے عبادت و ریاضت میں لذت ملتی ہے تو خواب کے اندر اسے ایک روحانی نشیمن قدس دکھائی دیتا ہے اگر وہ اخطل اور ابونواس کی بادہ پیمائی اور اس کے احساسات لطیفہ کا جذبہ رکھتا ہے تو اسے نیند میں ساقی و شراب و کباب اور وہ مطرب "نغمہ زن تمکین و ہوش" کے مناظر نظر آویں گے۔ جس کے نہایت نشاط انگیز نقوش قرآن مجید نے اپنے ایک خاص ادبی انداز میں "اکواب و اباریق و کاس من معین" (آبخورے مینا اور ساغر شراب) "فاکھتہ" (میوے) "لحم طیر" (چڑیے کا گوشت) اور "حور عین" (بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں) کا وعدہ کر کے پیش کئے ہیں اور جیسے فارسی لب و لہجہ میں مولانا رومی فرماتے ہیں:۔

خمار عشق ورآرد بگور تو تحفہ؛ شراب و شاہد و شمع و کباب و نقل و بخور؛

لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان بحیثیت اجتماعیہ کے مراسم مذہب کے قیود اور حکومت کے قوانین سے ڈر کر اپنے خیال کو باطن کے خلاف پیش کرتا ہے یا اصل خواہش کو بزور دبا کر ایسا خیال ظاہر کرتا ہے جسے اجتماع مستحسن خیال کرے جسے مذہب محمود سمجھے۔ اور جو حکومت کے نزدیک ایمن تمدن کے منافی نہ ہو۔ اس لئے انسان میں بیک وقت دو متضاد امیال و عواطف کار فرما ہوتے ہیں۔ ایک طرف تو اصل جذبہ کو صاف صاف الفاظ میں ظاہر نہ کر سکا

خوف رہتا ہے۔ دوسری طرف باطن میں تکمیل آرزو کی تمنا رہتی ہے۔ فرائڈ کے نزدیک خوف و آرزو کے اسی تصادم سے خواب کے اندر پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے وہ لکھتا ہے:۔

"ہاں بعض تشویشناک خواب ایسے ہیں جو اس عام کلیہ "خواب کسی آرزو کا تکملہ ہے" کے مخالف معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن ارباب علم کو اس پر غور کرنا چاہیئے کہ میرے نظریات ان "ظاہری مواد خواب" (MANIFEST DREAM CONTENT) کو قبول کرنے پر مبنی نہیں بلکہ ان کا علاقہ اس "مجموعہ خیال" (THOUGHT CONTENT) سے ہے جو خواب کے پس پردہ رہتا ہے یعنی خواب کی اصلی تحریک تو اسی مجموعۂ خیال سے ہوئی جس کے عناصر ظاہری طور پر خواب میں نمایاں نہیں ہوتے۔ لیکن تحلیل و تجزیہ کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اسی مجموعہ خیال (THOUGHT CONTENT) کے بعض افکار حقیقتہً تکوین خواب کے محرک تھے اب مجھے یہ بتانا ہے کہ خواب کے مواد بیّنہ (MANIFEST DREAM CONTENT) اور مواد مخفیہ (LATENT CONTENT) میں کیا فرق ہے؟ یہ صحیح ہے کہ بعض خواب کے اندر المناک واقعات پائے جاتے ہیں، لیکن کیا کسی نے اس قسم کے خواب کا تجزیہ کیا اور اس کے مواد مخفیہ کی تحقیق کی؟ جب ایسا نہیں ہوا تو کسی کو حق نہیں کہ وہ میرے اصول پر اعتراض کرے چونکہ بہت ممکن ہے کہ وہی المناک واقعات جو خواب کے اندر رونما ہوتے ہیں۔ تشریح کرنے پر کسی آرزو کا تکملہ ثابت ہوں۔ حکمت کی کتابوں میں یہ مفید خیال کیا گیا ہے کہ جب کسی مسئلہ کے

حل وعقد میں دقتیں پیدا ہوں۔ تو کوئی دوسرا مسئلہ انتخاب کرتے ہیں، پس اس صورت میں یہاں صرف یہی ایک سوال پیدا نہیں ہوتا ہے کہ کس طرح الم انگیز اور متوحش خواب کسی آرزو کا تکملہ ہو سکتے ہیں، بلکہ بحث و تمحیص کے بعد ہم لوگ خود بخود یہ سوال اٹھا سکتے ہیں، کہ وہ خواب جن میں ناقابل التفات مواد ہوتے ہیں، اور وہ حقیقتہً کسی آرزو کا تکملہ ہیں اس تکمیل کو حجاب اور خفا میں رکھکر کیوں پیش کرتے ہیں؟ اور پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خوابوں کے مسخ ہونے کا آغاز کہاں سے ہوتا ہے؟ ان سوالات کے جواب میں فرایوڈ نے بعض نہایت اہم اور دلچسپ خواب کے حالات لکھے ہیں، "سنہ ۱۸۹۷ء کے موسم بہار میں مجھے خبر ملی کہ دارالعلوم کے دو خطیبوں نے مجھے اسسٹنٹ پروفیسر کے منصب کے لئے منتخب کیا ہے، مجھے بالکل اچانک طور پر یہ خبر ملی اور اس کے باعث مجھے بیحد مسرت ہوئی۔ چونکہ ارباب انتخاب کی ہمدردی میں کسی عصبیت کا شائبہ نہ تھا۔ لیکن فوراً ہی میں نے خیال کیا کہ مجھے اس واقعہ سے کسی قسم کی امید وابستہ نہیں رکھنی چاہیئے۔

چونکہ گزشتہ چند سال کے اندر دارالعلوم کے ارباب حل وعقد نے اسی قسم کی تجویز پر کوئی غور وخوض نہیں کیا اور میرے متعدد شرکائے کار جو مجھ سے زیادہ عمر اور استعداد علمیہ کے اعتبار سے مساوی درجہ رکھتے تھے۔ اپنے تقرر کے لئے عبث انتظار کر رہے تھے اس لئے کوئی وجہ نہ تھی کہ میں اپنے متعلق کسی کامرانی کا خیال کروں اس کے بعد میں نے خود کو تسکین دینی شروع

کی کہ جہاں تک میں مطالعۂ باطن کرتا ہوں مجھے زیادہ خواہش بھی نہیں۔ چونکہ میں اپنے مطب کے مشاغل میں کسی مزید لقب کے بغیر زیادہ کامیاب ہوں اس کے علاوہ یہاں یہ سوال ہی نہیں تھا کہ " انگور شیریں ہیں یا ترش ؟ " کیونکہ یقیناً یہ میری دسترس سے زیادہ بلندی پر ہے۔ ایک دن شام کے وقت میرے ایک شریک کار جنکی قسمت کے مطالعہ سے میں نے اپنی ناکامی کا نتیجہ نکالا تھا۔ مجھ سے ملنے کے لیے آئے وہ مدت سے پروفیسر کے عہدہ کے لئے امیدوار تھے، اور اپنے حصول مقصد کے لئے میری بہ نسبت زیادہ تلے ہوئے تھے۔ چونکہ ایک طبیب کو پروفیسری کا عہدہ " نائب خدا " کے درجہ تک پہونچا دیتا ہے۔ اس لئے وہ وقتاً فوقتاً دارالعلوم کے دفاتر میں اپنی درخواستیں بھیجنے کے عادی تھے۔ اس قسم کی ایک سعی لاحاصل کر کے وہ میرے پاس آئے وہ کہنے لگے کہ انہوں نے اس مرتبہ ایک گوشہ میں وقت کے ایک معزز رکن سے دریافت کیا کہ میری ناکامی میں عقاید تو مخل نہیں اس نے جواب دیا کہ یقیناً موجودہ خیالات عامہ کے ہوتے ہوئے ہز اکسلنسی کو اس کا موقعہ نہیں۔ اس کے بعد میرے ... دوست نے اور باتیں کہیں جن سے میری ناامیدی کے خیال میں مزید توثیق ہوئی کیونکہ وہی عقیدہ کا سوال میرے متعلق بھی پیدا ہوسکتا تھا۔

اس ملاقات کے بعد دوسرے دن میں نے مندرجہ ذیل خواب دیکھا جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے قابل غور ہے۔ میرا دوست " ر " میرا چچا ہے میں اس کیلئے قلب میں بڑی محبت پاتا ہوں۔ اس کی صورت کسی قدر متغیر ہے۔ چہرہ کتابی ہے

اوس کے اردگرد زرد رنگ کی ڈاڑھی ہے جو صاف اور نمایاں ہے ' پہلے
میں نے اس خواب کی تعبیر نہ سمجھی اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ بالکل لغو اور "اضغاث
احلام" ہے لیکن تمام دن باوجود کوشش بھی میں دماغ سے اس کا خیال دور نہ کر
سکا۔ اخر کار شام کے وقت میں ان الفاظ میں خود کو ملامت کرنے لگا کہ اگر کوئی
دوسرا شخص تعبیر کے وقت اسے لغو یا مہمل کہتا تو تم اسے بہت ڈانٹتے اور شبہ
کرتے کہ خواب کے پس پردہ وہ بعض ایسے ناخوشگوار معاملات ہیں جنہیں خواب
کا دیکھنے والا ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ اس لئے میں نے آخرکار اس کی تعبیر سمجھنے کی کوشش
کی اور میں اس طور سے غور کرنے لگا کہ "ر" میرا چچا ہے اس کے کیا معنی ؟
میرے تو ایک ہی چچا "یوسف" ہیں یقینا ان کا قصہ پُر افسوس ہے وہ بعض ایسے
اشغال کے دلدادہ تھے جنہیں قانون حکومت قابل مواخذہ ٹھیراتا ہے۔ اور جس پر
میرے چچا کو سزا بھی ملی ' میرے والد جو چند ہی دنوں میں غم کے مارے ضعیف ہو گئے
ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ تمہارے چچا "یوسف" کوئی بدمعاش آدمی نہ تھے
لیکن یہ تھا کہ وہ سادہ لوح تھے ۔

اب اگر میرا دوست "ر" میرا چچا ہے تو یہ بمنزلہ اس خیال کے ہے کہ "
ر" سادہ لوح (SIMPLETON) ہے لیکن خواب میں جو میں نے صورت
دیکھی وہ لمبی تھی اور اس پر زرد داڑھی تھی۔ میرے دوست کی داڑھی بالکل
سیاہ تھی۔ لیکن جب سیاہ بال والے لوگ بوڑھے ہونے لگتے ہیں تو ان کی
سیاہ داڑھی کے ہر بال میں جدا گانہ ایک ناخوشگوار رنگ کا تغیر ہوتا ہے۔

پہلی پہل یہ سرخی امیز بادامی رنگ کا ہو جاتا ہے پھر زردی مائل بادامی رنگ اختیار کر لیتا ہے اور اس کے بعد بالکل سفید ہو جاتا ہے۔ میرے دوست "د" کی ڈاڑھی اسی منزل سے گذر رہی ہے اور اسی طرح میری بھی جس کے مشاہدہ سے مجھے افسوس ہوتا ہے۔ خواب کے اندر مین جو صورت دیکھ رہا ہون۔ وہ بیک وقت میرے چچا کی بھی صورت ہے اور میرے دوست "ر" کی بھی (یہ گیلٹن کے مجموعی تصاویر عکسی) کے مثل ہے۔ جنہین اوس نے خاندانی مشابہت پر زور دینے کے لئے چند تصاویر کا مجموعہ کی حیثیت سے ایک پلیٹ مین تیار کیا تھا۔ اس صورت سے یہ ممکن ہے کہ مین نے حقیقتہً یہ خیال کیا ہو کہ میرا دوست "ر" میرے چچا یوسف کے مثل سادہ لوح ہے۔ ابھی تک میرے خیال مین یہ بات نہین آئی کہ مین نے یہ مشابہت کیون قائم کی؟ میرے چچا ایک مجرم تھے۔ میرا دوست "ر" ایک بے گناہ آدمی تھا۔ شاید انہون نے صرف ایک مرتبہ ایک امیدوار محرر کو بائیسکل سے ضرب لگا دی تھی۔ اس لئے انہین سزا ہو گئی تھی۔ کیا مین اسے ایک جرم خیال کر سکتا تھا۔ اگرچہ مشابہت یہ تھی تو ایک نہایت احمقانہ اور مضحکہ خیز مواد نہ تھا۔ یہان مجھے ایک مکالمہ یاد آتا ہے جو مجھ مین اور میرے ایک شریک کار "ن" کے درمیان واقع ہوا تھا۔ اور غالباً اسی موضوع پر تھا۔ ان سے مجھے سڑک پر ملاقات ہوئی وہ بھی پروفیسر کے عہدہ کے لئے منتخب ہوئے ہین۔ اور جب انہین معلوم ہوا کہ مجھے بھی یہ اعزاز ملنے والا ہے تو انہون نے مجھے مبارکباد دی مین نے پر زور لہجہ مین اس کا رد کیا۔ تم آخری آدمی ہو جو اس قسم

کی ظرافت کر رہے ہو؟ کیا تمہیں اس کا علم نہیں کہ خود تمہارے معاملہ میں انتخاب کو کون سا درجہ حاصل ہے؟ اس پر اس نے کہا (گو اس میں وہ جوش نہ تھا) تم کو اس کے متعلق یقین نہ رکھنا چاہئے۔ میرے خلاف ایک خاص عذر ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ایک عورت نے میرے خلاف قانونی استغاثہ کیا تھا میں تمہیں ان فضول باتوں کا یقین دلانا نہیں چاہتا کہ کس طرح میری تذلیل کی کوشش کی گئی تھی اور کس طرح میں نے مستغیثہ کو سزا پانے سے بچا لیا۔ لیکن معاملہ دفتر میں پر زور طریقے سے پیش ہوگا۔ تاکہ میرا تقرر نہ ہو لیکن تم تو اس قسم کی بدنامی سے مبرا ہو۔ فرائیڈ کہتا ہے یہاں پر مجھے مجرم کا پتہ چلتا ہے اور ساتھ ہی خواب کی تعبیر بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ میرے چچا یوسف میرے دونوں شرکائے کار کی نیابت کر رہے ہیں ایک تو سادہ لوح تھا۔ دوسرا مجرم۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ کس مقصد سے مجھے اس نیابت کی ضرورت ہے اگر عقیدہ کے خیال سے میرے دونوں احباب کا تقرر معرض تعویق میں رہا تو میرے متعلق بھی یہی سوال پیدا ہوگا۔ لیکن اگر میں دونوں احباب کی ناکامی کو دوسرے اسباب کی طرف منسوب کر دوں، تو مجھ میں نہیں پائے جاتے تو میری امید کو کوئی ٹھیس نہیں لگتی۔ میرے خواب کا ابتدائی ذریعہ یہی ہے کہ "آر" کو وہ سادہ لوح اور "ن" کو مجرم قرار دیتا ہے چونکہ میں نہ سادہ لوح ہوں نہ مجرم جو حضرات اس منصب کے امیدوار ہیں اس طرح سے برطرف ہو گئے۔ اس طور سے مجھے پروفیسری کا عہدہ ملنے کی امید ہو گئی اور میرے نفس نے خبر کی یہ کیفیت محسوس کرنے سے جو افسر اعلیٰ نے میرے دوست "آر" کو دی تھی نجات

پائی - فرایوڈ لکھتا ہے کہ اب بھی میرا نفس مطمئن نہیں ہے اور مجھے خواب کے اس پہلو پر بحث کرنا ہے جس میں میں نے اپنے حصول مقصد کی غرض سے اپنے دو معزز دوستوں کی تذلیل کی ہے - میں اس شخص سے مباحثہ کے لیے تیار ہوں جو یہ خیال کرے کہ میں حقیقتہً اپنے دوست "ر" کو سادہ لوح اور "ن" کو مجرم خیال کرتا ہوں حقیقت یہ ہے کہ خواب کے اندر صرف آرزو کا اظہار کیا گیا ہے کہ واقعہ ایسا حادث ہو یعنی دارالعوام کے ارباب حل وعقد "ر" کو اس کی سادہ لوحی (حالانکہ حقیقتہً میں اسے سادہ لوح نہیں سمجھتا) اور "ن" کو اس کے الزام جرم (حالانکہ میں اس کے محاسن اخلاق کا معترف ہوں) کے باعث منصب کے لیے نامزد نہ کریں اور میرا تقرر ہو جائے فرایوڈ کہتا ہے کہ جب کبھی عالم خواب کی کسی آرزو کا پتہ نہ چلے یا یہ تکمیل آرزو پردہ خفا میں رہے تو سمجھنا چاہیئے کہ اس آرزو کے خلاف کوئی متصادم احساس کارفرما ہے - اور اس تصادم اور ردعمل کے باعث جب کبھی آرزو کو اپنے اظہار کا موقع ملتا ہے تو صرف اس بدلی ہوئی صورت میں معاشرانہ زندگی میں کہاں اس قسم کے نقش عمل کی بدلی ہوئی صورت پائی جاتی ہے ؟ صرف وہاں جہاں ایک شخص کچھ طاقت رکھتا ہے - اور دوسرا اس طاقت سے اثر پذیر ہے تو یہ دوسرا آدمی اپنے اعمال نفسیہ کو بہ ظاہر بدلی ہوئی صورت میں پیش کرے گا اور ظاہرداری جو ہم روزانہ زندگی میں برتتے ہیں بڑی حد تک نفس کے حقیقی تہیجات کے اختفا یا باطن کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہے - صحافی زندگی کو لیجیے ایک ماہر سیاسیات جب حکومت کے سامنے بعض ناخوشگوار حقائق پیش کرنا چاہے گا تو اسے یہ صورت لاحق ہو گی -

وہ مجبور ہو جاتا ہے کہ "سنسر" کے خوف سے معتدل اور محرف صورت میں اپنے نظریات کا اظہار کرے یا حملہ میں مخصوص شکلیں اختیار کرے یا صاف صاف نکتہ چینی کرنے کے بجائے اشارہ اور کنایہ سے کام لے یا اعتراضات کو ایسا جامہ پہنا دے کہ حقیقی صورتیں بظاہر محجوب ہو جائیں۔ جہاں تک "سنسر" کا خوف زیادہ ہو گا وہیں تک حقیقی واقعات کی شکل بھی بگڑی ہوئی ہو گی۔ اس لئے ہم لوگ ہر انسان کے متعلق یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی تکوین خواب میں بہ یک وقت دو نفسی میلان و عواطف کارفرما رہتے ہیں ان میں ایک تو اس آرزو کی تعبیر کرتا ہے جسے خواب ظاہر کرتا ہے اور دوسرا اس آرزوئے خواب کے خلاف نفرت (یا خوف) کا اظہار کرتا ہے۔ اور انہیں نفرت انگیز طاقتوں کے باعث خواب کے اندر ژولیدگی اور پیچیدگی ہو جاتی ہے۔ ناخوشگوار خواب بھی دراصل کسی آرزو کا تکملہ ہیں۔ ناخوشگواری ایک ضمنی حیثیت رکھتی ہے۔ خواب دراصل کسی نہ کسی آرزو ہی کو پیش کرتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ضمناً اس میں اور ناخوشگوار باتیں شامل ہو جاتی ہیں اور یہ نتیجہ ہوتا ہے ردعمل کا، اگر ہم لوگ خواب کے صرف ان واقعات پر غور و خوض کرنے لگیں جو ضمنی درجہ رکھتے ہیں تو یقیناً ہم لوگ خواب کی تعبیر نہیں سمجھ سکتے جس طرح ہم لوگ یہ کلیہ قائم کرتے ہیں کہ خواب کسی آرزو کی تکمیل کا نام ہے اسی طرح یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ "خواب کسی دبی ہوئی آرزو کی چھپی ہوئی تکمیل ہے"۔

عشقیہ خواب

اس کلیہ کے خلاف کہ خواب کسی آرزو کی تکمیل کا نام ہے ایک نوجوان خاتون نے ڈاکٹر فرایڈ سے اپنا خواب بیان کیا "آپ کو معلوم ہے کہ میری ہمشیرہ کو اب صرف ایک بچہ چارلس ہے بڑے لڑکے اوٹو نے جبکہ میں اسی گھر میں تھی انتقال کیا۔ اوٹو میرا دُلارا تھا حقیقتاً میں نے ہی اسکی پرورش کی تھی، دوسرے چھوٹے بچے (چارلس) کو بھی میں بہت عزیز رکھتی تھی، لیکن اس قدر نہیں جتنا مرنے والے اوٹو کو چاہتی تھی، اب میں نے گزشتہ رات کو خواب میں دیکھا کہ چارلس میرے سامنے مردہ پڑا ہے وہ اپنے چھوٹے سے کفن میں پڑا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ وابستہ تھے، چاروں طرف شمعیں جل رہی ہیں "اور ٹھیک ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسا اوٹو کی وفات کے وقت معلوم ہوتا تھا "جبکہ میں نے شدید صدمہ اوٹھایا تھا اب آپ بتائیے کہ اس کے کیا معنی ہوئے؟ آپ مجھے جانتے ہیں، کیا میں ایسی بری ٹھیری کہ اپنی بہن کے بقیہ ایک بچہ کی موت چاہتی ہوں یا اس کے یہ معنی ہیں کہ میں اوٹو کے بدلے چارلس کی موت چاہتی ہوں۔ کیونکہ میں اوٹو کو زیادہ پیار کرتی تھی، فرایڈ کہتا ہے میں نے اسکو یقین دلایا کہ یہ تعبیر ناممکن ہے۔ بعض اشارات کے بعد میں اسکو تعبیر بتا سکا۔ جس کی اس نے بھی توثیق کردی"۔

یہ خاتون کم سنی میں یتیم ہو گئی تھی، اس کی ایک بہن نے جو عمر کے لحاظ سے
اس سے بہت بڑی تھی، اس کی پرورش کی، اس گھر میں جو احباب یا ملاقاتی
آتے تھے، ان میں ایک شخص نے اس کے قلب پر ایک گہرا نقش چھوڑا ایسا معلوم ہوتا
تھا کہ یہ تعلقات ازدواجی رشتہ پر ختم ہوں گے۔ لیکن بڑی بہن اس مسرت انگیز
عروج (CULMINATION) میں رخنہ انداز ہوئی، اس کا پتہ کبھی نہ لگا کہ
یہ رد و احتجاج کس غرض پر مبنی تھا، اس شکست عہد کے بعد اس آدمی نے جس کو
یہ خاتون بہت پیار کرتی تھی، گھر میں آنا جانا بند کر دیا۔ ننھے آوٹو کی وفات کے بعد
وہ خود مختار ہو گئی تھی، آوٹو جب تک زندہ تھا اسکی محبت کا وہی مرکز تھا، لیکن
خاتون اپنی بہن کے دوست کی آرزو کبھی دل سے نہ نکال سکی، اسکی رعنائی کا تقاضا
تھا کہ وہ کبھی بھی اپنے محبوب سے گریز کرے لیکن اس کے لئے یہ ناممکن تھا کہ وہ اپنا دل
جو اپنے محبوب کو دے چکی تھی اب ان اشخاص کی نذر کرے جو اس سے رشتہ ازدواج
استوار کرنے کے لئے باری باری خود کو پیش کر رہے تھے، جب کبھی وہ آدمی جو ایک
علمی پیشہ سے تعلق رکھتا تھا اپنے خطبہ کا اشتہار دیتا تو اس دن مجمع سامعین میں اس
خاتون کی حاضری بھی ضروری تھی، وہ ہر موقعہ کی تاک میں رہتی تھی کہ نظر بچا کر اپنے
محبوب کو دیکھ لیا کرے، ڈاکٹر فرائیڈ کہتا ہے " مجھے یاد آتا ہے کہ ایک دن اس خاتون
نے مجھ سے کہا تھا کہ پروفیسر صاحب کسی مجلس شوریٰ میں جا رہے تھے اور خاتون بھی شوق
دید میں جا رہی ہے، یہ واقعہ خواب کے دن کا ہے، اور وہ جلسہ اس دن ہونے والا
تھا جس دن خاتون نے مجھ سے خواب بیان کیا میں آسانی کے ساتھ خواب کی صحیح تعبیر

کر سکتا تھا۔ اس لئے میں نے خاتون سے سوال کیا کہ اس کو کوئی ایسا واقعہ یاد ہے جو ننھے اوٹو کی وفات کے بعد واقع ہوا ہو، فوراً ہی اس نے جواب دیا "یقیناً اس وقت ایک مدت کی غیر حاضری کے بعد وہ پروفیسر میرے مکان پر آئے" اور میں نے ننھے اوٹو کے کفن کے پہلو میں ان کو دیکھا"۔ واقعہ کی نوعیت ٹھیک وہی تھی جو میں نے خیال کیا تھا۔ میں نے اس کی تعبیر بتائی، "اگر وہ دوسرا بچہ مرجاتا تو وہی باتیں دوبارہ واقع ہوتیں۔ تم اس دن اپنی بہن کے ساتھ بسر کرتیں۔ یہ پروفیسر صاحب تعزیت کے لئے آتے" اور تم ان کو انہیں حالات کے ماتحت دیکھتیں جیسا کہ پہلے دیکھ چکی تھیں۔ خواب کی تعبیر اس کے سوا دوسری نہیں، کہ تمہارے دل میں دیدار کی آرزو تھی جس کے خلاف باطنی طور پر تم مجاہدہ کر رہی تھیں، میں جانتا ہوں کہ آج کے جلسے کے لئے تم اپنے بٹوہ میں ٹکٹ لے جا رہی ہو، تمہارا خواب بے صبری کا خواب ہے۔ اس نے آج ہونے والے جلسہ کی حقیقی روح چند گھنٹے قبل تمہارے سامنے پیش کر دی"۔ خاتون نے اخفائے آرزو کیلئے بظاہر ایک ایسے سمان کا انتخاب کیا تھا جس میں اس قسم کی آرزوئیں عموماً دبی رہتی ہیں۔

پراسرار خواب

فرایڈ کے ایک دوست نے خواب دیکھا اور اس سے بیان کیا " میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پہلو میں ایک خاتون کو لیکر اپنے مکان کے سامنے ٹہل رہا ہوں - یہاں ایک بند گاڑی ٹھیری ہوئی ہے - ایک آدمی آتا ہے ، پولیس کا نوکر ہونے کی سند پیش کرتا ہے ، اور مجھکو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیتا ہے - میں صرف وقت مانگ رہا ہوں ، جس میں اپنا کام انجام دے لوں ، کیا ڈاکٹر صاحب یہ میری آرزو ہے کہ میں گرفتار ہو جاؤں " ؟ اس کا مجھے اعتراف ہے کہ ہرگز نہیں " -

فرایڈ :- کیا آپ کو یاد ہے کہ کس الزام میں آپ کو گرفتار کیا گیا -

دوست :- ہاں مجھے یقین ہے کہ بچہ کشی کے لئے میری گرفتاری عمل میں آئی تھی ،

فرایڈ :- بچہ کشی ! لیکن تمہیں معلوم ہے کہ صرف ایک ماں ہی ایسا جرم اپنے ایک نومولود کے ساتھ کرسکتی ہے - آپ نے کن حالات کے ماتحت یہ خواب دیکھا ، شام کو کیا واقعہ ہوا تھا ؟

دوست :- میں وہ نہیں بیان کرسکتا یہ ایک نازک معاملہ ہے -

فرایڈ :- مجھے وہ واقعہ معلوم ہونا چاہیے ورنہ میں تعبیر بتانے سے معذور رہوں گا -

دوست :- اچھا تو میں کہوں گا - رات میں نے گھر پہ نہیں بسر کی ، بلکہ ایک خاتون

کے مکان پر گزاری جو کہ میری بہت طالب تھی۔ جب ہم لوگ صبح کے وقت بیدار ہوئے، تو ہمارے درمیان "کوئی چیز" پھر واقع ہوئی، تب میں پھر سو رہا، اور وہ خواب دیکھا جو ابھی بیان کر چکا ہوں۔

فرائیڈ — کیا اس عورت کی شادی ہو چکی ہے۔؟

دوست — ہاں

فرائیڈ — اور تم چاہتے ہو کہ وہ حاملہ نہ ہو

دوست — نہیں، اگر حاملہ ہوگی تو افشائے راز ہوگا۔

فرائیڈ — تب تم جماع کی تکمیل نہیں کرتے،

دوست — میں انزال کے قبل..............

فرائیڈ — کیا تم مجھے اس کی اجازت دو گے؟ کہ میں خیال کروں کہ رات کے درمیان تم نے کئی مرتبہ ایسی چال کی اور صبح کے وقت تم کو پوری طرح یقین نہ تھا کہ تم اپنی کاروائی میں کامیاب ہوئے!

دوست — یہ بات ہو سکتی ہے۔

فرائیڈ — تب تمہارا خواب ایک آرزو کی تکمیل ہے اس کے ذریعہ تم یقین کر لیتے ہو کہ تم نے حاملہ نہیں ہونے دیا۔ جو برابر ہے اس امر کے کہ تم نے ایک بچہ کی جان لی۔ تم کو "لینو" کی وہ نظم بھی یاد ہے، جس میں اس نے بچہ کی کشی اور امتناع حمل کو ایک سطح پر رکھا ہے۔

= دوست نے اعتراف کیا کہ دوپہر کے وقت اسکو "لینو" کا خیال آیا تھا =

فریوڈ ــــ تم کو معلوم ہے کہ چند روز ہوئے ہم لوگوں کے درمیان بحث ہوئی تھی جو ازدواجی
زندگی کی مصیبت اور اوقات جماع سے متعلق تھی، بچہ کشی کا ارتکاب
بھی غور طلب ہے یہ صرف عورتوں کا شیوہ ہے۔ تم نے خواب میں اس
کا ارتکاب کرتے کیوں دیکھا،

دوست ــــ برسوں گزرے میں ایسے ایک معاملہ میں پھنسا ہوا تھا، میرے قصور سے
ایک لڑکی نے حمل گرا کر اپنے کو بچانے کی کوشش کی، اس کارروائی میں میرا
کوئی دخل نہ تھا لیکن فطری طور پر میں بہت دنوں تک آشفتہ رہا کہ کہیں یہ
راز فاش نہ ہو جائے۔

فریوڈ ــــ میں نے سمجھا، اسی یاد کے باعث پتہ چلتا ہے کہ تمہارا یہ قیاس کہ تم برے
طریقہ سے اپنی چال چلے تم کو المناک معلوم ہوا،

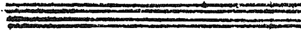


عہد ماضی کی ایک تمنا

ایک طویل خواب کے سلسلہ میں ایک خاتون نے دیکھا کہ اس کی پندرہ سالہ کی لڑکی ایک بکس پر اس کے سامنے مردہ پڑی ہے، اس نے اس کو ڈاکٹر فرائیڈ کے کلیہ خواب کے منافی تصور کیا۔ لیکن اس کو خیال ہوا کہ لفظ "بکس" کے ذریعہ خواب کے متعلق کوئی دوسرا خیال قائم ہو سکتا ہے اس کو یاد آیا کہ شام کے وقت لفظ "بکس" اور جرمن زبان میں اس کے بے شمار ترجموں کے متعلق باتیں ہوئی تھیں۔ ممکن ہے خاتون نے انگریزی لفظ (BOX) اور جرمن لفظ (BUCHSE) میں مشابہت کا قیاس کیا ہو، اور پھر اس کے حافظہ میں یہ بات بھی عود کر آئی ہو کہ عام گفتگو میں "بکس" اور (BUCHSE) دونوں سے عورتوں کی بچہ دانی مراد لی جاتی ہے۔ اس لئے خاتون کے خیال میں یہ بات آئی کہ بچہ کا بکس پر پڑے رہنا بچہ دانی میں رہنے کے مرادف ہوگا۔ تفسیر و تجزیہ کے اس زینہ پر پہونچکر وہ خاتون انکار نہ کر سکی کہ یہ خواب اس کی ایک آرزو کی تکمیل کا نتیجہ ہے۔

دوسری نوجوان خواتین کی طرح وہ حاملہ ہوئی تو اس کو خوشی نہ تھی اور کئی مرتبہ اس نے مجھ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ بچہ پیدا ہونے کے قبل مر جائے۔ ایک دن خاتون کو غصہ آیا۔ اور اس نے اپنے شوہر کی موجودگی میں اپنی شکم پر گھونسے مارے

تاکہ بچہ اندر مرجائے۔ اس لئے مردہ بچہ حقیقۃً آرزو کی تکمیل کا نتیجہ تھا۔ لیکن ایسی آرزو جو پندرہ سال ہوئے پیدا ہوئی تھی، اس لئے تعجب انگیز نہیں۔ کہ تکمیل آرزو کا پتہ نہ چلا۔ چونکہ اس کو مدت گزر چکی تھی اور اس درمیان میں بہت سے تغیرات ہو چکے تھے۔



عشق پر مذہب و تصوف کا حجاب

ہماری ہزاروں خون شدہ آرزوئیں ہوا کرتی ہیں۔ ہم اپنی ناپختہ اور تشنہ آرزوؤں کی تکمیل کے لئے خواب دیکھتے ہیں۔ خواب دراصل کسی نہ کسی آرزو کی تکمیل کا نام ہے یہ اور بات ہے کہ سادہ طبع لوگوں کے خواب سے فوراً یہ راز سمجھ میں آجاتا ہے اور جو لوگ زیادہ ہوشیار ہیں ان کی مصلحت کوشیاں خواب کی حقیقی روح کو بعض غیر مربوط اور متضاد عناصر میں گم کر دیتی ہیں۔ جیسا کہ اوراق سابق میں ڈاکٹر فرائڈ کے ذاتی خوابوں اور ان کی تشریح و تجزیہ سے پتہ چلا ہوگا میرے دوست کا خواب بھی اس کلیہ کے ماتحت رکھا جا سکتا ہے۔

"ک" ایک رات خواب میں دیکھتے ہیں۔

"میں "ہ" نامی گاؤں میں ہوں اور اس کی مسجد کے نزدیک باہر کھڑا ہوں اس اثنا میں ایک کثیر جماعت مسجد سے نکل کر سڑک پر آرہی ہے گویا کسی بزرگ کی مشایعت میں یہ مجمع مسجد سے باہر نکل کر گاؤں کے اندر جانے والی سڑک پر چلا جا رہا ہے۔ اس میں بعض میرے شناسا بھی ہیں۔ اس وقت مجھے دھندلا سا یہ خیال آتا ہے کہ یہ مجمع حضرت سرور کائنات صلعم کے ساتھ جا رہا تھا۔ مگر میں نے آپ کی صورت نہیں دیکھی۔ مجمع کے گزر جانے کے بعد میں مسجد کے اندر داخل ہوا۔ رواق کے اندر "د"

سے ملاقات ہوئی، جن کے رخسار پر آنسو کے قطرے ٹپکے ہوئے تھے۔ اور گریہ وزاری کی علامت تھی، میں نے پوچھا تو انہوں نے نہایت رقت آمیز لہجہ میں جواب دیا۔ "دنیا پیچھا نہیں چھوڑتی" اس کے بعد میں تنہا آگے بڑھا۔ زمین سے صحن مسجد بہت مرتفع ہے علیحدہ کے سائبان میں ہر دو جانب چند محرابیں ہیں اور ساری مسجد میں ایک ایسا سماں معلوم ہو رہا ہے۔ گویا ابھی کوئی میلہ ختم ہوا ہے۔ مسجد کے بائیں جانب ایک بلند چبوترہ پر ایک حجرہ بنا ہوا ہے۔ حجرہ کے اندر جانے کے لئے سیڑھیاں لگی ہوئی ہیں۔ میں اندر داخل ہوا۔ حجرہ کے اندر دیوار کی الماری کے بالائی حصہ میں چند کتابیں رکھی ہیں۔ زمین پر مخمل کا ایک فرش بچھا ہوا ہے۔ اور ایک گاؤ تکیہ لگا ہوا ہے۔ دو تین آدمی جو میری طرح اس حجرہ کے مالک سے ملنے آئے ہیں مجھ سے کہتے ہیں کہ آپ اس فرش پر تشریف رکھیں۔ میں نہایت نیازمندانہ عذر کرتے ہوئے ان میں ایک صاحب سے گدی پر بیٹھنے کو کہہ رہا ہوں۔ آخر کار وہ جگہ خالی رہی۔ اور کوئی نہیں بیٹھا۔ حجرہ نشین کا کسی قدر انتظار کرکے میں نیچے چلا آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حجرہ کے مشرقی سمت سے میں جانے لگا۔ دیکھا کہ ایک آدمی سرتا پا چادر تانے ہوئے۔ ایک چارپائی پر آرام کر رہے ہیں۔ مشرقی سمت سے حجرہ کے اندر داخل ہونے کے لئے سیڑھیاں نہیں بنی تھیں۔ حجرہ سطح زمین سے مرتفع تھا میں حیص بیص میں تھا کہ کیونکر حجرہ تک پہونچوں۔ اس حصہ میں نہ تو حجرہ کی دیوار تھی نہ دروازہ بلکہ لکڑی کا ایک جال بنا ہوا تھا، کسی نے کہا کہ بس اتنا ہی حوصلہ ہے؟ یکایک میری نظر دائیں جانب ایک تار پر پڑی، جو حجرہ کی جالی تک ملحق تھا اسی تار کو پکڑ کر میں رسن باز کی طرح لٹکتا ہوا جالی تک پہونچا، ایک بزرگ دیوار کا تکیہ لگائے

جال سے لگے پیچھے ہوئے تھے ۔ آپ کی داڑھی مہندی سے رنگی ہوئی تھی، اور زیادہ لانبی نہ تھی، گورے چٹے، نہ زیادہ موٹے نہ دبلے، متوسط قامت کے انسان تھے، ہڈیاں مگر چوڑی تھیں، سینہ فراخ تھا، میں نے عقیدتمندانہ اپنا ہات جال کے اندر بڑھایا آپ نے اپنا دست راست بڑھایا میں نے ہات میں ہات دیدیا۔ آپ کی زبان مبارک سے فقط یہ کلمہ نکلا " بہ شرط اتباع سنت " اس کے بعد مجھے یاد نہیں، میری نیند کھل گئی ۔ یا کسی اور خواب کا سلسلہ شروع ہوا "

یہ خواب جس قدر دلچسپ ہے اسی قدر پرمعنی بھی ہے ۔ صوفیہ تو اس کی کوئی اور توجیہ کریں گے ۔ اس سے میں بحث کرنا نہیں چاہتا ۔ کہ صوفیانہ عقائد کے مطابق "ک" کو کسی خاص بزرگ کی روحانیت نے اپنا فیض پہونچایا ۔ میں اسی دنیائے آب وگل کے امثال وعلل سے اس کا پتہ لگانا چاہتا ہوں، کہ میرے دوست "ک" نے یہ خواب کیوں دیکھا ؟

سب سے پہلے "ک" نامی بستی غور طلب ہے، میرے دوست کو اقرار کرنا پڑا کہ انکی ایک عزیز ترین ہستی یہاں رہتی ہے ۔ اور اس پر بہ زعم خود کسی زمانہ میں وہ مفتون تھے اور اب بھی اپنی " حدیث درد " سنایا کرتے ہیں جو میرے خیال میں ان کی سادہ لوحی اور رحجانی تصور کا نتیجہ ہے بہر حال یہ مسلم ہے کہ ان کو کبھی اپنی پاک محبت کا خبط تھا اور اب بھی اس کا اثر ہے، سوال کرنے پر انہوں نے بتایا کہ خواب دیکھنے کے دو تین دن قبل وہ گاؤں "ک" میں بے اختیارانہ چلے گئے تھے، اس قسم کی مسجد جو ہمارے دوست نے خواب کے اندر دیکھی "ک" میں موجود ہے ۔

"د" "میرے دوست کے مخلص رفیق کار ہیں ان کا اخلاق نہایت پاکیزہ اور طبیعت درویشانہ واقع ہوئی ہے۔ مذہب کا جوش اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں۔ بزرگ کی شکل و شمائل اور بیعت و عقیدت کا راز یہ تھا کہ خواب دیکھنے سے چند روز قبل انہوں نے حضرت شیخ **نجم الدین کبریٰ** کی سوانح زندگی کا مطالعہ کیا تھا اور آپ کی کرامت و بزرگی، ذکر و شغل، بیعت و ارشاد سے حد درجہ متاثر ہوئے تھے۔

بزرگ کا یہ فرمانا کہ یہ "شرط اتباع سنت" کئی معنی رکھتا ہے میرے دوست "ک" پہلے سنت کے بڑے پابند تھے۔ کچھ دنوں سے ان کے خیال میں کچھ افسردگی پیدا ہو گئی تھی، غالباً یہ اسی جدید افسردگی کا ردعمل تھا، یا پھر یہ پورا فقرہ حضرت شیخ احمد النامقی الجامی کے خیال کا اعادہ ہے۔ جس کو عرصہ ہوا میرے دوست "نفحات" میں پڑھ چکے تھے، خواجہ مودود چشتی نے اپنے ریعان شباب میں شیخ احمد النامقی سے معرکہ کارزار گرم کرنا چاہا تھا پھر خواجہ مودود چشتی نے شیخ احمد کی بزرگی اور کرامت کا اعتراف کیا اور آپ کے ہات پر بیعت کی۔ نوجوان صوفی نے عرض کیا، میرے لئے دعاء برکت کیجئے، آپ نے خواجہ کو سامنے بلایا۔ اور ہات پکڑ کر گود میں بٹھا لیا اور تین بار فرمایا، "یہ شرط علم"

صرف کسی خواب کو سن کر تعبیر نہیں بتائی جا سکتی، بلکہ خواب دیکھنے والے سے اس کے حالات ماضیہ اور مشاغل حال کے متعلق استفسار کرنے اور عناصر ترکیبی کی تحلیل و تجزیہ کرنے کے بعد کوئی قطعی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ میرے دوست

"ک" کا خواب بھی ان کے علائق قلب و روح کی مجمل تاریخ ہے اور کس کو اس سے انکار ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ کے ساتھ ان کی عقیدتمندانہ آرزو پوری نہیں ہوئی، اور اسی دیار محبوب میں جس کے متعلق ابو فراس کہتا ہے:-

ومن مذھبی حبّ الدّیار واھلھا
وللنّاس فیما یعشقون مذاھب

(محبوب کے وطن اور اس کے ساکنوں کے ساتھ محبت کرنا میرا دین و مذہب بن گیا ہے انسان کو جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے وہی اس کا مذہب ہو جاتا ہے)

مسجد نبوی کا ایک منظر

"رات پھر ایک نہایت لطیف اور مبارک خواب دیکھا، پہلے تو دیکھا کہ ایک مولوی (عربی طالب العلم) صاحب سے کہہ رہا ہوں کہ آپ کیا آپ ایسے دو تین تو میں بھی آئیں تو مجھے زیر نہیں کر سکتے" مولوی صاحب بھی تھے دھن کے پکے، وہ بھی مقابلہ کے لئے تیار ہو ہی گئے، اکھاڑا موجود تھا، میں بھی آستین چڑھا کر کود پڑا اور مولوی صاحب سے لپٹ گیا، تھوڑی ہی دیر میں ان کو مسلم اوٹھا کر چت زمین پر رکھدیا اس کے بعد دیکھتا ہوں، کہ پختہ مکان ہے، اس کی دیوار سفید اور بڑا دروازہ (جو اکثر بڑے لوگوں کے گھروں میں ہوتا ہے) مشرقی سمت ہے دروازہ کے سامنے مشرقی جانب ایک گلی ہے - اور اس کے دکھن طرف دو ہاتھ کے فصل پر گلی سے قد آدم اونچے مقام پر ایک مسجد ہے - جس کا قبلہ (حقیقۃً نہیں لیکن میری اس وقت احساس کے لحاظ سے) دکھن ہی طرف ہے - مسجد کا صحن بخط مستطیل واقع ہے - پختہ مکان جس کے دروازہ پر میں کھڑا ہوں، اور مسجد کے درمیان جنوب و شمال کی طرف ایک گلی گئی ہے - تمام صفائی معلوم ہوتی ہے - ہر چہار طرف سکون اور خموشی ہے - شاید کسی نے کہا کہ جہاں میں کھڑا ہوں وہ ازواج مطہرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکان

ہے اور وہ مسجد نبوی ہے۔ میں نے سخت حسرت سے کہا کہ افسوس یہ تو وہ اصل شئے ہے نہیں، لوگوں نے اس کی ابتدائی حالت بدل دی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کی عمارت کھجور کی ڈال اور اینٹوں سے بنائی گئی تھی۔ کاش وہی اصل صورت ہوتی۔ اس وقت اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکان اور مسجد دیکھنے کے بعد میرے دل میں مسرت اور طمانینت پیدا ہونے کی بجائے (اصل ہیئت کے بدل جانے کے باعث) حسرت موجود ہے۔ لیکن دروازہ پر بائیں جانب کھڑا ہوا جب مسجد اور مشرقی مغربی گلی کے سامنے فضا کا خیال کیا تو دل میں ایک رقت پیدا ہوئی۔ نہایت جوش اور ولولہ میں کہنے لگا، کہ یہ وہی مقام ہے جہاں میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رہتے تھے۔ یہ خیال کر کے میں دروازہ کے بائیں سمت، دیوار پہ اپنا سر ٹیک کر زار وقطار رونے لگا اور نیند کھل گئی"

یہ وہ خواب ہے جو "م" نے اپنی ڈائری، "صد انگار دل" (۲۵ ستمبر ۲۹ء) میں لکھ رکھا تھا۔ جس شب کو "م" نے یہ خواب دیکھا اسی دن شام کے وقت مغرب کی نماز کے بعد وہ اپنے محلہ کی اس گلی سے آ رہے تھے۔

جس میں ارباب ثروت کے بڑے بڑے پختہ مکانات کا سلسلہ ہے، اس نظارے سے ان کے دل میں ایک خاص کیفیت ہوئی، اسی شب کو مسجد میں عبدالرؤف نامی ایک شخص سے (جو اہلحدیث خیال کے ہیں) سنت اور بدعت، مولود وقیام، حیات بنی صلعم بعد الموت، کے متعلق بڑی دیر تک باتیں ہوئیں، وہ حنفی مشرب طالب العلم بھی تھے، ان سے بھی رد وکد ہوئی "م" نے سنت کی حقیقت اور

اسی کے فوائد سمجھائے۔ عرصہ ہوا میں نے ایک رسالہ مین پڑھا تھا کہ سفیان ثوری
جب مسجد مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ تو مسجد نبوی کی حالت دیکھکر فرمایا کہ مین تو
اسی مسجد کو تلاش کرتا ہون جس کی چھت کھجور کے پتون اور ڈالیون سے بنی
تھی، اور دیوار اور زمین کچی تھی، ڈاکٹر ابرکرامبی اور سگمنڈ فرائیڈ دونو متفق الرائے
ہیں کہ قدیم اور جدید خیالات باہم مل کر خواب مین نظر آتے ہین۔

احساساتِ اخلاق

خواب میں انسان کی اخلاقی حالت قائم رہتی ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق فلاسفہ کی دو جماعتیں ہیں۔ اور دو متضاد نظرئے پیش کرتی ہیں جیسن، ریڈ اسٹاک، والکٹ وغیرہ کا عقیدہ ہے کہ خواب میں انسان اپنی اخلاقی حالت پر قائم نہیں رہ سکتا، وہ بدترین جرائم و معاصی کا مرتکب ہو جاتا ہے یہ نظریہ ڈاکٹر ابر کرامبی کے عقیدہ سے مل جاتا ہے۔ ڈاکٹر موصوف بھی یہی کہتے ہیں کہ خواب کے اندر تصورات کے سلسلے اس طرح مربوط ہو جاتے ہیں کہ ہم ان پر اپنا تصرف نہیں رکھ سکتے، دوسری جماعت جس کے علمبرداروں میں آئی فیشر، ہیفنز، شوپنہار، شولز وغیرہ کا نام نظر آتا ہے یہ نظریہ پیش کرتی ہے کہ خواب ہی سے انسان کی طینت کا پتہ چلتا ہے، ایک بد اخلاق اور مجرم خواب کے اندر بھی اپنی معصیت ہی کے نقوش پیش کرے گا۔ اسیطرح ایک پاکباز، نیک نہاد انسان خواب کے اندر کبھی برائی نہیں کر سکتا، اس کا خواب اسکی روحانی فوقیت اور پاک باطنی کا ایک مظاہرہ ہوتا ہے، جیسن کہتا ہے "خواب میں لوگ زیادہ پاکباز اور نیک نہیں رہتے اس کے برخلاف خواب میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ضمیر خموش ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ انسان کا احساس دردمندی مفقود ہو جاتا ہے" اور وہ سرقہ، قتل وغیرہ جیسے بدترین جرائم کا ارتکاب کرتا

ہے۔ اور اس پر کامل بے حسی اور بے غیرتی طاری رہتی ہے۔ ریڈاسٹاک کہتا ہے کہ خواب کے اندر سلسلے اور خیالات اس طور سے مربوط ہو جاتے ہیں۔ کہ ان میں مدرکہ جمالیاتی ذوق، اور اخلاقی تمیز کا اثر باقی نہیں رہتا، اس عالم میں قوت ممیزہ حد درجہ کمزور ہو جاتی ہے اور اخلاقی بے حسی اعلیٰ پیمانہ پر کارفرما ہوتی ہے۔

والکٹ کا خیال ہے کہ ہر انسان جانتا ہے کہ خواب کے اندر علاقہ جنسی خصوصیت کے ساتھ اختیار سے باہر ہو جاتا ہے۔ جس طرح خواب دیکھنے والا، حد درجہ بے شرم اور اخلاقی احساس اور تمیز سے معرا ہوتا ہے۔ اسیطرح دوسروں کو بھی خواب میں دیکھتا ہے اور وہ ایسی معزز ہستیوں کو ایسے اعمال میں مشغول دیکھتا ہے، کہ بیداری میں ان کے متعلق اس قسم کے خیال سے غیرت آئیگی، شوپنہار کا خیال ہے کہ خواب کے اندر ہر شخص اپنے چلن کے مطابق عمل یا کلام کرتا ہے شوپنہار کیطرح دوسرے علما کا بھی یہی خیال ہے اور یہ مذکورہ بالا نظریات کے بالکل مخالف ہے۔ آر۔پی فیلشر کا بیان ہے کہ فاعلی احساسات اور خواہشات، تاثرات اور ولولے، عالم خواب میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ کہ خواب میں انسان کی خصوصیات اخلاقی جھلک جاتی ہے۔ ہینفر کہتا ہے شاذونادر مستثنیات کے ساتھ ایک صالح اور پاکباز آدمی خواب میں بھی صالح اور پاکباز رہے گا۔ اور اس عالم میں بھی حرص وہوس کو تیاگ دیگا۔ اس کو عناد، حسد، غضب اور دوسری برائیوں سے الفت نہ ہوگی اسکے برخلاف ایک جرم پیشہ خواب کے اندر بھی اپنی بدکرداریوں کے وہی نقوش پیش کرے گا جو بیداری میں اس کے پیش نظر رہتے ہیں۔

شو لز بتاتا ہے کہ خواب میں صداقت ہوتی ہے "غرور و پندار، انکسار و عجز پر پردہ پوشی کے باوجود ہم لوگ اپنی ہستی کو پہچان لیتے ہیں ایک ایمان دار آدمی خواب میں بھی کوئی ذلیل خطا نہیں کر سکتا، اور اگر وہ کر بیٹھتا ہے تو اس پر خوف زدہ ہوتا ہے جیسے اس نے کوئی بات اپنی فطرت کے خلاف کی ہے ایک رومی شہنشاہ نے اپنی رعایا میں ایک شخص کی گردن مار دینے کا حکم دیا اس شخص نے خواب میں دیکھا تھا کہ اس نے شہنشاہ کا گلا کاٹ ڈالا شہنشاہ نے صحیح طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ جو شخص خواب کے اندر ایسی حرکت کا ارتکاب کرتا ہے وہ بیداری میں بھی اس قسم کا خیال کرتا ہوگا "جس چیز کا خیال ہمارے ذہن میں نہیں گزرتا اس کے متعلق ہم روزانہ گفتگو میں بولتے ہیں کہ ایسا ہم نے خواب میں بھی نہیں دیکھا۔

ہیفت ایک ضرب المثل کو کسیقدر بدل کر کہتا ہے "تم اپنا خواب مجھ سے بیان کرو۔ اور میں بتاؤں گا کہ تمہارا باطن کیا ہے"۔ ہلڈر برینیٹ جس کی کتاب سے ڈاکٹر فرایڈ نے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔ اور جس کے نظریئے ادبیات خواب میں وسیع معلومات اور مکمل خیالات سے مالا مال ہیں اس مسئلہ پر کہتا ہے کہ جہاں تک انسان کی زندگی پاک اور پر صفا ہوگی۔ وہیں تک اس کے خواب پاکیزہ ہوں گے اور جس حد تک زندگی پلید اور نجس ہوگی اسی حد تک خواب بھی گندے اور آلودہ ہوں گے کینٹ کا بھی یہی خیال تھا وہ کہتا ہے کہ (CALAGORICAL IMPERATIVE) ایک نہیں جدا ہونیوالے رفیق کیطرح ہم سے چمٹ جاتا ہے یہاں تک کہ نیند میں بھی ہم اس سے آزاد نہیں ہو سکتے۔

دونو جماعتوں نے چونکہ افراط و تفریط سے کام لیا ہے اس لئے بادی النظر میں دونوں عقاید کے اندر تضاد پایا جاتا ہے، یہ بالکل صحیح ہے کہ خواب انسان کے باطنی امیال و عواطف کا آئینہ دار ہے، لیکن بسا اوقات خواب کے اندر اخلاق یا معصیت کے مظاہرہ کی بناپر کسی انسان کی طینت کے متعلق قطعی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا یہ بالکل صحیح ہے کہ ایک بلند اخلاق کا انسان خواب کے اندر کسی ایسے جرم یا معصیت کا مرتکب نہیں ہوسکتا۔ جس کو نہ صرف مذہب نے ممنوع قرار دیا ہو، بلکہ ہئیت اجتماعیہ بھی ذلت و نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہو۔ مثلاً مذہب نے بادہ خواری و زناکاری، قتل و غارت، سرقہ و خیانت سب کو ممنوع قرار دیا ہے لیکن ان تمام امور سے ہئیت اجتماعیہ کے جذبات یکساں اثر پذیر نہیں ہوتے۔ سوسائٹی میں بادہ خوار اور خائن دونو کو ایک زاویہ نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ اسیطرح ہئیت اجتماعیہ چور اور فاجر میں امتیاز کرتی ہے۔

اس لئے ایک بلند انسان شخص ہر چند خواب کے اندر بھی عموماً اپنی بلندی اخلاق قائم رکھے گا۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ کبھی وہ ایسے معاصی کا مرتکب ہوجائے۔ جس کو مذہب نے تو ممنوع قرار دیا ہو لیکن سوسائٹی ذلت و نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھتی ہو۔ مثلاً ایک پاکباز آدمی خواب کے اندر شہوانی افعال تو کرسکتا ہے لیکن چوری نہیں کرسکتا۔

جن اعمال کے لئے سنجیدگی اور غور و خوض کی ضرورت ہے، انہیں کی بناپر ہم کوئی فیصلہ کرسکتے ہیں۔ ایک بہادر آدمی خواب کے اندر بزدلی کا اظہار کرسکتا ہے کیونکہ خوف اضطراری جذبہ ہے۔ اسیطرح ایک نیک مگر سریع الحس آدمی قتل کرسکتا ہے چونکہ غضب میں اگر اضطراراً ایسا فعل ممکن ہے۔ لیکن چوری ممکن نہیں کیونکہ

اس کے لئے غور و خوض درکار ہے۔ ایک پاکباز آدمی کسی غیر عورت کے ساتھ اختلاط کر سکتا ہے۔ کیونکہ شعور جنسی (SEX INSTINCT) کے ماتحت اس میں استحالہ نہیں مگر شراب نوشی نہیں کر سکتا۔

آئیے اب غور کریں کہ اضطراری افعال سے قطع نظر خواب سے انسان کے باطنی کیفیات اور طبعی میلان کا پتہ چلتا ہے یا نہیں۔ اس سلسلہ میں صوفیہ اسلامیہ اور علماء کے خواب کے تاریخی واقعات قابل غور ہیں۔

بزرگوں کا خواب

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا فوت درود

شیخ نظام الدین اولیا نقل کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مریدوں میں ایک شخص رئیس احمد نامی تھے۔ جو قصبہ اوس میں رہتے تھے رئیس احمد صاحب ایک پاکباز اور متقی آدمی تھے۔ انہوں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا محل ہے اور اس کے چاروں طرف خلقت کا ہجوم ہے اور ایک نورانی چہرہ بیت قد بزرگ اندر تشریف لے جاتے ہیں۔ اور باہر آتے ہیں، اور اندر پیغام لے جاکر جواب لاتے ہیں، رئیس احمد نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہیں؟ اور اندر کیا ہے۔ اس نے کہا اندر سرور کائنات ہیں اور یہ شخص عبداللہ ابن مسعود ہیں۔ اور پیغام لوگوں کو سناتے ہیں۔ رئیس احمد نے عبداللہ سے کہا کہ حضرت رسالت سے عرض کیجیے، کہ فلاں شخص آپ کی دیدار سے مشرف ہونا چاہتا ہے، کیا حکم ہوتا ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود اندر تشریف لے گئے اور باہر آئے۔ اور ان سے کہا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ ابھی میرے دیدار کے قابل نہیں ہوئے۔ جاؤ اور میرا سلام قطب الدین بختیار کاکی کو پہنچاؤ۔ اور کہو کہ جو تحفہ وہ میرے لئے بھیجا کرتے تھے، تین راتوں

سے مجھ کو نہیں ملتا ہے۔ رئیس احمد جب خواب سے بیدار ہوئے تو خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی کی خدمت میں گئے۔ اور صورت حال عرض کی۔ شیخ نے سمجھا کہ انہوں نے
کون سی تقصیر کی ہے۔ ان دنوں میں آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک صالحہ اور نیک
بی بی سے آپ کی شادی کر دی تھی، چونکہ انہوں نے سنا تھا کہ آپ سفر کا ارادہ رکھتے
ہیں، خواجہ صاحب نے بشریت کے تقاضا سے بی بی کے ساتھ محبت اور الفت کی
یعنی رات تک ورد نہیں بھیجا۔ آپ نے اسی وقت بی بی کو طلاق دے دی اور
بغداد کی طرف روانہ ہو گئے۔

شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر پٹناوہ

شیخ نصیرالدین اودھی اپنے پیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت شیخ فریدالدین گنج
شکرؒ کو سخت تکلیف شروع ہوئی یہاں تک کہ کئی دنوں تک نہ کھانا کھایا اور نہ پانی
پیا۔ اولاد اور دوست احباب جمع ہوئے طبیبوں کو طلب کیا گیا۔ انہوں نے قارورہ
کا معائنہ کیا نبض دیکھی سب نے کہا کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ شیخ کو کون سا مرض ہے۔
ناچار سب لوگ گئے دوسرے دن تکلیف میں زیادتی ہوئی حضرت خواجہ نظام الدین
اولیا اور اپنے لڑکے حضرت شیخ بدرالدین سلیمان کو بلا کر اللہ کو یاد کرنے کا ارشاد
کیا۔ جب رات ہوئی دونوں اللہ کی یاد میں مشغول ہو گئے اس رات کو شیخ بدرالدین
سلیمان نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک بزرگ فرما رہے ہیں کہ تمہارے والد پر جادو کیا
گیا ہے۔ شیخ بدرالدین سلیمان نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ بزرگ نے جواب

دیا کہ شہاب الدین ساحر کے لڑکے نے، اور شہاب الدین قصبہ اجودھن میں ایک مشہور جادوگر تھا۔ شیخ بدرالدین سلیمان نے پوچھا کہ شیخ کی تکلیف کو کیونکر دفع کیا جائے؟ بزرگ نے جواب دیا کہ ایک شخص شہاب الدین کی قبر کے کنارہ پر بیٹھکر یہ کلمات کہے یہی اس کا علاج ہے اور جو کلمہ بزرگ نے کہا تھا وہ شیخ بدرالدین کو یاد رہا وہ یہ تھا ......

ایھا المقبور المبتلا اعلم ان ابنک قد سحر فلانا فقل لہ یکف باسہ والا یلحق بہ مایلحق بنا — اے قبر والے اور اے مبتلا ہونے والے جان کہ تیرے لڑکے نے فلاں پر جادو کیا ہے۔ اس سے کہ اپنا شر واپس کرے ورنہ جو ہم کو پہنچ رہا ہے وہ اس کو پہنچیگا۔

صبح کے وقت شیخ بدرالدین سلیمان مریدوں کے ساتھ والد ماجد کی خدمت میں تشریف لے گئے اور رات کا خواب عرض کیا۔ شیخ فریدالدین حضرت نظام الدین اولیا کیطرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ یہ کلمات یاد رکھو اور شہاب الدین ساحر کی قبر تلاش کرکے عمل میں لاؤ۔ شیخ نظام الدین اولیا شہاب الدین کی قبر کا پتہ لگاکر وہاں گئے اور اس کے قبر پر بیٹھکر متوجہ بالکلمات کا اعادہ کیا۔ قبر کچی تھی اور اس کے اوپر تھوڑی سی مٹی پڑی ہوئی تھی خواجہ نظام الدین کو کشف ہوا انہوں نے مٹی کھودی یکایک آٹے کی بنی ہوئی ایک صورت ظاہر ہوئی اس میں سوئیاں چبھوئی ہوئی تھیں۔ اور گھوڑے کے دم کے بال سے مضبوطی کے ساتھ بندھی ہوئی تھی، الغرض اسطرح سے اس صورت کو حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر کے نزدیک لائے جو سوئی نکالی جاتی تھی اور جو گرہ کھلتی حضرت گنج شکر کی تکلیف کم ہوتی تھی اس کے بعد اس صورت کو

توڑ کر شیخ نظام الدین اولیا نے آب رواں میں ڈال دیا۔ یہ خبر اجودھن کے حاکم تک پہونچی اس نے شہاب الدین ساحر کے لڑکے کا ہاتھ اور گردن باندھکر شیخ کی خدمت میں بھیجا اور عرض کیا کہ یہ شخص گردن زدنی ہے اگر حکم ہو اس سے قصاص لیا جائے۔ شیخ نے کہا خدا نے مجھے صحت دی میں نے اس کو معاف کیا۔ تم بھی اس کی خطا معاف کرو۔

حضرت جلال الدین حسین بخاری کی تذکیرہ

اُچہ کے اطراف میں ایک قصبہ کے اندر ایک شخص ملا وجیہہ الدین محمد رہتے تھے یہ شخص ایک دن اپنے ایک عزیز مولانا نصیر الدین ابو المعانی کے گھر گئے، اور وہیں قیلولہ کیا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ خلائق کا ہجوم ہے ایک شخص ذکر و وعظ فرما رہے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ جو شخص دنیا کا کام دین کے کام پر مقدم رکھتا ہے۔ اس کا دونوں کام خاک میں مل جاتا ہے۔ جب خواب سے بیدار ہوئے پوچھا اس جوار میں کون ایسا شخص ہے جو وعظ کہتا ہو لوگوں نے کہا کہ مخدوم جہانیاں سید جلال الدین حسین بخاری اُچہ میں ذکر کرتے ہیں۔ ملا وجیہہ الدین محمد نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ دوسرے دن زیارت کا احرام باندھکر اُچہ میں گئے جب وہی صورت دیکھی جو خواب میں دیکھ چکے تھے۔ بڑے اعتقاد کے ساتھ سر آپ کے قدموں پر ڈال دیا۔ سید نے فرمایا بابا۔ البتہ دنیا کا کام آخرت پر مقدم نہیں کرنا چاہیئے۔

ملا وجیہہ الدین کا اعتقاد اور بھی زیادہ بڑھ گیا اور آپ کے مرید ہو گئے۔

مولانا حسام الدین کا مدفن

آپ حضرت شیخ صدرالدین عارف کے مریدوں میں تھے۔ ایک دن شیخ صدرالدین عارف اپنے والد بزرگوار کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے شیخ حسام الدین بھی ساتھ تھے۔ مولانا حسام الدین کے دل میں یہ خیال آیا۔ کیا اچھا ہوتا کہ ایک مزار کی جگہ شیخ کے پائتانے میں مجھے بھی مل جاتی تاکہ ان بزرگوار کے جوار کی برکت سے عذاب دوزخ سے نجات ہو جائے۔ فوراً شیخ صدرالدین عارف نے مولانا کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ زمین تمہارے مزار کے لئے دریغ نہیں ہے۔ لیکن حضرت رسالت پناہ صلعم نے تمہارے لئے بداؤں میں پاک زمین مقرر کی ہے۔ تمہاری قبر وہیں ہو گی۔ روایت ہے کہ مولانا موصوف نے ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ ایک جگہ آپ بیٹھکر وضو کر رہے ہیں۔ صبح کے وقت مولانا وہاں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ زمین تر ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ مجھے مرنے کے بعد یہیں دفن کیا جائے۔ چنانچہ آپ وہیں مدفون ہیں۔

خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز کی غشی!

آپ بنی امیہ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی عبادت و ریاضت، صلاح و تقویٰ حق پرستی

وللہیت کے حالات سے تاریخ کے اوراق بھرے ہوئے ہیں۔ آپ کی ایک کنیز نے صبح کے وقت آپ سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! رات کو میں نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا بیان کر۔ اس نے کہا کہ دیکھا کہ قیامت کا میدان ہے۔ دوزخ دہک رہی ہے۔ اور پل صراط قائم ہے۔ لوگ خلیفہ عبدالملک ابن مروان کو لائے پل صراط سے گذرنے لگا اور فوراً دوزخ میں گر گیا۔ خلیفہ نے کہا ہیں! کنیز نے کہا اس کے بعد ولید بن عبدالملک آیا وہ بھی گر گیا۔ بولے ہیں! کنیز نے کہا اس کے بعد یا امیر المومنین میں نے آپ کو دیکھا کنیز اتنا ہی کہنے پائی تھی کہ بیہوش ہو کر گرے کنیز چلاتی رہی کہ اے امیر المومنین بخدا میں نے دیکھا کہ آپ پل صراط سے صحیح و سالم گزر گئے۔

امام بیہقی کی تصنیفات

دہلی کے جوار میں چند گاؤں کے مجموعہ کو جس طرح بارہ اور برہانہ کہتے ہیں اسیطرح نیشاپور (ایران) کے مضافات میں چند دیہاتوں کو مجموعی طور پر بیہق کہتے ہیں۔ اسی لئے امام ابوبکر احمد الحسین (مولود ۳۸۴ھ متوفی ۴۵۸ھ) کو بیہقی کہا جاتا ہے آپ بہت بڑے محدث اور شافعیہ کے فقیہ اعظم تھے۔ یہاں تک کہ امام الحرمین فرماتے ہیں کہ ہر شافعی المذہب پر امام شافعی کا احسان ہے۔ لیکن امام بیہقی کا احسان خود امام شافعی پر ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی تصنیفات میں شافعی مذہب کی نصرت کی ہے۔ اور جس طرح بقول ابن حزم حنفی مذہب نے امام قاضی ابو یوسف کے ذریعہ اور

مالکی مذہب نے یحییٰ ابن یحییٰ اندلسی کی وساطت سے بہت زیادہ فروغ پایا۔ اسی طرح امام بیہقی کی بدولت شافعی مذہب کو عروج ہوا۔ چنانچہ امام بیہقی کی تصنیفات کے متعلق اکثر علما و صلحا نے خواب دیکھے۔ امام بیہقی کی دو تصنیفات بہت عظیم الشان اور اہم ہیں سنن کبریٰ جو دس جلدوں میں ہے۔ اور معرفتہ السنن والآثار۔ جو چار جلدوں میں پائی جاتی ہے۔ امام بیہقی نے معرفتہ السنن کی تصنیف شروع کی تو ایک صالح آدمی نے خواب میں دیکھا کہ امام شافعی ایک جگہ ہیں اور آپ کے ہاتھ میں اس کتاب کے چند جزو ہیں آپ فرماتے ہیں کہ آج امام احمد (بیہقی) کی کتاب سے ہم نے سات جزو لکھا اور یاد کیا۔ مشہور فقیہ محمد بن عبد العزیز مروزی نے خواب میں دیکھا کہ ایک صندوق زمین سے اڑتا ہوا آسمان کی طرف جا رہا ہے۔ اور اس کے چاروں طرف ایسا نور چھٹکا ہوا ہے کہ آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں۔ مروزی نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ فرشتوں نے جواب دیا کہ یہ بیہقی کی تصنیفات کا صندوق ہے جو بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوئیں [1]۔

خواجہ نظام الملک طوسی کی حیثیت

آپ کے والد کا نام علی ابن اسحٰق طوسی ہے جو سلجوقیہ کے دربار میں عمدۂ دیوان تھے خواجہ نظام الملک تین حیثیتوں سے تاریخ میں بہت زیادہ مشہور ہیں (۱) زمانہ طالب علمی میں عمر خیام اور حسن بن صباح سے ان کی گہری دوستی تھی، اور ایک سوانح نگار کیلئے ناممکن

---

[1] ملاحظہ ہو بستان المحدثین مطبوعہ نول کشور ص ۹۴۔

ہے۔ کہ وہ عمر خیام اور حسن بن صباح کا تذکرہ کرے۔ اور خواجہ نظام الملک کو نظر انداز کردے۔ (۲) نظامیہ کے نام سے بغداد میں ایک یونیورسٹی کی بنیاد ڈالی جس کا اثر ہنوز اقصائے عالم کے عربی مدارس پر ہے۔ یہیں امام غزالی جیسے متکلم و محدث صوفی اور ادیب نے درس دیا۔ (۳) اسلامی دنیا کے مشہور وزرا حسن بن احمد میمندی (غزنویہ) جعفر بن یحییٰ برمکی (عباسیہ) خواجہ محمود گاوان (بہمنیہ) کی طرح ملک شاہ سلجوقی کے یہ نہایت مدبر اور صائب الرائے وزیر تھے۔ علم و فضل، منصب و شوکت کیساتھ زہد و اتقا میں بھی آپ ممتاز نظر آتے ہیں۔ ذیل کے خواب سے آپ کے عواطف نفسی پر پوری روشنی پڑتی ہے۔ سلطان ملک شاہ سلجوقی نے عباسی خاندان کی ایک شاہزادی سے عقد کرنا چاہا اس کے لئے بہت بڑا سامان جشن، مہیا کیا حجاز و شام عراق و فارس روم و خراسان الغرض ساری اسلامی دنیا سے اکابر و اشراف بغداد میں آکر جمع ہوگئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سب لوگ پا پیادہ دربار خلافت میں جائیں اور تعظیم بجا لائیں۔ حضرت خواجہ نظام الملک کو سوار ہونیکی اجازت دی چنانچہ ساری اسلامی دنیا کے بڑے اور شریف لوگ پا پیادہ خواجہ موصوف کے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب دربار میں پہونچے تو دوسرے لوگوں کو آپ کے دائیں اور بائیں بٹھایا گیا۔ اور بڑی عزت اور شان کا ایک مسند بچھا اور خواجہ کو اس پر بیٹھایا گیا۔ اس کے بعد علما و فضلا کے لئے خلعت آیا خواجہ کے خلعت پر یہ عبارت منقش تھی۔ "الوزیر العالم العادل نظام الملک امیرالمومنین" یہ ایک ایسا اعزاز

تھا جو دولت اسلامی کی ابتدا سے آجتک کسی کو حاصل نہ ہوا تھا۔ خواجہ صاحب کے نفس میں اس واقعہ سے تعظیم وتکبر کا ہیجان ہوا اسی کے ساتھ دنیا کی بے وفائی اور عظمت کی بے بقائی پر بھی غور وتامل کرتے۔ گویا مقام مجاہدہ پر تھے۔ دربار خلافت سے واپس آئے اور رات کو سوئے تو خواب میں دیکھا کہ وہی مسند ہے اور اس پر بیٹھے ہیں تنہائی کے باعث خوف اور وحشت دل میں پیدا ہو رہی ہے کہ یکایک ایک بدصورت کریہ المنظر آدمی آیا۔ اس سے سخت بدبو نکل رہی تھی۔ وہ آکر آپ کے نزدیک بیٹھ گیا۔ اس کے بعد دوسرا آدمی آیا جس کی صورت کی کراہیت اور جسم کی بدبو سے دماغ مشوش ہونے لگا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے بد سے بدتر اور بدتر سے بدترین لوگ آنے لگے اور قریب ہے کہ خواجہ مسند سے اوندھے منہ زمین پر گر پڑیں۔ اور بدبو کی تکلیف سے روح نکل جائے۔ کہ یکایک آنکھ کھل گئی۔ صبح کے وقت آپ نے خیرات کیا اور شکریہ الٰہی بجالائے۔ دوسرے دن اسیطرح خواب دیکھا اور کانپنے لگے۔ اگر آپ کو جگایا نہ جاتا تو قریب تھا کہ جان نکل جاتی۔ تیسرے دن ڈر کے مارے آپ سوتے ہی نہ تھے رات کے اخیر حصہ میں آنکھ لگ گئی تو پھر وہی سماں نظر آیا اور قریب تھا کہ آپکی جان نکل جائے کہ اتنے میں ایک نورانی جماعت ظاہر ہوئی جس کے شمیم جان فزا سے نفس میں بہجت اور قلب میں سکون پیدا ہوا اس جماعت میں سے فرداً فرداً ایک آدمی آکر خواجہ کے پہلو میں بیٹھنے لگا۔ جیسے جیسے یہ لوگ آتے وہ کریہ المنظر اور بدبو جسم

---

۲ روضۃ الصفا۔ جلد ۴ (تذکرہ خواجہ نظام الملک طوسی)

والے لوگ غائب ہوتے جاتے۔ یہاں تک کہ پہلا سارا مجمع غائب ہو گیا۔ اور ان کی جگہ ان پیکران نور نے لی اور ان کی صحبت سے خواجہ کو ایسا روح و راحت نصیب ہوئی کہ زبان اس کے بیان سے قاصر ہے۔ اس کے بعد خواجہ نے اس گروہ کے ایک آدمی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ لوگ کون آدمی ہیں اور وہ لوگ کون تھے۔ اس نے جواب دیا کہ ہم لوگ تمہارے اخلاق حمیدہ ہیں۔ اور وہ لوگ تمہارے اوصاف ذمیمہ تھے۔ اگر ہماری صحبت اور رفاقت چاہتے ہو تو ان کو ترک کرو اور اگر ان کو چاہتے ہو تو ہمیں چھوڑ دو۔

امام غزالی کی قواعد العقائد کا درجہ

مولانا جامی روایت کرتے ہیں کہ ایک شیخ عالم کا بیان ہے کہ ایک دن میں ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان مسجد حرام میں داخل ہوا مجھ پر فقراء کے وجد و حال کا کوئی غلبہ تھا نہ مجھ میں کھڑے ہونے کی طاقت تھی نہ بیٹھنے کی آرام کرنا چاہتا تھا۔ حرم کے گھروں میں سے ایک جماعت خانہ میں آیا اور گھر کے سامنے دائیں پہلو پر لیٹ گیا۔ اور اپنا ہاتھ ستون کے نیچے رکھ لیا تا کہ مجھکو نیند نہ آئے اور طہارت جاتی نہ رہے یکایک ایک شخص بدعتی آیا اور جماعت خانہ کے سامنے اپنے مصلی بچھایا۔ اپنے گریبان سے ایک لوح نکالا میرا گمان تھا کہ یہ پتھر کا بنا ہوا تھا۔ اور اس پر کچھ لکھا ہوا تھا اسکو چوما اور اپنے چہرہ کے سامنے رکھا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ اور اپنے چہرہ کا دونوں رخ اس پر ملا۔ اور بہت گڑگڑایا۔ اس کے بعد اپنا سر اٹھایا اور اس کو اپنی آنکھوں پر مالش کیا۔ اور پھر چوم کر اس کو اپنے گریبان میں رکھ لیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو مجھے بڑی کراہت معلوم ہوئی۔ اپنے دل میں کہا کیا اچھا ہوتا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہوتے تاکہ ان بدعتیون کو جو کچھ کرتے ہین۔
اس کی برائی کی خبر معلوم ہوتی ۔ اسی تفکر مین نیند کو بین نور کر رہا تھا تاکہ میری طہارت
نہین ٹھکوے ۔ ناگاہ مین خواب اور بیداری کی درمیانی حس سے غائب ہو گیا دیکھا کہ ایک
بہت وسیع میدان ہے ۔ اور بہت سے آدمی ہین ۔ اور سب کے پاس ایک مجلد کتاب ہے
اور سب لوگ ایک آدمی کے پاس کھڑے ہین ۔ مین داخل ہوا اور ان کی حالت دریافت
کی لوگون نے جواب دیا کہ حضرت رسالت پناہ یہان تشریف رکھتے ہین ۔ اور تمام لوگ مختلف
فرقون کے بانی ہین ۔ یہ لوگ چاہتے ہین کہ اپنی کتاب سے مذہب کا عقیدہ حضرت کے حضور
مین بیان کرین ۔ اور اپنے مذاہب وعقاید کی تصحیح کر لین ۔ ایک آدمی آئے لوگون نے
بتایا کہ امام شافعی ہین ۔ آپ کے ہاتھ مین ایک کتاب تھی ۔

ام ۱۲ جمادی الثانی ۱۱ سنہ ۱۲

آپ حلقہ مین داخل ہوے اور آن حضرت کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور
مرحبا کہا ۔ امام شافعی آپ کے پاس بیٹھ گئے اور جو کتاب ان کے پاس تھی اس سے
اپنے مذہب وعقیدہ کا بیان کیا ۔ آپ کے بعد دوسرے آدمی آئے ۔ لوگون نے کہا کہ یہ امام
ابو حنیفہ ہین ۔ آپ کے پاس بھی کتاب تھی اور امام شافعی کے پہلو مین بیٹھ گئے ۔ اور
اس کتاب سے اپنا مذہب واعتقاد بیان کیا ۔ اسیطرح ایک ایک امام آتے تھے
اور اپنا مذہب وعقیدہ بیان کرتے تھے ۔ یہان تک کہ تھوڑے سے لوگ بچ رہے جو لوگ
اپنے مذہب وعقیدہ کا بیان ختم کر لیتے تھے ۔ ان کو دوسرے کے پہلو مین جگہ دی جاتی تھی
جب سب لوگ فارغ ہو گئے ۔ ایک رافضی آیا اور اس کے ہاتھ مین چند غیر مجلد کتابین

تھیں۔ اور اس میں ان کے عقاید باطلہ کا بیان تھا۔ اس نے قصد کیا کہ اس حلقہ میں داخل ہو اور اپنی کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھے۔ آن حضرت کے سامنے جو لوگ تھے ان میں سے ایک شخص آیا اور اس کو ڈانٹ کر منع کیا اور اس کی کتاب لیکر پھینکدی اس کو ذلیل کر کے نکال دیا میں نے جب دیکھا کہ سب لوگ فارغ ہو گئے اور کوئی باقی نہ رہا کہ پڑھے۔ میں سامنے آیا میرے پاس ایک مجلد کتاب تھی میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اس کتاب میں میرے اور اہل اسلام کے اعتقادات مذکور ہیں۔ اگر اجازت ہو تو پڑھوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون سی کتاب ہے؟ میں نے عرض کیا کہ قواعد العقاید جو امام غزالی کی تصنیف ہے۔ آپ نے اس کے پڑھنے کی اجازت دی اور میں نے شروع سے کتاب پڑھنی شروع کی اور اس جگہ تک پہونچا جہاں امام غزالی نے کہا ہے :۔

"وَ اللّٰہ تعالیٰ بَعَثَ النّبیّ الاُمّیّ القرشیّ محمّدًا صلی اللّٰہ علیہ وسلم الیٰ کافّۃ العربِ والعجمِ والجنِّ والانسِ"

جب یہاں پر پہونچا تو چہرہ مبارک پر تبسم اور خوشی کا اثر ظاہر ہوا جب آپ کی نعت وصفت تک پہونچا تو آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا غزالی کون ہے؟ امام غزالی وہاں پر کھڑے ہوئے تھے انہوں نے کہا "یارسول اللہ میں غزالی ہوں" اور سامنے آکر سلام کیا۔ آپ نے جواب دیا اور اپنا دست مبارک بڑھایا امام غزالی نے آپ کا دست مبارک چوما اور اپنا چہرہ اس جگہ ملا اور اس کے بعد بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی قرات پر اس قدر اظہار بشاشت نہ فرمایا تھا جتنا میرے

قواعد العقاید کے پڑھنے پر خوش ہوئے۔ جب میں بیدار ہوا تو اس حال و کرامت

کے اثر سے میرے چہرہ پر گریہ کا اثر تھا۔ شیخ ابوالحسن شاذلی ؒ نے جو اپنے وقت کے

قطب تھے اپنا ایک خواب بیان کیا ہے جس میں مذکور ہے کہ آن حضرت ﷺ نے موسیٰ ؑ و

عیسیٰ ؑ کے سامنے امام غزالی پر فخر کیا ہے۔ میکڈونلڈ نے لکھا ہے کہ ایک شخص امام

غزالی کا مخالف تھا اور آپ کو برا بھلا کہا کرتا تھا ان حضرت نے اس کو کوڑے لگائے

اور اس کا اثر بیداری میں بھی اس پر نمایاں تھا "نفحات" میں ہے کہ مدت العمر اس

کوڑے کا اثر اس کے جسم پر تھا۔

خواجہ ابو یوسف ہمدانی کے اوراقِ پریشان

شیخ نجیب الدین بزغش شیرازی روایت کرتے ہیں کہ بزرگوں کے کلام کے متعلق کچھ

تھوڑا حصہ میرے ہاتھ آیا میں نے پڑھا بہت اچھا معلوم ہوا۔ پتہ لگانا چاہتا تھا کہ یہ کس

کی تصنیف ہے تاکہ اس کا دوسرا کلام بھی اور پڑھوں۔ ایک رات کو خواب میں دیکھا

کہ ایک بوڑھے آدمی جن کے نورانی چہرہ سے حد درجہ وقار و عظمت ٹپک رہی تھی خانقاہ

کے اندر داخل ہوئے اور وضو گاہ کے نزدیک گئے تاکہ وضو کریں۔ آپ عمدہ سفید پوشاک

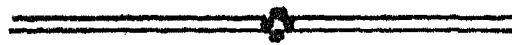
پہنے ہوئے تھے۔ اور اس پوشاک پر اوپر سے نیچے تک سنہرے حروف میں آیۃ الکرسی

لکھی ہوئی تھی۔ میں آپ کے پیچھے ہو لیا۔ آپ نے کپڑا اوتارا اور مجھے دیا۔ آپ

اس پوشاک کے نیچے ایک سبز جامہ پہنے ہوئے تھے۔ جو اوپر والے پوشاک سے اچھا تھا

اور اس پر بھی اسیطرح آیۃ الکرسی مرقوم تھی۔ یہ بھی مجھکو دیا۔ اور فرمایا میں وضو کرتا

ہون۔ اس کو لے رہ۔ جب آپ وضو کر چکے آپ نے فرمایا۔ ان کپڑوں میں سے ایک تم کو دیتا ہون۔ کون پسند کرتے ہو۔ مین نے خود کوئی انتخاب نہین کیا۔ اور عرض کیا آپ کا جو جی چاہے عنایت کیجے۔ وہی بہتر ہوگا آپ نے سبز پوشاک مجھے پہنادی۔ اور سفید خود پہن لی۔ اور فرمایا مجھکو پہچانتے ہو۔ مین ان اجزا کا مصنف ہون جن کے تم طالب تھے میرا نام ابو یوسف ہمدانی ہے اور اس کتاب کا نام " زینۃ الحیوٰۃ " ہے اور اس سے عمدہ میری دوسری تصنیفات ہین۔ مثلاً منازل السائرین ومنازل السالکین جب مین خواب سے بیدار ہوا بہت زیادہ خوشی محسوس کی۔



بادشاہون کا خواب

خلیفہ امین کی ولادت

علی بن حمزہ کسائیؒ نے کہا کہ ہارون الرشید نے مجھے محمد (امین) اور عبداللہ (المامون) کا معلم مقرر کیا۔ پس مین ادب کے لئے ان پر بہت سختی کرتا خاصکر محمد پر پس ایک دن ام جعفر (زبیدہ) کی لونڈی خالصہ میرے پاس آئی اور کہا اے کسائی! میری ملکہ آپ کو سلام کہتی ہین اور فرماتی ہین آپ سے مجھے ایک ضرورت ہے (وہ یہ) کہ آپ میرے بچہ محمد کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیجئے کیونکہ وہ میرے دل کی مراد اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اور میرا دل اس کے لئے بہت دکھتا ہے۔ پس مین نے خالصہ سے کہا کہ محمد اپنے والد کے بعد خلافت کیلئے نامزد ہوچکے ہین۔ اس لئے معاملہ مین کمی کرنا روا نہین ہے خالصہ نے کہا کہ میری ملکہ کی دردمندی کا ایک سبب ہے مین آپ کو اس کی اطلاع دیتی ہون انہون نے اس رات کو جبکہ امین کی ولادت ہوئی خواب مین دیکھا کہ چار عورتین اس کے سامنے آئین اور انہون نے اس کو کفن مین لپیٹنا شروع کیا[1]۔ جو عورت اس کے سامنے تھی اس نے کہا کم سن، تنگ دل، بد دماغ، بادشاہ، معاملہ کا کمزور اور بہتیرے

---

[1] ملاحظہ ہو اخبار الطوال دینوری مطبوعہ مصر ص ۳۶۶

گناہوں میں آلودہ، بیوفائی میں سخت۔ اور جو پیچھے تھی اس نے کہا۔ بدچلن، تباہ کار، نا انصاف، فضول خرچ، حکمران۔ اور جو دائیں جانب تھی کہتی تھی بدن کا موٹا حلم سے معرا، گناہوں میں آلودہ، رحم سے دور، تاجدار، اور جو بائیں جانب تھی کہتی تھی:۔ دھوکہ باز، فرمانروا، ٹھوکریں کھانے والا، جلد برباد ہوجانے والا فرمانروا پھر خالصہ رونے لگی اور کہا اے کاش کیا یہ واقعہ آپ کو نگرانی وخبر وگیری سے بے نیاز نہیں کردے گا۔

ابو شجاع بویہ دیلمی

چوتھی صدی کے آغاز سے پانچویں صدی کے وسط تک دیالمہ کی حکومت رہی ابو شجاع بویہ اس خاندان کا بانی تھا ابو شجاع نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ بہت بڑی آگ لگی ہے اور پھیل کر یہ بعض شہروں پر چھا رہی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی روشنی آسمان تک پہونچی اس کے بعد یہ آگ تین حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ اور شہروں اور انسانوں کو دیکھا کہ ان کے حضور میں سجدہ کر رہے ہیں۔ اس عرصہ میں بویہ سے ایک منجم و معبّر کی ملاقات ہوگئی۔ بویہ نے اپنا خواب بیان کیا۔ منجم نے کہا یہ خواب بہت بڑا ہے۔ اس کی تعبیر اس شرط پر بتاؤں گا کہ مجھے گھوڑا اور کپڑا انعام دو۔ بویہ نے کہا خدا کی قسم سوائے اس کپڑے کے جو پہنے ہوا ہوں میرے پاس دوسرا کپڑہ نہیں ہے۔ منجم نے دس اشرفیاں طلب کیں۔ بویہ نے اس پر بھی اظہار عجز کیا آخر کار منجم نے مجبور و ناچار دیکھا تو کہا، تم کو تین بیٹے ہوں گے اور یہ سب ان آتش زدہ شہروں

پر حکمرانی کریں گے۔ اور چار دانگ عالم میں ان کی شہرت ہوگی۔ جیسا کہ آگ آسمان تک پہونچ جاتی ہے۔ بویہ نے کہا کیا یہ جائز ہے کہ تم مجھ سے استہزاء کرو میں مرد فقیر میرے بچے تمہارے سامنے ہیں۔ کس استعداد کی بناء پر یہ بادشاہ ہوں گے۔ منجم نے کہا اگر ان کی ولادت کی ساعت معلوم ہو تو بتا دوں۔ بویہ نے اپنے لڑکوں کی ولادت کی تاریخ و اوقات بتائے۔ منجم نے احتیاط کے ساتھ درجات طالع اور نظرات کواکب پر غور کیا اور سب سے پہلے بڑے لڑکے عماد الدولہ علی بن بویہ کا ہاتھ چوما اور کہا کہ پہلے یہی لڑکا بادشاہ ہوگا۔ اس کے بعد دونوں لڑکوں معز الدولہ اور رکن الدولہ کے ہاتھوں کو بھی بوسہ دیا۔ لڑکوں نے کہا ابا جان! اس منجم کو کچھ انعام دیجئے۔ بویہ خفا ہوا اور کہا کہ یہ شخص ہم سے مسخرا پن کر رہا ہے۔ منجم نے کہا اگر میرے بیان پر تم کو اعتبار نہیں تو کم سے کم عہد کرو کہ جب بلند مراتب پر پہونچو گے تو میرے ساتھ مہر و کرم سے پیش آؤ گے۔ ابو شجاع نے دس درم دئیے۔ آج تاریخ کا ہر طالب العلم جانتا ہے کہ منجم کی پیشینگوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔[1]

سلطان محمود غزنوی

محمود غزنوی کو تین باتوں کے متعلق شکوک تھے[2] ایک تو اس حدیث کے متعلق العلماء ورثۃ الانبیاء (علماء پیغمبروں کے وارث ہیں) دوسرے قیامت کے متعلق تیسرے امیر ناصر الدین سبکتگین کے ساتھ اپنی نسبت کے متعلق۔ ایک دن

[1] ملاحظہ ہو روضۃ الصفا (تذکرہ دیالمہ) [2] فرشتہ بہ حوالہ طبقات ناصری۔

کسی جگہ سے آرہے تھے۔ اور فراش شمع اور سونے کا شمعدان لئے ہوئے ساتھ تھا۔
محمود نے دیکھا کہ ایک طالب العلم مدرسہ مین اپنا سبق یاد کر رہا ہے مدرسہ کے اندر تاریکی
تھی کتاب کی عبارت دیکھنے کے لئے روشنی کی حاجت ہوتی تھی تو ایک بنئے کی چراغ
کے نزدیک جاتا۔ سلطان کا دل اس پر بھر آیا وہ شمعدان اس کو دے ڈالا۔ اور
اسی شب کو آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرما رہے ہین:۔

"یا ابن امیر سبکتگین اعزک اللہ فی الدارین کما اعززت وراثتی"

(اے ناصرالدین امیر سبکتگین کے لڑکے! خدا تجھکو دونون جہان مین عزت دے جیسا
کہ تو نے میرے وارث کو عزت دی)

اس خواب سے اس کے تینون شکوک رفع ہو گئے۔

سلطان شمس الدین التمش

سلطان کے دل مین مدت سے یہ نیت تھی کہ حوالی دہلی مین ایک حوض بنائے تا کہ لوگون
کو پانی کی تنگی نہ ہو۔ اتفاقاً ایک رات سلطان نے خواب مین دیکھا کہ حضرت سرورکائنات
ایک مقام پر سوار کھڑے ہین اور فرما رہے ہین کہ اے شمس الدین! اگر حوض بنانا چاہتا ہے
تو اسی جگہ بنا جہان مین کھڑا ہون سلطان حد درجہ خوشی مین خواب سے بیدار ہوا اور وہ مقام
خاطرنشین کر لیا۔ اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو پیغام دیا کہ مین نے ایک خواب
دیکھا ہے اگر حکم ہو خدمت مین حاضر ہو کر عرض کرون۔ آپ کو کشف ہو چکا تھا آپنے پیامبر
سے کہا کہ سلطان سے کہدے کہ جہان حضرت رسالت پناہی صلعم نے حوض بنانے کا اشارہ

کیا ہے میں وہیں جارہا ہوں ۔ سلطان بھی جہاں تک جلد ممکن ہو آئیں ۔ التمش نے خواجہ کا جواب سنا تو فوراً آپ کے دولت خانہ کا رخ کیا تاکہ آپ کے ساتھ مقصد کی طرف متوجہ ہو۔ جب خادموں نے عرض کیا کہ خواجہ صاحب فلاں موضع میں ہیں سلطان تیزی کے ساتھ روانہ ہوا اور خواجہ کو دیکھا کہ اس جگہ نماز میں مشغول ہیں فارغ ہونے کے بعد سلطان نے دست مبارک کو بوسہ دیا اور دیکھا جہاں آں حضرت سوار تھے وہاں سے پانی نکل رہا ہے ۔ سلطان نے یہیں حوض بنایا اور ایک صفہ (چبوترہ) اور گنبد بنا کر بطور یادگار چھوڑا۔ حوض کے اندر ایک چشمہ کا سوت نکل آیا۔ وہ حوض "فرشتہ" کے زمانہ تک جاری تھا اور اس سے اکثر باغ سیراب ہوتے تھے ۔ امیر خسرو نے اپنی مثنوی قران السعدین میں اس حوض اور چشمہ کی تعریف کی ہے[1]

احمد شاہ بہمنی

فیروز شاہ بہمنی (۸۰۰ھ - ۸۲۵ھ) نے زندگی کے آخری ایام میں اپنے لڑکے حسن خان کو اپنا جانشین بنانا چاہا تھا۔ احمد خان خانخاناں سلطان کا چھوٹا بھائی تھا

---

[1] اکتوبر ۱۹۳۶ء میں جب فقیر دہلی گیا تو ایک دن "مہرولی" پہونچا جہاں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا مزار اور یہ تالاب ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مقام میں اب بھی معرفت الٰہی کی جلیباریاں ہوتی ہیں ۔ تالاب کے مشرقی سمت ایک چھوٹی سی مسجد ہے جس میں بہت سے اولیاء اللہ نے نمازیں پڑھی ہیں۔ اس مسجد میں نماز پڑھنے سے دل کو بے حد لذت ملتی ہے ۔

دوسرا تیس جیاندار تھی اور فنون سپاہگری میں بڑی مہارت رکھتا تھا اس کو اس کا بیٹا ہوا اس نے سلطان سے بغاوت کی۔ اکثر بڑے بڑے امرا نے احمد خان کا ساتھ دیا۔ احمد خان کو بھائی کے ساتھ ایک خاص لگاؤ تھا اور خود اپنی بے سروسامانی کا سلسلہ بھی تھا وہ انتقام لینے میں اس قدر سرگرم تھا۔ ایکدن شاہی فوج اس کا تعاقب کر رہی تھی۔ وہ بھاگا جا رہا تھا بہت متحیر اور غمگین تھا راستے میں ایک درخت کے نیچے اکر سو رہا خواب میں دیکھا کہ ایک شخص فقیروں کے ایسا لباس پہنے ہوئے بارہ گوشہ کا ایک سبز تاج ہاتھ میں رکھکر اس کی طرف چلا آرہا ہے۔ احمد خان نے استقبال کر کے سلام کیا۔ اور اس درویش نے مبارکباد کی رسم ادا کر کے وہ تاج سبز اس کے سر پر رکھدیا اور فرمایا کہ یہ تاج شاہی ہے۔ ایک گوشہ نشین بزرگ نے آپکے لئے بھیجا ہے۔ احمد خان شوق میں بھرا ہوا خواب سے بیدار ہوا۔ اور امیر خلف حسن بصری سے اس کا تذکرہ کیا اور کہا کہ آجتک میں جنگ کے باب میں متردد تھا۔ اب جو حکمت عملی تم میری کامرانی کے متعلق سوچتے ہو۔ اس کو عمل میں لاؤ۔ وقت گذر گیا احمد خان کے لئے قدرت نے کامرانیوں کے اسباب پیدا کرنا شروع کئے۔ فیروز شاہ نے درباریوں کا رنگ اور رعایا کا رجحان دیکھکر احمد خان کو بادشاہ بنادیا۔ احمد شاہ بہت ہردلعزیز بادشاہ ہوا۔ اس نے بڑی شان اور قابلیت کے ساتھ بارہ سال تک حکومت کی احمد آباد بیدر جیسا عظیم الشان شہر بنایا۔ اہل دکن اسکو احمد شاہ ولی کہا کرتے تھے۔ تخت پر بیٹھا تو دو سال تک

خشک سالی ہوئی - رعایا نے اس کو منحوس سمجھا - اس نے نماز استسقا پڑھی - اور تضرع کے ساتھ دعا کی خوب پانی برسا - احمد شاہ کو فقرا اور مشایخ کے ساتھ ایک خاص ارادت اور خلوص تھا - سید محمد گیسو دراز کو اپنے پیر خواجہ نصیر الدین اودھی مشہور بہ "چراغ" سے جب "خرقہ" "مصلا" اور "عصا" یعنی سے کچھ نہ ملا - تو نہایت شکستہ دل اور غمگین ہو کر دکن میں چلے آئے احمد خان کو آپ سے بہت ارادت تھی، سید صاحب بھی اس کو بہت عزیز رکھتے تھے - فیروز شاہ اسی وجہ کر آپ سے کشیدہ ہو گیا تھا - احمد خان جب بادشاہ ہوا تو اس وقت شیخ نعمت اللہ ولی کی بزرگی اور کرامات کی بڑی شہرت تھی، احمد شاہ نے شیخ حبیب اللہ جنیدی کو جو اسی خاندان کے مریدوں میں تھے میر شمس الدین قمی اور اہل دل حضرات کی ایک جماعت کے ساتھ بہت سا ہدیہ وتحفہ دیکر کرمان کی طرف بھیجا - تاکہ سلطان کی طرف سے دست ارادت پھیلائیں - اور بالآخیر طلب کریں شاہ صاحب نے اس قافلہ کی بڑی عزت کی اور ملا قطب الدین کرمانی کو جو ایک گدڑی پوش دانشمند تھے اور آپ کے مریدوں میں تھے - دکن کی طرف بھیجا اور ایک بارہ گوشیہ تاج (سبز دوازدہ ترکہ) ایک صندوق میں رکھکر ملا قطب الدین کے سپرد کیا - کہ یہ سلطان احمد شاہ کی امانت ہے اس تک پہونچا دو - جب ملا قطب الدین دکن میں پہونچے تو دور سے سلطان کی نظر ملا صاحب پر پڑی دیکھتے ہی چلا اٹھا کہ یہ تو وہی درویش ہے جس نے خواب کے اندر فلاں درخت کے نیچے فلاں وقت جب میں فیروز شاہ کے لشکر کے ساتھ نبرد آزما تھا (تاج سبز دوازدہ ترک) مجھ کو عطا کیا - میں نے اس تاج کی حقیقت آجتک کسی سے نہ کہی تھی - اگر اس قسم کا تاج اس آدمی کے ساتھ ہوگا تو یہی اس خواب کی تعبیر ہوگی

ملاقطب الدین نزدیک آئے تو سلام کیا اور شاہ صاحب کی دعا پہونچائی - اور کہا کہ شاہ نعمت اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ تاج فلاں تاریخ سے آج تک بطور امانت میرے پاس رکھا ہوا تھا - چونکہ کوئی ایسا موقع دستیاب نہ ہوا اس لئے آجتک نہ بھیجا - اب جبکہ شیخ حبیب اللہ جنیدی آئے اور تقریب پیدا ہو گئی - واجب ہوا کہ آپ کی امانت آپ کے سپرد کروں - احمد شاہ کہتا تھا کہ ملا قطب الدین کرمانی نے جب یہاں تک واقعہ بیان کیا تو میں نے اپنے اندر ایک عجیب حالت کا مشاہدہ کیا سراپا حیرت بنکر دل ہی دل میں کہا کہ اگر "یہ تاج سبز دوازدہ ترک" ہو تو کوئی شک باقی نہیں رہے گا - ملا قطب الدین کو کشف ہوا انہوں نے فرمایا کہ اے شاہ دل میں دغدغہ نہ لائیے - یہ وہی تاج سبز دوازدہ ترک" ہے - اور میں وہی آدمی ہوں جو شاہ ولایت پناہ کے حکم سے عالم رویا میں آپ کے پاس لایا تھا - شاہ نے سنا تو بے اختیارانہ زور سے مولنا کو چمٹا لیا اور بغل میں جگہ دی - صندوق کھولا گیا تو تاج اسی قسم کا تھا -

یوسف عادلشاہ

یہ شخص عادلشاہی خاندان کا بانی تھا - فرشتہ نے اس کے متعلق عجیب و غریب افسانہ لکھکر اس کو آل عثمان بتایا ہے[1] - اس نے ساوہ میں پرورش پائی - حاکم ساوہ کی زیادتی اور جور سے جلاوطن ہوا قم میں رہنے لگا - حاکم ساوہ نے قضا کی تو چاہا کہ وطن کی طرف مراجعت کرے - خواب میں دیکھا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ ہندوستان کا

---

[1] فرشتہ (تذکرہ عادلشاہیہ) -

سفر کرو۔ عزیز و اقارب کا غم فراق اٹھاؤ۔ بہت جلد تم کو بادشاہت ملیگی۔ محمد ابراہیم زبیری اس کو امیرزادہ ساوہ بتاتے ہیں[1] ان کی روایت کے مطابق یوسف سفر ہند کے ارادہ سے لار میں آیا اور ایک مسجد میں مقیم ہوا۔ یہاں خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی چہرہ بزرگ نے چند گرم گرم روٹیاں دیں اور بولے کہ تم کو دکن میں جانا چاہیے۔ کہ وہاں تمہاری روٹی پکی ہوئی ہے۔ خواجہ زین العابدین سوداگر نے جو محمود شاہ بہمنی کیطرف سے اپنے اسباب و متاع کے ساتھ وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ ان کو کشتی میں چڑھالیا اور دکن میں لائے۔ لیکن طبیعت نہیں لگی۔ لار میں واپس ہوگئے۔ اور اسی مسجد میں قیام کیا۔ پھر انہیں بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ میں نے تم کو دکن میں روانہ کیا تھا۔ کیوں تم نے بے صبری کی۔ چنانچہ وہی بہمنی دربار میں ایک چرکسی غلام کی حیثیت سے پیش ہوئے محمود شاہ نے مول لیا۔ بخت مساعد تھا۔ غلامی سے بادشاہت ملی۔ اور کئی صدی تک اون کی اولاد نے دکن میں حکمرانی کی، ظہوری اور فرشتہ اسی خاندان کے مشہور فرمانروا ابراہیم عادل شاہ کے خوان کرم کے زلہ ربا تھے۔

برہان نظام شاہ ثانی

شاہ طاہر ایران (خوند) کے ایک سجادہ نشین تھے۔ صفویہ کے جور سے انہوں نے ہندوستان کا سفر کیا۔ دکن میں آئے۔ نظام شاہی خاندان نے بہت احترام کے ساتھ خیر مقدم

---

[1] بساتین السلاطین۔

کیا۔ شاہ صاحب بہت بڑے شیعی مبلغ تھے۔ ان کے اثر سے برہان نظام شاہ نے شیعی مذہب اختیار کیا۔ فرشتہ نے یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ برہان نظام شاہ کا لڑکا عبدالقادر سخت بیمار ہو گیا۔ امید زیست نہ تھی شاہ طاہر نے سلطان سے کہا اگر آپ کا فرزند اچھا ہو جائے تو کیا آپ شیعی مذہب قبول کریں گے اور اس کی تبلیغ میں حصہ لیں گے؟ بادشاہ لڑکے کی زندگی سے ناامید ہو چکا تھا۔ شاہ صاحب کے کلام سے وہ بہت زیادہ اثر پذیر ہوا۔ وعدہ کر لیا۔ رات کے وقت عبدالقادر کے پلنگ کے نزدیک بادشاہ بیٹھا تھا۔ قریب صبح بادشاہ کی آنکھ لگ گئی دیکھا تو ایک نورانی چہرہ بزرگ تشریف فرما ہیں۔ اور آپ کے داہنے بائیں کچھ حضرات اور ہیں۔ کسی نے کہا، جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ حضرت مصطفیٰ ہیں اور آپ کے گرد دوازدہ امام ہیں۔ آں حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے برہان! علیؑ اور ان کی اولاد کی برکت سے خدا نے عبدالقادر کو صحت عطا کی، اب تمہارا فرض ہے کہ میرے فرزند طاہر کے کہنے سے تجاوز نہ کرو۔ برہان شاہ بہت بشاشت کے ساتھ خواب سے بیدار ہوا دیکھا تو عبدالقادر خواب شیریں کے مزے لے رہا تھا۔ اور تپ نہ تھی اسی وقت شاہ طاہر کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا۔ اس وقت شاہ صاحب زمین پر سر رکھکر خدا سے عبدالقادر کی صحت کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ بے وقت طلب سے شاہ صاحب کو اندیشہ ہوا اس کے ساتھ دوسرا آدمی پہونچا۔ اور پھر سات آٹھ آدمی اور آ گئے شاہ طاہر نے سمجھا کہ بادشاہ کو شاید ان کے کہنے کا رنج ہوا۔ یا عبدالقادر نے قضا کی، اس لئے نذر کی نحوست کا خیال کر کر

نے مجھے گردن زدنی سمجھا ہو آخر کار اہل و عیال کو وصیت کر کے دربار میں گئے۔ بادشاہ نے خلاف معمول دروازہ تک استقبال کیا۔ اور اسی وقت مذہب اثنا عشری قبول کیا [۱]۔

---

[۱] شیعہ اس خواب کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ فرشتہ نے بھی تفصیل کے ساتھ یہ روایت لکھی ہے۔ لیکن آخر میں وہ لکھتا ہے کہ یہ روافض کی افسانہ طرازی ہے۔

علماء کا خواب

ابن خلکان

ابن خلکان ایک دینی عالم اور فقیہ، ایک نحوی اور ادیب تھے۔ انہوں نے ۱۲۸۲ء
میں وفات کی۔ اپنی کتاب وفیات الاعیان میں انہوں نے اپنے ایک خواب کا تذکرہ کیا۔
مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا وفیات الاعیان کا ایک قلمی نسخہ متحف بریطانیہ میں موجود ہے۔
ابن خلکان لکھتے ہیں "ایک مرتبہ میں نے المبرد کو خواب میں دیکھا اور اس کے ساتھ ایک
نہایت تعجب انگیز معاملہ ہوا۔ اس لئے میں اسے کہنا چاہتا ہوں میں ۶۳۶ھ میں اسکندریہ
کے اندر تھا۔ اور وہاں پانچ مہینے تک مقیم رہا۔ وہاں المبرد کی کتاب "کامل" اور
ابن عبد ربہ کی ایک تصنیف "عقد" میرے پاس تھیں۔ اور میں ان کا مطالعہ کر
رہا تھا۔" اس کے بعد علامہ موصوف نے "عقد" اور المبرد کی ایک دوسری کتاب
"روضہ" کے متضاد بیان کا تذکرہ کیا ہے جو اس کی دلچسپی کا مرکزی نقطہ تھا، اور پھر
کہتا ہے "جب میں نے ان متضاد بیانات کا مطالعہ کیا اس کی چند راتیں گزرنے کے بعد
میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ میں جیسے حلب کے اندر قاضی بہاؤالدین معروف بہ ابن شداد
کے مدرسہ عالیہ میں ہوں۔ جہاں میں طالب العلمی کے زمانہ میں پہلے رہ چکا تھا۔ اور دیکھا
کہ ہم لوگ وہاں ظہر کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب میں اپنی نماز ادا کر چکا تو جانے کے لئے اٹھا

لیکن میں نے ایک شخص کو گوشہ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا، حاضرین میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ یہ المبرد ہے۔ اس لیے میں اس کے نزدیک گیا اور نماز سے فارغ ہونے تک منتظر رہا۔ وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو میں نے اسے سلام علیک کہا اور کہا میں آجکل آپ کی کتاب "کامل" کا مطالعہ کر رہا ہوں وہ بولا کیا تم نے میری کتاب "روضہ" دیکھی ہے میں نے کہا "نہیں" چونکہ میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا۔ تب اس نے کہا آؤ میں تمہیں دکھاؤں۔ اس لئے میں اس کے ساتھ ہو لیا اور ہم دونوں اپنے مکان پر آئے۔ اور اندر داخل ہوئے۔ میں نے بہت سی کتابیں دیکھیں۔ وہ ان کتابوں کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور اسے (روضہ) تلاش کرنے لگا۔ تب اس نے ایک جلد اوٹھائی اور مجھے دی۔ میں نے اسے کھولا اور اپنے زانو پر چھوڑ دیا۔ اس کے بعد میں نے کہا "یہاں آپ پر لوگوں نے کچھ اعتراض کیا ہے" اس نے دریافت کیا وہ کون سا اعتراض ہے؟ میں نے کہا "آپ نے ابونواس کے فلاں فلاں شعر پر تنقید کی ہے" اور میں نے وہ اشعار اس کے سامنے دہرائے۔ اس نے کہا "یقیناً یہاں ایک غلطی ہے" میں نے کہا "نہیں وہ صحت پر تھا اور لوگوں کا خیال ہے اس پر تنقید کرنے میں آپ نے غلطی کی ہے" اس نے کہا کیسے؟ اس لئے میں نے اس کے سامنے صاحب "عقد" کی رائے بیان کی۔ اس نے اپنی انگلی دانت سے دبائی۔ اور از خود رفتگی کے عالم میں جیسے گھبرایا ہوا ہو میری طرف تعجب سے دیکھتا رہا۔ وہ اسی حالت میں تھا کہ میں بیدار ہو گیا۔ میکڈ ونلڈ کہتا ہے المبرد نے ۲۸۹ھ؁ میں وفات پائی۔ ابن خلکان سے تقریباً وہ چار سو برس قبل گزرا ہے۔

۹۸
ابوریحان البیرونی

ابن خلکان ایک کامل مسلم شخصیت کی نیابت کرتا ہے لیکن اگر خیال کیا جائے، کہ ایک دینی عالم اور ایک فقیہ پر وہمیت کا اثر ہو سکتا ہے، تو ابوریحان البیرونی کا واقعہ لیجئے۔ جس نے ۱۰۴۸ء میں وفات کی۔ البیرونی غالباً قریب قریب اپنے زمانہ کا سب سے بڑا حکیم تھا، اس کا دماغ بالکل ناقدانہ واقع ہوا تھا، وہ ایک ہیئت داں تھا، ایک مورخ تھا اور سنجیدگی کے ساتھ رسم و رواج، مذہب و ملت کا طالبعلمانہ مطالعہ کیا کرتا تھا، تاہم اس نے خواب دیکھا جسے وہ خود اپنی کتاب "آثار الباقیہ" میں بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ میری عمر کے اٹھوین سال کی آخری رات تھی، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں طلوع قمر کا مطالعہ کرنے کے لئے افق آسمان کی طرف دیکھ رہا ہوں، جہاں اس روز اسے ظاہر ہونا چاہئے تھا، میں نے ایک آواز سنی۔ "چاند کو چھوڑو، تم ایک سو نوّے ۱۹۰ مرتبہ اس کے پیچھے ہو" اس نے اس کی تعبیر سمجھی کہ میں ابھی ایک سو نوے قمری مہینہ تک اور زندہ رہوں گا، میکڈانلڈ کہتا ہے اس واقعہ سے اس کی مزید تائید ہوتی ہے کہ اس کی اصل زندگی اس حساب سے صرف ایک ہی مہینہ کم واقع ہوئی۔

ناصر خسرو

مذہبی دنیا کی طرف توجہ کیجئے تو ایسے خواب کا پتہ چلتا ہے جس کے باعث ایک شخص نے شعار ملت کے مطابق اپنی زندگی کی اصلاح کی، ناصر خسرو اپنے سفرنامہ میں خود لکھتا

ہے کہ اس ذریعہ سے میں نے دنیا سے منہ موڑ لیا ، وہ حکومت مرو میں "معتمد" (سکریٹری) کے عہدہ پر مامور تھا ، دولت کی فراوانی اور اس کی لذت آگینیاں اسکی رفیق زندگی تھیں ، وہ ظاہر کرتا ہے کہ اکتوبر ۱۰۴۵ء کو مجھے موقعہ ملا کہ میں اسرار نجوم کے مطابق اگر اس وقت دولت کے لئے خدا سے خاص دعا کروں تو مقبول ہوگی ۔ بہ ظاہر کامل طور سے اس کی حالت انقلاب کی اثر پذیری سے معرا تھی ، مذہب ، نجوم ، دنیاوی ہوس اور لذات کے مخلوط اثرات میں وہ مبتلا تھا ، ایک شب اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک صورت یوں خطاب کر رہی ہے کہ "کب تک تم شراب پیتے رہو گے جو انسان کی عقل کھو دیتی ہے اچھا ہوتا کہ تم اپنے میں آجاتے " اس نے جواب دیا " عقلمندوں نے شراب سے بڑھ کر غم غلط کرنے والی کوئی دوسری چیز نہیں پائی " اس شکل نے جواب دیا " عقل کے فقدان اور اپنی ذات پر نصرت نہ رکھنے کی گم گشتگی سے روح کو اطمینان نہیں ہوتا کوئی عقلمند آدمی کسی کو جنون کی رہنمائیوں کی صلاح نہیں دے سکتا ، بلکہ اس کی تلاش ضروری ہے جس سے عقل بڑھتی ہے " ۔ ناصر خسرو نے کہا " تو میں کیا کروں " اس صورت نے جواب دیا " جو یندہ یابندہ " اور اپنی ہئیت سے مکہ کی طرف اشارہ کیا۔

اس خواب نے ناصر خسرو کی زندگی بدل دی ، اس کی نفسیاتی حالت میں کتنی ہی استعداد کیوں نہ آگئی ہو ۔ اس کے دماغ کے پیش نظر کوئی ایسا سوال نہ تھا جس کے ماتحت اس قدر سرعت کے ساتھ اس کی زندگی انقلاب پذیر ہو جاتی ، صبح کے وقت اس نے ارادہ راسخ کیا کہ تمام وہ چیزیں ترک کر دے جو چالیس سال تک اس کی زندگی سے متعلق رہیں ۔ اس نے سکریٹری کے عہدہ سے استعفا دیدیا ، اپنی دولت

لٹا دی۔ صرف اسی قدر رکھ لی جتنی سفر کے لئے ضروری تھی، اور ۶ ر مارچ ۱۶۴۷ء کو مرو سے بہ ارادہ حج بیت اللہ روانہ ہوا۔ اس کے بعد اس نے ایک مذہبی سیاح کی طرح زندگی گذار دی اور ۱۰۵۸ھ میں ایک تارک الدنیا درویش کی طرح بدخشان کے پہاڑ پر مر گیا۔

امام ابوالحسن الاشعریؒ

اسی قسم کا ایک مذہبی انقلاب علامہ ابوالحسن الاشعری کی زندگی میں بھی واقع ہوا، امام اشعری مسلمانوں میں اشعریہ فرقہ کے بانی گزرے ہیں۔ ان کی متکلمانہ فکر و احساس اور ان کے فقیہانہ اجتہاد و نظریات آٹھ سو برس سے اسلامی مذہب میں متداول ہیں۔

انہوں نے معتزلی فکر و عقیدہ میں نشو و نما پائی تھی، معتزلہ وہ ہیں جو عقلی اصول کی بنا پر انکار کرتے ہیں کہ قرآن مجید غیر مخلوق ہے یہ کہ ایمان والے لوگوں کو بہشت کے اندر خدا کی دیدار ہوگی اور یہ کہ مخلوقات کے تمام اعمال کا خالق خدا ہے، عموماً ان لوگوں نے الہیات میں بحث و تمحیص کی، اور اہل سنت و الجماعۃ کی طرح انہوں نے آبا و اجداد کے ایمان کا تتبع کرنا نہ چاہا۔ جو قرآن مجید کے نظریات اور آنحضرت صلعم کے ذاتی کلمات مواعظ پر مبنی تھا۔

امام اشعری نے معتزلہ کی طرح نشو و نما اور تربیت پائی اور چالیس برس کی عمر تک اپنے آبائی مسلک کے مطابق بحث و جدل بھی کرتے رہے میکڈانلڈ کہتا ہے کہ امام اشعری چونکہ سامی الاصل (Semetic) تھے، اس لئے ان کی حیات

شاعرہ ایک سیدھے، نصیحت آمیز عقیدہ کی نو اماں تھی، اس لئے وہ اپنے ارباب فکر و عقیدہ کی خشک منطقیانہ سخن پردازیوں سے دل میں اکتا گئے تھے[۱] مطالعہ نتیجہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ سمجھ رہے تھے (گو ان کا یہ ادراک ان کی سطح شعور سے فروتر تھا) کہ ایک خالص عقلی علم کلام بیکار ہے اور یہ کہ انسانی خیال میں اسرار کائنات کی ترجمانی نہیں ہو سکتی، گو ان کے نفس باطن میں یہ خواہش پیدا ہو رہی تھی کہ "اس طرح خدا کہتا ہے" کی بلا واسطہ صدائے سندسن لیں جو فراغ خاطر کا سبب ہو وہ روحانی انقلاب پذیری کے رزمگاہ میں تھے، کہ ماہ رمضان میں ایک دن جب کہ وہ عبادت

---

[۱] مغربی علما کی ستم ظریفیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ خواہ مخواہ اقوام سامیہ پر منہ آتے ہیں درآنحالیکہ یونانی اور ٹیوٹانک قوموں کی خرافیات ان کی بصیرت و دانش کا بہت کچھ راز نمایاں کرتی ہے۔ میکڈانلڈ امام اشعری پر "سامیت" کے خیال میں عقلی مید ان سے گریز کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔ رنیاں نے بھی عرب اور یہود کی مثالیں پیش کر کے ساری ملل سامیہ پر ضعف و فشل کی تہمت لگائی ہے۔ مصری عالم اسرائیل ولفنسون نے اس کا دندان شکن جواب دیا ہے اور بتایا ہے کہ ملوک بابل و آشور نے آریہ اقوام کو بہت کچھ زیر و زبر کیا ہے۔ چنانچہ ھنی بال اور اس کے باپ ہملکار نے رومیوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ اسلام کے بعد عربوں نے اپنی فتوحات سے دنیا کو لرزا دیا۔

(ملاحظہ ہو تاریخ اللغات السامیہ مطبوعہ مصر ص ۱۳)

وریاضت میں منہمک تھے، خواب کے اندر ایک سروش غیبی آیا۔ میکڈانلڈ کہتا ہے یہ قصہ مختلف طریقوں سے بیان کیا جاتا ہے لیکن میں یہاں اسپیٹا کی کتاب "سیرت ابوالحسن الاشعری" سے یہ روایت نقل کرتا ہوں، جو نفسیاتی اعتبار سے زیادہ قابل توجہ ہے یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ایک معتزلی کی حیثیت سے ان کے نزدیک خواب کی کوئی اہمیت نہ تھی پھر بھی یہ تعجب انگیز امر ہے کہ ان کی فکر و احساس نے خواب کی صورت اختیار کر لی۔

آپ فرماتے ہیں "ایک دن جب کہ میں رمضان کے پہلے عشرہ میں سویا تھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا "اے علی! "تم میری حدیث کی تائید کرو کیونکہ وہ صحیح ہیں"، پھر جب میں بیدار ہوا مجھے نہایت مصیبت معلوم ہوئی اور میں برابر خیالات اور اندیشہ میں پڑا رہا چونکہ ان مسائل (حدیث) کے متضاد پہلوؤں کے متعلق براہین ساطعہ میرے پیش نظر تھے، آخر کار میں نے دوسرے عشرہ میں بھی ایک رات آں حضرت کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا "تم نے اس کے متعلق کیا کیا۔ جس کے بارہ میں میں نے تمہیں حکم دیا تھا میں نے کہا، یا رسول اللہ! میں کیا کروں، میں نے آپ کی حدیث سے ایسے ایسے مسایل استنباط کئے جن کے متعلق متکلمانہ استدلالات نے فتوے جواز دیا اور میں نے اس صحیح سند کی پیروی کی جو خالق پر مجموعی حیثیت سے منطبق ہو سکتی ہے"، تب آپ نے فرمایا "میری حدیث کی تائید کرو، چونکہ وہ صحیح ہے"! میں حزن وملال کی گرانی کے ساتھ بیدار ہوا اور ارادہ کر لیا کہ متکلمانہ استدلالات ترک کر دوں گا میں نے احادیث نبی صلعم کا مطالعہ اور

قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی۔ اس کے بعد رمضان المبارک کی ستائیسویں تاریخ آئی۔ جس رات میں میرا دستور تھا کہ میں بصرہ میں علماء، صلحا اور حفاظ کے ساتھ شبینہ پڑھا کرتا تھا۔ میں حسب دستور اس جماعت کے ساتھ تھا لیکن مجھ پہ نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ میں قیام نہ کر سکا، اور جب میں گھر آیا سو رہا، اور مجھے اس رات کے قیام اور تلاوت کے ترک ہو جانے کا سخت صدمہ تھا۔ تب میں نے آں حضرتؐ کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا "تم نے اس کے متعلق کیا کیا جس کے بارہ میں میں نے انہیں حکم دیا تھا" میں نے کہا "میں نے متکلمانہ استدلالات ترک کر دیئے اور تلاوت قرآن مجید اور آپ کے اقوال و سنن کی روایات پڑھنی شروع کی"۔ لیکن آپ نے فرمایا "کیا میں نے حکم دیا تھا کہ متکلمانہ مباحث ترک کر دو، میں نے تمہیں صرف یہ حکم دیا تھا کہ تم میرے احادیث کی تائید کرو۔ چونکہ وہ صحیح ہیں"۔ تب میں نے کہا "یا رسول اللہ میں کیوں کر ان مسائل کی تائید کروں۔ جن کے عناصر میں نے بوضاحت سمجھے ہیں اور جن کا ثبوت اس تیس برس تک میں نے خواب سے زیادہ نہیں تصور کیا" آپ نے فرمایا "اگر میں یہ نہ جانتا کہ خدا تعالیٰ تم پر خاص نظر رحمت موقوف کریگا تو میں جب تک ان پیچیدہ مقامات کی توضیح نہ کر دیتا تمہارے نزدیک سے نہیں ہٹتا، اور تم میرا یہ آنا محض خواب (وخیال) تصور کرتے ہو تو مجھ پر حضرت جبرئیل کا آنا بھی خواب (وخیال) ہی تھا۔ اس کے بعد تم مجھی اس طریقہ سے نہ دیکھو گے، اس لئے تم اس امر میں مشغول ہو جاؤ اور خدا کی طرف سے تمہاری خاص مدد ہوگی" تب میں خواب سے بیدار ہوا اور کہا کہ صداقت کے لئے جستجو شرط ہے اس کے بعد میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احادیث کی تائید و توکھیل کرنی شروع کر دی جو

خواب، مداخلت نبوی، اور رویت الہی کے متعلق ہیں اس کے بعد قسم قسم خدا کی میرے دماغ میں ایسی ایسی باتیں آنا شروع ہوئیں جن کا تذکرہ نہ کبھی میرے مخالفین نے کیا تھا اور نہ جن کے مباحث میں نے کسی کتاب میں دیکھے۔ اس لیے میں نے یہ سمجھا کہ یہ وہی تائید الہی ہے جس کے متعلق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی "

اس خواب کو نقل کر کے میکڈانلڈ لکھتا ہے کہ امام اشعری نے سچ مچ یہ خواب دیکھا اس کے متعلق شبہ نہیں۔ کیونکہ اس کے بعد ان کی زندگی میں انقلاب رونما ہوا اور وہ معتزلی عقائد ترک کر کے اہل سنت والجماعۃ میں داخل ہو گئے۔ امام اشعری آئے تو علم کلام بھی ساتھ لائے۔ جس کا وجود صرف معتزلہ کی جماعت میں تھا، امام اشعری کے قبل اہل سنت والجماعۃ میں متکلمانہ ذوق مفقود تھا، یہ اسلام کی مذہبی تاریخ کا ایک انقلابی دور تھا، اس وقت سے اہل سنت والجماعۃ نے اپنے عقائد کی تائید میں صرف احادیث ہی سے مدد نہیں لی، بلکہ اس میں قیاس و رائے بھی شامل کر لیا یہ واقعہ تیسری صدی ہجری میں حادث ہوا[1]۔

---

[1] ملاحظہ ہو میکڈانلڈ کی کتاب "RELIGIOUS ATTITUDE AND LIFE IN ISLAM" (باب "سامی قوم اور غیر مرئیات")

مرزا سرخوش کو بشارت

مرزا افضل سرخوش عہد عالمگیری کے مشہور ادیب و شاعر تھے۔ مرزا بیدل میر معز فطرت شاہ ناصر علی وغیرہ کی گرم صحبتیں دیکھے ہوئے تھے، انھوں نے ایک مختصر سا تذکرہ شعرا مرتب کیا تھا گویا یہ تذکرہ ایک بیاض کی حیثیت رکھتا ہے جس میں عہد جہانگیری سے دورِ عالمگیری تک شعرا کا انتخاب کلام درج ہے بعض شعرا کے مجمل سوانح زندگی بھی مرقوم ہیں۔ مرزا صاحب نے مرزا خلیل کے سلسلے میں اپنا ایک خواب لکھا ہے فرماتے ہیں :—

شبے نقیر در خواب می بیند کہ مردے بزرگ عصا در دست گرفتہ استادہ است مرزا خلیل مذکور فقیر را ملازمت می کناند و می گوید کہ حضرت سلامت مرزا سرخوش شاعر من از مرزا می پرسم کہ این کدام بزرگ است می گوید کہ مرتضیٰ علی است من دو دیدہ و سر در قدم مبارکش می گذارم دست بر پشت من زد سر مرا بر داشتہ فرمود کہ سرخوش ہمچو تو شاعر در عہد تو کسے نخواہد بود فقیر مدتے در تردد بود کہ قول شاہ ولایت چنین است حالانکہ ہمچون من در عہد من اکثر اعزہ ہستند مرزا محمد کہ از اہل اللہ بود۔ گفت تو ہم شاعری و ہم عارف صاحب وصفت کمالے قرینہا باید [1]

مرزا بیدل نے بھی کہا کہ شاعری عبارت ہے نئے معنی پیدا کرنے سے تمہارے مثل صاحب تلاش

---

[1] کلمات الشعرا (اس پر میرا ایک بسیط تبصرہ ” ندیم “ (گیا) ” بہار نمبر “ میں شائع ہو چکا ہے

معنی یا سبب اس عہد میں نہیں ہے ۔ آج سے تقریباً سترہ اٹھارہ سال پہلے میں نے بھی اسیطرح کا ایک خواب دیکھا تھا یہ وہ زمانہ تھا جب کہ میرے والد مرحوم کا انتقال ہو گیا تھا اور میری تعلیم کا کوئی بندوبست نہ تھا ۔ ایک خواب کے سلسلہ میں دیکھتا ہوں کہ بازار کے موڑ پر ایک زیر تعمیر عمارت میں آٹھ دس بزرگ صف بستہ بیٹھے ہوئے ہیں یہ لوگ قوی الجثہ نورانی صورت بڑی بڑی عبائیں پہنے تھے ۔ میں نے بے اختیارانہ ایک بزرگ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا شروع کیا یہ بزرگ شروع صف میں بیٹھے تھے انہوں نے شفقت کیساتھ میرا سر جھکایا اور پیٹھ پر ہاتھ مار کر کہا کہ " خوب پڑھے گا "

مسطورہ بالا خوابوں کی بنا پر ہم کو آر۔ پی فیشر کا یہ نظریہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ فاطلی احساسات اور تاثرات اور ولولے عالم خواب میں ظاہر ہوتے ہیں جو شخص جس خیال اور جس ماحول میں ہے اسی کے موافق وہ خواب بھی دیکھتا ہے ۔ خواجہ بختیار کاکی کے مرید شیخ احمد بلند مرتبہ صوفی تھے ۔ آپ نے ذکر و شغل کا خواب دیکھا یوسف عادل شاہ کو بعض مورخین آل عثمان اور امیر زادہ سادہ بتاتے ہیں بعض نے اس کو جرکسی غلام لکھا ہے اگر اول الذکر روایت کو صحیح مانا جائے تو بقول فیشر ایک شاہی خاندان کا فرد اپنے زوال کے بعد اس قسم کا خواب دیکھ سکتا ہے اور اگر واقعۃً وہ جرکسی غلام کی حیثیت سے بھی دربار میں بکا تھا تو کم از کم اس سے اس کے باطنی رجحان ۔ کا پتہ چلتا ہے اور یہ خواب ڈاکٹر ابرکرامبی کے کلیہ رابعہ سے مل جاتا ہے جس میں اس نے بتایا ہے کہ کوئی مکنونی شوق یا دماغی جذبہ خواب میں ظاہر ہوتا ہے اور وہ کسی فطری واقعہ کی بدولت

عملی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک انگریز کا خواب لکھا ہے جو جبل الطہ کے
خارجی و داخلی شوق دید سے متعلق تھا بالآخر اسی خواب نے واقعہ کی صورت اختیار کر لی اور
وہ انگریز حقیقۃً جبل الطہ کے داخلی حصہ کا مشاہدہ کرنے کے لئے دہانہ کے اندر چلا گیا جو تاریخ
کا ایک عجیب و غریب واقعہ ہے۔ اسیطرح البیرونی منجم و ریاضی دان تھا، اس نے ایک
ایسا خواب دیکھا جو نجوم و حساب سے تعلق رکھتا تھا۔ قاضی ابن خلکان شافعیہ کے زبردست
فقیہ بھی تھے اور زبان عربی کے بلند پایہ ادیب بھی، وفیات الاعیان سے ان کی ادبیت
و تاریخ دانی کا حال واضح ہوتا ہے انہوں نے اپنے خواب میں ایک معرکۃ الآرا ادبی تنقید دیکھی
انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کا مقالہ نگار اسکو ALTAR EGO بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ
خواب کے اندر بعض اوقات بیداری کی بہ نسبت ہماری قوت مدرکہ بہت بلند سطح پر پہنچ
جاتی ہے ۔

عزیزوں اور بزرگوں کی موت!

مشکل سے کوئی ایسا شخص ملیگا جس نے خواب میں اپنے کسی عزیز یا بزرگ کی موت کا المناک نظارہ نہ کیا ہو۔ اور اس پر آنسو کے قطرے نہ بہائے ہوں، کیا یہ بھی ہماری آرزو کی تکمیل ہے"؟ ڈاکٹر فرائیڈ کہتا ہے کہ "ہاں" مگر یہ ضروری نہیں کہ ہماری یہ آرزو "اب" بھی ہمارے دل میں باقی رہی ہو۔ ممکن ہے کہ زندگی میں کبھی ہم نے ایسی آرزو کی ہو اور وہ اب پوری ہو رہی ہو۔ لاک کا خیال ہے کہ جو بات ایک مرتبہ ذہن میں آجاتی ہے وہ ذہن سے ہمیشہ کے لئے دور نہیں ہو سکتی، ممکن ہے، فکر و آلام کے سبب یہ بات ذہن میں دب کر رہ جائے۔ لیکن رہے گی ضرور اور محفوظ طریقہ سے رہے گی۔ اس کے نقوش ہماری نفسی زندگی کی مساعدت سے خواب میں ابھریں گے۔ اور اس طریقہ سے یہ دیرینہ آرزو پوری ہو کر رہے گی۔ خواہ تکمیل کے وقت زمانہ نے اس آرزو کو میرے لئے ایک فاجعہ جان گسل ہی کیوں نہ بنا دیا ہو، یہی وجہ ہے کہ ہم خواب میں اپنی عزیز ترین ہستیوں کی موت کا نظارہ کرتے ہیں۔ ڈاکٹر فرائیڈ لکھتا ہے "اچھا ہم بچوں کو دیکھیں، انہیں بھائیوں اور بہنوں کے باہمی تعلقات کیسے ہوتے ہیں کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس کو قبل سے خوش گوار سمجھ لیں، جب کہ بڑے ہو کر بھائیوں اور بہنوں کی عداوت ہماری روزانہ زندگی کا مشاہدہ ہے، بات یہ ہے کہ اس عداوت کی بیج بچپن ہی میں بوئی جاتی ہے،

اور ہمیشہ اس کا وجود رہتا ہے، بہت سے ایسے آدمی ہوں گے جو اس وقت سیانے ہو کر اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ محبت والفت کے ساتھ بسر کرتے ہوں، وہ عہد طفولیت میں باہم مسلسل عناد و نزاع رکھتے ہوں گے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک بڑا بچہ اپنے چھوٹے بھائی یا بہن کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے ان کو مار پیٹ کرتا ہے، اور ان کے کھلونے چھین لیتا ہے، چھوٹے بچے کے اندر بے بسی کا غضب بھڑکتا رہتا ہے، وہ دشمنی کرنے لگتا ہے۔ اس سے ڈرتا ہے اور پہلی مرتبہ اس کے اندر اپنے ظالم بھائی کی بے انصافی اور بے راہروی کا احساس ہوتا ہے والدین کہتے ہیں کہ بچوں کی آپس میں نبھتی نہیں ہے، اور وہ اس کا سبب نہیں پاتے۔

یہ دیکھنا مشکل نہیں کہ ایک عمدہ تربیت یافتہ بچہ کی عادت بھی ویسی ہی نہیں رہتی جیسا کہ ہم سیانوں میں، دیکھنا چاہتے ہیں بچوں کے اندر انانیت کا احساس زبردست ہوتا ہے۔ وہ اپنی ضرورتوں کا گہرا احساس رکھتے ہیں اور شرم وحیا کو بالائے طاق رکھکر ان کو پوری کر لیتے ہیں بالخصوص اپنے حریفوں یعنی دوسرے اطفال اور پہلی مرتبہ اپنے بھائیوں اور بہنوں کے مقابلہ میں ایسا کرنے پہ ہم لوگ بچہ کو بدکردار نہیں کہتے، بلکہ شریر کہتے ہیں، وہ اپنے حرکات کے لئے ہمارے انصاف یا قانون تعزیر کی نظر میں مکلف نہیں ہے، اور حق بھی یہی ہے۔

بہت سے بھائی بہن جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ ایک دوسرے کی موت پہ جان بر نہیں ہو سکے۔ اسی ابتدائی عہد سے ایک دوسرے کے خلاف بری آرزوئیں رکھتے ہیں یہ آرزوئیں غیر شعوری ہوتی ہیں۔ اور خواب میں ان کا صحیح اوراک

ہو سکتا ہے۔ تین برس تک کے چھوٹے بچوں کا رویہ اپنے بھائیوں اور بہنوں کے مقابلے میں خصوصیت کے ساتھ دلچسپ ہے۔

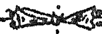
فرایوڈ بہت اہمیت کے ساتھ یہ رائے پیش کرتا ہے کہ ایک بچہ اچھی طرح سے سمجھتا ہے کہ ایک نئے بچے کا پیدا ہونا اس کے مقاصد کے کس قدر خلاف ہے یہی وجہ ہے کہ بچے چاہتے ہیں کہ وہ والدین کے تنہا مرکز توجہ رہیں اور اپنا شریک نہیں چاہتے، کیونکہ والدین نئے بچے کے ساتھ زیادہ دلچسپی لینے لگتے ہیں۔ جب ایک بچہ نومولود کی ولادت کے باعث والدین کی توجہ اور محبت کا تنہا مرکز نہیں رہتا۔ تو اس کے دل میں نومولود کے خلاف شورش پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ یہ سنگ راہ جلد دور ہو۔ اور وہ پھر والدین کا اسیطرح عزیز اور لاڈلا بنجائے، انسان کے عہد طفولیت کی یہی آرزو کسی وقت پوری ہوتی ہے اور وہ عزیزوں کی موت کا خواب دیکھتا ہے۔

فرایوڈ جب اپنا یہ نظریہ بیان کر رہا تھا تو ایک خاتون نے کہا کہ میں نے آج تک ایسا کوئی خواب نہیں دیکھا، اس کو سخت تعجب آیا آخرکار خاتون نے ایک خواب بیان کیا جس کو بہ ظاہر اس نظریہ سے کوئی سروکار نہ تھا لیکن فرایوڈ نے اس کی تشریح کی تو اس کے خیال کی توثیق ہوگئی اس نے کہا کہ جب وہ چار سال کی تھی اور گھر میں سب سے چھوٹی بچی تھی تو اس نے ایک خواب دیکھا اور اس کے بعد پیاپے یہی خواب دیکھا، "بہت سے بچے جن میں کل اس کے حقیقی بھائی اور بہنیں اور چچا زاد بھائی اور بہنیں تھیں ایک چمن میں کھیل کود رہی ہیں۔ یکایک سب کو پر لگ گئے اور وہ اڑ کر روانہ ہوئے"، خاتون نے خواب کا مطلب نہیں سمجھا، لیکن فرایوڈ کہتا ہے ہم لوگوں

کے لئے یہ سمجھنا وقت طلب بات نہیں، یہ خواب اصل روپ میں بھائیوں اور بہنوں کی موت کا نظارہ ہے۔ خاتون کے بڑے بھائیوں میں سے ایک مرجاتا ہے وہ بچی ایک عقلمند سیانے آدمی سے دریافت کرتی ہے کہ "بچے جب مرجاتے ہیں تو ان کا کیا حشر ہوتا ہے" عاقل آدمی جواب دیتا ہے بچہ کو پر لگ جاتے ہیں اور وہ فرشتہ ہو جاتا ہے" خاتون کا مقصد پورا ہوگیا وہ اپنے سارے بھائیوں اور بہنوں کو فرشتہ بنا کر تنہا مرکز توجہ بننا چاہتی ہے۔

اسیطرح انسان عہد طفولیت میں اپنے ماں باپ کی جدائی چاہتا ہے۔ مثال کے لئے یوں سمجھئے کہ ایک شخص سفر میں جاتا ہے اور چھوٹا بچہ اپنی ماں کی آغوش میں خواب شیریں کے مزے لیا کرتا ہے اور ماں بھی ہنسکر اس سے دل بہلایا کرتی ہے۔ باپ سفر سے واپس آجاتا ہے اور عورت اپنے شوہر کی خدمات انجام دینے کے لئے بچہ کو انّا کے حوالہ کرتی ہے بچہ انّا سے اس قدر مانوس نہیں ہے قدرتی طور پر ایک بچہ کی یہ خواہش ہوگی کہ باپ سفر ہی میں رہا کرے، تاکہ وہ اپنی ماں کی آغوش میں پڑا رہے اسیطرح کے اور واقعات ہماری خانگی زندگی میں ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں جن کے باعث بچوں کے دل میں ماں باپ سے جدا ہوجانے یا ان کے کہیں چلے جانے کی خواہش پیدا ہوجاتی ہے۔ چونکہ موت اس جدائی کو دائمی بنادیتی ہے اس لئے انسان ماں باپ کو خواب میں مردہ دیکھتا ہے۔

عریانیٔ تن



اسس مسئلہ پر یونان کے قدیم مشہور شاعر ہومر نے بھی اپنی رزمیہ مثنوی میں روشنی ڈالی ہے۔ "اڈلیسیس کھڑا ہوا ہے، نوسیکہ اور اس کی سہیلیاں اس کے سامنے ہیں۔ وہ خود عریاں ہے، اور کیچڑ سے لدا ہوا ہے" جی کیلر اس کے متعلق کہتا ہے جب تم اپنے مکان اور ہر اس چیز سے جو تم کو عزیز ہو جدا ہو جاؤ اور ایک اجنبی ملک میں مارے مارے پھرو، جب تم نے بہت سی چیزیں دیکھیں بہت سے تجربات حاصل کئے جب تم قسم قسم کی پریشانیوں اور غم میں گھرے ہوگے۔ اور مصیبت زدہ اور مایوس ہوگے تو قطعی طور پر کسی رات کو خواب میں دیکھوگے کہ تم اپنے وطن میں ہو اپنا مکان تم کو بہت درخشاں اور خوشنما رنگوں میں رنگا ہوا معلوم ہوگا، خوبرو، نازک اندام اور پیاری صورتیں تمہاری ملاقات کو آئیں گی۔ اور یکایک تم کو معلوم ہوگا کہ تمہارے بدن پر چیتھڑے ہیں یا تم عریاں اور گرد و غبار میں آلودہ ہو، ایک مجہول احساس شرم و خوف تم پر طاری ہوگا تم اپنے تن کو ڈھانکنے اور خود کو چھپانے کی خواہش کروگے اور اس کے بعد تمہاری نیند کھل جائیگی اور تم پسینہ میں شرابور ہوگے،

جب تک دنیا میں انسان آباد ہیں فکر و آلام سے دبے ہوئے، اور قسمت کے ستائے ہوئے آدمی ایسا ہی خواب دیکھیں گے، عطا بہاری نے غالباً اسی نظریہ کے ماتحت کہا ہے۔ اور کس قدر پر اثر انداز میں کہا ہے:-

جب مجنون نے تجویز دی و تجویز یشی میں اپنے وطن کو چھوڑ دیا

تھا از بہان عریانی میں پہنائی تن کو چھوڑ دیا ۔

وطن سے دور، جب خواب میں انسان "پہنائی تن" کا پابند نہیں تو پھر بیداری میں جس پر بے خویشی مسلط ہو اس کو عریانی کی کیا پروا ؟ ہومر نے اڈیپس کا جو منظر کھینچا ہے وہ انسان کی ابدی خصوصیت کی انتہائی گہرائیوں کے مطالعہ کا نتیجہ ہے ۔ ہمارا ہماری شاعر عطا بھی سرشت انسانی کی اس خصوصیت سے نا واقف نہ تھا ۔

فراموشی خواب

یہ جملہ کہ خواب صبح کے وقت غائب ہو جاتا ہے، ضرب المثل بن گیا ہے، لیکن یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اس کو یاد رکھا جا سکتا ہے، کیونکہ بیدار ہو جانے کے بعد دہرا لینے سے ہم خواب کو جان لیتے ہیں، فرویڈ کا یہ نظریہ مشہور فرانسیسی فلسفی ہنری برگسان کی اس رائے سے مل جاتا ہے کہ خواب دیکھنے والا بستر پر آنکھ بند کئے ہوئے اخواب کو دہرائے تو وہ خواب حافظہ سے غائب نہ ہوگا۔ برگسان کی یہ رائے امریکن نفسی پروفیسر لیڈ (LADD) کے عقیدہ سے مستفاد ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ خواب کو ہم نامکمل طریقہ سے یاد رکھ سکتے ہیں اور یہ کہ رات کے وقت خواب طویل تھا، ہم دیکھتے ہیں کہ خواب جو صبح کے وقت بھی اچھی طرح یاد تھا، دن

ہوتے ہی فراموش ہونے لگتا ہے یہاں تک کہ محض چند عناصر پریشان یاد رہ جاتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم لوگ خواب دیکھتے ہیں لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیا دیکھا اس کے برخلاف بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ خواب حافظہ میں ایک غیر معمولی جا کر یہی دکھاتا ہے۔

فرائڈ کہتا ہے میں نے اپنے بعض مریضوں کے ایسے خواب کی تشریح کی ہے جو انہوں نے پچیس ۲۵ سال یا اس سے بھی قبل دیکھا تھا۔ اسی طرح میں نے ایک خواب دیکھا تھا جس کو آج تیس سال کا عرصہ گزرا لیکن وہ ہنوز روز اول کی طرح میرے دماغ میں تازہ ہے، مگر یہ مستثنیات میں سے ہیں۔ اور موجودہ صورت میں ناقابل فہم ہیں۔

اسٹرومپل نے خواب کی فراموشی کے مسئلہ پر بڑی وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، بظاہر یہ فراموشی ایک پیچیدہ مظہر ہے۔ چونکہ اسٹرومپل کسی یگانہ علت کے تحت اسکی تشریح نہیں کرتا ہے بلکہ بہت سے علل پیش کرتا ہے۔

جب ہم بیدار ہو جاتے ہیں تو احساسات اور مدرکات کی ایک بڑی تعداد بھول جاتے ہیں۔ چونکہ یہ بہت کمزور رہتے ہیں ان میں حس جذبی کا قلیل سا شائبہ رہتا ہے بہتیرے نقوش خواب کا بھی یہی حال ہے ہم ان کو اس لئے فراموش کر جاتے ہیں چونکہ وہ بہت کمزور ہوتے ہیں۔ اور اس سلسلہ کے قوی عناصر یاد رہ جاتے ہیں لیکن شدت کا مسئلہ خواب کی حفاظت کے لئے کلیہ نہیں ہو سکتا۔ اسٹرومپل اور دوسرے مصنفین جیسے کیلکنس نے بتایا ہے کہ اکثر ایسے نقوش خواب جو بہت صاف رہتے ہیں وہ بھی فراموش ہو جاتے ہیں اس کے برعکس بہتیرے ایسے خواب جو عکسی اور دھندلے ہوتے

ں۔ حافظہ میں برقرار رہتے ہیں اس کے علاوہ بیداری میں انسان ایسی بات جو
ہی بار واقع ہوئی ہو بھول جاتا ہے اور بار بار واقع ہونے والے امور کو یاد کر لیتا ہے،
لیکن بہتیرے نقوش خواب ایک ہی بار کے تجربوں کا نتیجہ ہوتے ہیں اور یہی خصوصیت
، کہ ہم سارے خواب فراموش کر جاتے ہیں ایک تیسری اہم بات بھی ہے جس کے باعث
اب بھلا جاتا ہے۔ اس لئے کہ احساسات مضمرات، خیالات اور اسی قسم کی چیزیں
فظہ میں ایک خاص حیثیت سے جاگزیں ہو جائیں یہ ضروری ہے کہ وہ منتشر اور پریشان
ہوں۔ بلکہ ان کو ایک مناسب قسم کے ربط اور سلسلہ کے ساتھ وابستہ رکھنا ہوگا۔
ر ایک چھوٹے سے شعر کے الفاظ کو گڈمڈ کر دیا جائے تو ان کو یاد کرنا مشکل ہوگا جب
چھی طرح سے ایک مناسب سلسلہ میں مربوط ہو جائیں گے تو ایک لفظ دوسرے لفظ کی مدد کریگا
رکل مجموعہ پوری طرح سے حافظہ میں ضبط ہو جاتا ہے۔

متضاد چیزیں حافظہ میں اسی وقت اور ندرت کے ساتھ محفوظ رہ سکتی ہیں جس طرح
یشان اور غیر منتظم چیزیں۔ اب خواب بہتیری صورتوں میں جو اس ادراک ترتیب کا
محتمند ہے خواب کے اجزائے ترکیبی اپنی خصوصیت کے اعتبار سے ناقابل یادداشت
ں کیونکہ عموماً تھوڑے وقفہ کے بعد وہ گڈمڈ ہو جاتے ہیں یقیناً یہ نتائج ریڈاسٹاک
ے اس مشاہدہ کے بالکل موافق نہیں۔ کہ ہم حافظہ میں ایسے ہی خواب محفوظ رکھ سکتے ہیں
و بہت انوکھے ہیں۔

اسٹرومپیل کے خیال کے مطابق نقوش خواب ہماری حیات نفسی کی خاک سے
ابھرتے ہیں۔ اور آسمان میں چادر سحاب کی طرح مکان نفسی میں رواں دواں ہو جاتے ہیں

لیکن جسطرح چادر سحاب ہوا کے جھونکے کی متحمل نہیں - اسیطرح بیداری کی ایک سانس سے یہ نفسی عالم ختم ہو جاتا ہے اس خیال کی تائید اس مشاہدہ سے بھی ہوتی ہے کہ بیداری کے وقت توجہ پر "عالم ہوش باطنی" (INRUSHING SENSORY WORLD) کا قبضہ ہو جاتا ہے اور صرف چند نقوش خواب اس وقت کا مقابلہ کر سکتے ہیں جس طرح صبح کے وقت آفتاب کی روشنی میں ستارونکی ضیا باریاں ماند پڑ جاتی ہیں اسیطرح یہ خواب بھی عالم بیداری کی حیات شاعرہ میں ناپید ہو جاتے ہیں -

آخری وجہ خواب کے یاد نہ رہنے کی یہ بھی ہے کہ لوگ اپنے خواب سے زیادہ دلچسپی نہیں لیتے - اگر کوئی شخص کسیوقت خواب سے خاص دلچسپی لینے لگے تو وہ غیر دلچسپی کے زمانہ سے زیادہ اس وقت خواب دیکھیگا یعنی وہ اپنے خوابوں کو زیادہ آسانی کے ساتھ یاد رکھیگا -

یوناٹسلی کا خیال ہے کہ ہمارا احساس عالم بیداری میں وہ نہیں رہتا جو عالم خواب میں ہوتا ہے اسی تغیر کے باعث بیداری اور نیند کی پیداوارون مین تناسب اور ربط نہیں رہتا - خواب مین سامان نمود ایک مختلف نظم کے ماتحت کارفرما ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارا شعور بیدار خواب کا ترجمہ نہیں کر سکتا - ریڈ اسٹاک اور ٹیلبی کا خیال ہے کہ رات کا خواب ہم دن میں فراموش کر جاتے ہیں لیکن دن کے کسی ایسے واقعہ کا ادراک کرنے کے بعد جو مجموعہ خواب سے کسی قسم کا ربط رکھتا ہو خواب یاد آجاتا ہے - یہی ڈاکٹر ابرکرامبی نے بھی بعض مثالون کے ذریعہ ثابت کیا ہے الغرض خواب کے

یاد رہنے اور بھول جانے کے متعلق جو دلیلیں اسٹرومپیل وغیرہ نے دی ہیں وہ ایک نکتہ سنج نقاد کے لیے قابل جرح ہیں ایک شخص سوال کرسکتا ہے کہ جب ہمارا حافظہ خواب کا اس قدر حصہ واگزاشت کر دیتا ہے۔ تو کیا اس کے ضبط کردہ واقعات افترا پردازیوں کا نتیجہ نہیں ہوسکتے ؟ اسٹرومپیل خواب کی صحیح ترجمانی کے اس مسئلہ پہ کہتا ہے کہ "آسانی کے ساتھ ہمارا شعور عاملہ خواب کے دہرانے میں بہتیری خارجی باتیں بلا ارادہ ملا دیتا ہے ایک شخص خیال کرسکتا ہے۔ کہ اس نے وہ چیز بھی خواب میں دیکھی ہے ، جو حقیقۃً خواب میں اس نے نہیں دیکھی "۔

جیسن کا فیصلہ ہے کہ غیر شعوری یا غیر ارادی طور پر ہم نقوش خواب کے غیر مربوط عناصر میں ربط پیدا کر دیتے ہیں۔ شاذ ونادر ایسا ہوتا ہے بلکہ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ ایک خواب اس قدر مربوط ہو سکے جتنا حافظہ میں رہتا ہے ، بہت بڑا صداقت پسند آدمی بھی مشکل سے کوئی ایسا خواب بیان کرسکتا ہے جس میں اس نے پیچیدگی یا رنگ آمیزی نہ کی ہو انسانی دماغ کا رحجان ہی یہ ہے کہ وہ ہر چیز کا ادراک ایک مسلسل اور مربوط صورت میں کرتا ہے اور یہ رحجان اس قدر وقیع ہے کہ اگر خواب غیر مربوط صورت میں یاد رہا ہے تو دماغ بلا سمجھے بوجھے ربط وتسلسل کی کمزوریاں دور کر دیتا ہے۔ اسی مسئلہ میں ایک جرمنی عالم " دی ایگرز " کا خیال بھی جیسن کا ترجمہ معلوم ہوتا ہے۔

فرائیڈ نے اس مسئلہ پر بڑی وضاحت سے بحث کرکے بتایا ہے کہ خواب کے بھول جانے کے متعلق تمام محققین کے آراء وافکار قابل تنقید ہیں اس نے ثابت کیا ہے کہ

خواب انسان بظاہر بھول جاتا ہے لیکن یاد آسکتا ہے اگر تشریح کرنے والا عقل سلیم سے کام لے چنانچہ خود اس نے بعض لوگوں کے کئی کئی دنوں کے فراموش شدہ خواب یاد دلائے۔ اس سلسلہ میں یہ بے محل نہیں اگر برگسان اور ابرکرامبی کے ان مباحث پر ایک تفصیلی روشنی ڈالی جائے۔ جو انہوں نے حافظہ اور اس کے وظائف وعواطف پر کئے ہیں۔ تکوین خواب کے مسئلہ میں حافظہ کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے بیداری کے عالم میں بھی غیر شعوری طور پر ایسے مناظر ہماری آنکھوں سے گزرتے ہیں جن پر ہم توجہ نہیں کرتے۔ لیکن یہ مناظر ہمارے حافظہ میں مرتسم ہو جاتے ہیں۔ عالم بیداری میں ان مناظر کی یاد بھی بظاہر ہمارے دماغ سے محو ہو جاتی ہے۔

لیکن خواب ان بھولی بسری باتوں، ان محو شدہ نقشوں، اور ان غیر شعوری ارتسامات کو پھر بروئے کار لاتا ہے۔ ہنری برگسان نے اس مسئلہ پر طویل فلسفیانہ بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ ہمارا مواد خواب بالکل ہیولی ہوتا ہے۔

لیکن یہ حافظہ کا کام ہے کہ اس ہیولی میں مناظر اور صورتوں کی تعیین وتخصیص کرے، مواد خواب میں بذات خود صورتوں کی تشکیل کرنے کی قوت نہیں رہتی، عالم خواب میں ہمارے ادراک حسی کے اندر بیداری کی بہ نسبت زیادہ وسعت ہو جاتی ہے برگسان لکھتا ہے:

"جب ہم طبعی طور پر سوئے رہتے ہیں تو یہ یقین کرنا لازمی نہیں کہ ہماری حسیات متاثرات خارجی سے بند ہو جاتی ہیں۔ بلکہ ہماری حسیات اپنا سلسلہ عمل جاری رکھتی ہیں یہ صحیح ہے کہ ان کے اس عمل میں صحت ودرستی کم ہوتی ہے لیکن اس کی تلافی وہ یوں کر دیتی ہیں کہ بہت سے ایسے فاعلی اثرات قبول کرتی ہیں جن کا ہم عالم بیداری میں ادراک نہیں کرتے

کیونکہ بیداری کے عالم میں ہماری دنیائے مدرکات مشترک ہوتی ہے یہی مدرکات خواب میں ظاہر ہوتے ہیں جب کہ ہم اپنی ہی ہستی کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ اس میں کسی غیر کی شرکت نہیں ہوتی۔ اسی لئے خواب کے اندر ہمارا ادراک حسی تمام نقطہ ہائے خیال کے ماتحت تنگ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے برعکس کم از کم بعض جہات میں اس کے اعمال کے اندر وسعت اور کشادگی پیدا ہو جاتی ہے ہاں یہ بات ضروری ہے کہ وسعت کے اعتبار سے اس میں اضافہ ہوتا ہے لیکن قوت اور تناؤ کے اعتبار سے اس میں کمی ہوتی ہے کیونکہ اس وقت یہ ادراک حسی خیالات کا صرف ایک ہیولا پیش کرتا ہے یہی خیالات خواب کے مواد ہیں لیکن یہ صرف مواد ہیں شکل وصورت اختیار کرنا ان کے بس میں نہیں خواب میں جس شئے کا خاص وظیفہ عمل ہوتا ہے وہ مختلف "داعہائے رنگین" ہیں مثلاً خواب میں ایک منظر بعید پر چند سیاہ خطوط نظر آئیں خواب دیکھنے والے کی نظروں میں یہی خطوط ایک کتاب کا ورق یا ایک جدید مکان کا خاکہ یا بہتیری کوئی دوسری شئے بن جا سکتے ہیں، ان اشیا کا انتخاب کون کرتا ہے؟ موادِ خواب تو محض ہیولیٰ کی حیثیت رکھتا ہے یہ تخصیص اور تعیین تو کر نہیں سکتا اب شکل کا تعین کرنا ہمارے حافظہ کا کام ہے"

"عمومی حیثیت سے خواب کسی شئے کی تخلیق نہیں کرتا بیشک ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ خواب کے ذریعہ فنی، ادبی اور علمی پیداوارین ہوئی ہیں یہاں پر مناسب ہے کہ اٹھارہویں صدی کے ایک مشہور بربط نواز "تارتینی" کی ایک "غنا" کی ایجاد کا واقعہ بیان کیا جائے، وہ ایک راگنی ایجاد کرنا چاہتا تھا لیکن اس کو کامیابی نہ ہوئی، وہ سو گیا نیند میں دیکھا کہ شیطان آیا اور اس نے اس کا بربط لیکر ماہرانہ حیثیت سے وہ مطلوبہ راگنی سنادی

جب وہ بیدار ہوا تو اس نے حافظہ کی مدد سے اس کو لکھ لیا یہ راگنی "غنائے شیطان" کے نام سے ہم تک پہونچی ہے لیکن یہ واقعہ اس قدر بعید زمانہ سے تعلق رکھتا ہے کہ ہم افسانہ اور تاریخ میں امتیاز نہیں کر سکتے۔ ہم لوگوں کو چاہیئے کہ کسی ایسے ذاتی مطالعہ سے کام لیں جس میں ثقاہت ہو اس سلسلہ میں ہمارا معاصر انگریز ناول نگار اسٹیونسن اپنے ایک دلچسپ مضمون "خواب کا ایک باب" کے اندر لکھتا ہے کہ کس طرح اس کے ابتدائی قصے خواب کی پیداوار ہیں یا کم از کم خواب کے اندر اس نے ان کا خاکہ درست کیا غور کے ساتھ یہ باب پڑھئے آپ دیکھیں گے کہ اسٹیونسن کی زندگی میں ایک زمانہ گذرا ہے کہ اس پر ایک ایسی نفسی کیفیت مسلط رہتی تھی کہ اس کو بیداری یا نیند کہنا مشکل ہے یہ ہم کو سچ معلوم ہوتا ہے جب دماغ کوئی شئے تخلیق کرتا ہے یعنی نظام دماغی کے تحت ایک خاص تنظیم اور ایک خاص سعی کی ضرورت ہوتی ہے جب ہم تصور کی مدد سے کوئی زندہ کارنامہ پیش کریں گے، جب ہم کوئی مسئلہ حل کرنا چاہیں تو یہ لازمی ہے کہ حقیقۃً ہم سوئے نہ ہوں، کم از کم اتنا تو ضرور ہے کہ ہمارے جسم کے جو حصے محنت کرتے ہوتے ہیں وہ اس وقت ہرگز سوئے نہیں رہتے، نیند میں جب کہ ہماری پوری شخصیت جذب ہو جاتی ہے یہ صرف ہماری یاد کا کام ہے کہ وہ ہمارے خوابوں کی تکوین کرتی ہے لیکن اکثر ہم ان سے واقف نہیں رہتے، ہماری یہ یاد بہت قدیم ہو سکتی ہے جس کو ہم عالم بیداری میں فراموش کر گئے ہوں۔ بہت ممکن ہے یہ یاد ان اشیاء سے متعلق ہو جو ہمارے حافظہ میں غیر شعوری یا سطحی طور پر مرتسم ہو گئے ہوں " اب آئندہ حافظہ کی ماہیت اور وظائف پر کسیقدر مفصل بحث کی جائے گی۔

قوتِ حافظہ کے خواص اور انکا مظاہرہ

حافظہ کے ذریعہ ہم لوگ واقعات وحوادث کا نقش محفوظ رکھتے ہیں۔ اعادہ (RE-COLLECTION) کے ذریعہ دماغ میں ان کو سعی ارادی کے تحت دوبارہ جمع کرتے ہیں۔ اسیطرح خیال (CONCEPTION) کی مدد سے ہم حقیقی مناظر، اشخاص اور معاملات کے نقش یا مدرکات کی بازطلبی کرتے ہیں۔ اس طور سے ایک مصور خیال کے ذریعہ ایک ایسے منظر کی تصویر تیار کرسکتا ہے جس کو اس نے ایک عرصہ قبل دیکھا تھا یا وہ اپنے ایک مرے ہوئے یا غائب دوست کی شبیہ تیار کرسکتا ہے۔ بعض لوگ ایسے گذرے ہیں جن کی قوت حافظہ تو بہت اہم تھی لیکن دوسرے ودیعات ذہنی کے اعتبار سے کوئی ممتاز حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ بہت سے ایسے لوگوں کے حالات معلوم ہیں جو ایک مرتبہ سنکر پوری پوری تقریر دوبارہ سنا دیتے تھے بعض تو ایسے گذرے ہیں جو ایسی چیزوں کو مسلسل بیان کردیتے تھے۔ جنمیں کوئی ربط وتسلسل نہیں تھا۔ مثلاً اعداد وشمار کی بڑی بڑی جدول، مہمل الفاظ کی اچھی خاصی تعداد، وغیرہ ایک ایسے آدمی کا حال محفوظ ہے۔ جو پورے اخبار کی تحریر کو حافظہ کی مدد سے دہرا دیتا تھا۔ ایک ایسا آدمی بھی گذرا ہے جو بلا کسی ربط وتسلسل کے چھ ہزار الفاظ کو سنکر اپنی یاد سے دوبارہ سنادیتا تھا۔ ڈاکٹر سینیکا (SENICA) کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے ایک شاعر کا ایک تازہ کلام سنا۔ شاعر پڑھ چکا تو اس نے دعوی کیا کہ یہ شعر اسکا ہے اور [illegible]

ثبوت میں شروع سے اخیر تک پورا کلام پڑھ دیا جو خود شاعر سے نہ ہو سکا اسیطرح کا ایک قصہ ایک انگریز کے متعلق بھی بیان کیا جاتا ہے۔ جس کو پروشیا کے بادشاہ نے ایک پردہ کے پیچھے چھپا دیا تھا۔ اس اثنا میں مشہور شاعر والٹیر آیا اور اس نے اپنی نظم پڑھی جو بہت طویل تھی۔ انگریز نے بھی اسیطرح وہ طویل نظم دہرا دی عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ جن لوگوں کا حافظہ ایسا ہوتا ہے ان کے دوسرے قوا نے ذہنی ضعیف ہوتے ہیں لیکن اس کی کوئی اصل نہیں گو یہ صحیح ہے۔ کہ محض الفاظ کی یاد تو ایسے ہی لوگوں کو ہوتی ہے جنکے فہم وادراک کی قوت ناقص ہوتی ہے لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ اعلیٰ ودیعتوں کے ایسے حامل انسان بھی گذرے ہیں جو اپنے حافظہ کے لئے بہت مشہور ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ تمسطوقلس (THAMISTOCLES) ایتھینیہ کے سارے شہریوں کا نام لے دیتا تھا جن کی تعداد بیس ہزار تک پہنچتی تھی اسیطرح سیرس (CYRUS) اپنے لشکر کے ہر سپاہی کا نام جانتا تھا ڈاکٹر لیبڈن اپنے حافظہ کے لئے بہت مشہور ہے ایک معزز آدمی نے جو ڈاکٹر موصوف کا گہرا دوست تھا مجھ سے بیان کیا کہ ڈاکٹر صاحب پارلیمنٹ کے ایک طویل دفعہ یا اسی قسم کے کسی دستاویز کو ایک بار سنکر صحیح صحیح دہرا دیتے تھے، ان کے ایک دوست نے ان کے اس حافظہ پر ہدیہ مبارکباد پیش کیا تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ حافظہ میرے لئے اکثر ذقت پیدا کر دیتا ہے چونکہ پورا حصہ پڑھ لینے کے بعد اگر کسی خاص جزو کو دہرانا چاہتے تھے تو ان کو شروع سے پڑھنا پڑتا تھا۔ تب وہ اس جزو کو دوبارہ پڑھ سکتے تھے۔ اس کے بعد ڈاکٹر ابر کرامبی نے حافظہ پر فلسفیانہ بحث کی ہے۔

اور بتایا ہے کہ کس طرح حافظہ پہ توجہ اور قانون ائتلاف کا گہرا اثر پڑتا ہے اس سلسلہ میں انہوں نے ائتلاف کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ (۱) طبعی یا فلسفیانہ ائتلاف (۲) مقامی یا عارضی ائتلاف (۳) خود رایانہ ائتلاف۔

(۱) طبعی یا فلسفیانہ ائتلاف کسے کہتے ہیں اس پر ڈاکٹر صاحب نے بڑی طویل بحث کی ہے مختصراً اس کی تعریف یوں ہوسکتی ہے کہ جب نظام دماغی کے ماتحت کسی واقعہ یا بیان پہ توجہ مرکوز ہوتی ہے تو وہ بعض ایسے واقعات کے ساتھ وابستہ کردی جاتی ہے جس کو ہم پہلے سے جانتے ہیں۔ یا ہم دماغ میں کسی ایسے موضوع سے اس کا الحاق کردیتے ہیں جس کو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ اس کی شناخت کرےگا (۲) مقامی یا عارضی ائتلاف کے متعلق ڈاکٹر صاحب نے بعض عجیب وغریب لیکن بےحد دلچسپ قصے درج کئے ہیں اس ائتلاف کا تعلق کسی مکان یا فرد کی ذات سے ہوا کرتا ہے۔ مثلاً کسی مقام میں ہم کو کوئی واقعہ پیش آیا۔ یا کسی ذات کے ساتھ کوئی اہم معاملہ ہوا تو اس مقام اور اس فرد کے دیکھنے سے وہ سارے واقعات یاد آجاتے ہیں۔ فلاڈلفیا کے ڈاکٹر "رش" نے ایک پرلطف قصہ لکھا ہے وہ لکھتے ہیں "میں جس زمانہ میں میری لینڈ کے ایک دیہاتی اسکول میں تحصیل علم کرتا تھا تعطیل کے زمانہ میں اکثر میں اپنے اسکول کے ساتھیوں کو لیکر ایک سوکھے ہوئے درخت کی بلندی پر چڑھکر عقاب کا آشیانہ دیکھنے جاتا تھا یہ وہ وقت تھا جب کہ مادہ عقاب اپنے

---

(1) NATURAL OR PHILOSOPHICAL ASSOCIATION. (2) LOCAL OR ARBITRARY OR INCIDENTAL ASSOCIATION. (3) FICTITIOUS ASSOCIATION

("قوائے عقلیہ" ڈاکٹر ابرکرامبی ص ۶۴)

انڈے پر بیٹھا کرتی تھی جس کسان کے کھیت میں یہ درخت تھا اس کی لڑکی سے ہماری ملاقات ہو گئی ۔ چالیس برس گذرے اسی شہر میں اس کی خانہ آبادی ہوئی جب کبھی ہم ملتے تو عہد طفولیت کی اس معصومانہ اور مسرت آگیں زندگی کا تذکرہ آجاتا جو گاؤں کی فضا میں بسر ہوئی تھی ۔ اس کے ساتھ آشیانہ عقاب کا بھی ذکر ہوا کرتا ۔ چند سال قبل وہ عورت ٹائفس بخار کے آخری درجہ میں تھی ۔ لوگوں نے مجھے بلایا جیسے ہی ہماری آنکھیں دوچار ہوئیں ۔ میں نے مسرت انگیز لہجہ میں صرف آشیانہ عقاب کہا اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور اس میں قوت گویائی نہ تھی لیکن اس کے بشرہ سے وفور بہجت و مسرت کے آثار نمایاں تھے ۔ یہی ہمارے اس آشیانہ عقاب کہنے سے اس کی اگلی خانگی زندگی اور مسرتوں کے نقوش نظر کے سامنے آگئے ۔ اس وقت سے اس کو افاقہ ہونے لگا ۔ وہ ابھی زندہ ہے اور جب کبھی مجھے دیکھتی ہے آشیانہ عقاب کی صدا لگا کر سلام کیا کرتی ہے خود ابر کرامبی نے اس سلسلہ میں ایک لڑکی کا نہایت ہی پر لطف قصہ لکھا ہے ۔ ایک خاتون کو ایک پرانا مرض لاحق تھا لوگ اس کو لنڈن سے گاؤں کے ایک مکان میں لے آئے یہاں اس کی ننھی بھانجی کو لوگ اس سے ملاقات کرانے کے لئے لائے تھے ۔ اور تھوڑی دیر کی ملاقات کے بعد اس کو شہر میں واپس بھیج دیتے تھے ۔ چند دنوں کے بعد خاتون نے وفات کی لڑکی سیانی ہوئی ۔ اور اس کو اپنی ماں کی یاد بھی باقی نہ رہی یہاں تک کہ وہ سن بلوغ کو پہونچ گئی اب وہ اتفاقاً گاؤں کے اسی کمرہ میں پہونچی جہاں اس کی ماں نے انتقال کیا تھا ۔ لیکن اس کو یہ کچھ خبر نہ تھی ۔ کہ یہ وہی کمرہ ہے جہاں اس کی ماں مر چکی ہے ۔ وہ کمرہ میں داخل

ہوئی تو حیرت زدہ ہوگئی۔ جب اس کے رفیق نے اس سے سوال کیا کہ اس کی تشویش اور گھبراہٹ کی کیا وجہ ہے تو اس نے کہا کہ مجھے اچھی طرح خیال آتا ہے کہ میں اس سے قبل اس کمرہ میں رہ چکی ہوں۔ اور یہاں اس گوشہ میں ایک خاتون تھی جو بہت بیمار معلوم ہوتی تھی وہ مجھے لپٹا کر رو دیا کرتی تھی۔ (۳) خودرایانہ نقلی ائتلاف وہی ہے جو عوام الناس سے روزانہ زندگی میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کام کے کرنے کے لئے رومال میں گرہ دینا یا کتاب کا صفحہ موڑ دینا اس سلسلہ میں ڈاکٹر صاحب نے ایک جرمن خطیب کا تذکرہ کیا ہے جس نے ۱۹۰۸ء یا ۱۹۱۰ء میں وضعدار لوگوں کی جماعت کثیر کے سامنے حافظہ پر لکچر دیا تھا۔ اس کی تقریر کا ایک اہم عنصر تاریخ سنہ کی یاد سے متعلق تھا اس نے بتایا تھا کہ عدد تاریخی کو حرف ابجد میں منتقل کر دینا چاہئے۔ مغرب نے انیسویں صدی میں یہ راز دریافت کیا لیکن ہماری مشرقی ادبیات خصوصاً فارسی اور اردو میں تو شعراء نے کئی سو برس قبل سے مصرعہ تاریخ کہنا شروع کر دیا تھا مشرقی شعرا کی یہ تاریخ گوئی اسی "خودرایانہ یا نقلی ائتلاف" کے ماتحت آتی ہے اس کے بعد ڈاکٹر ابرکرامبی نے

سلہ حافظہ کے متعلق یہ مقالہ جو ڈاکٹر ابرکرامبی کی "قوائے عقلیہ" حصہ سوم کی تلخیص ہے۔ پہلے ایک مبسوط مضمون کے ضمن میں جریدہ "جامعہ" میں اشاعت کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ اس مضمون کا ایک حصہ "اہل بہار کی خدمت حدیث" کے عنوان سے جریدہ مذکور کے اکتوبر نمبر ۱۹۳۴ء میں شائع ہوا۔

توجہ اور حافظہ کی ترقی پر بڑی عالمانہ بحث کی ہے اور حافظہ کو ترقی دینے کے اصول بتائے ہیں۔ اس موضوع پر بیان بحث کرنا مناسب نہیں۔ البتہ چند پر لطف قصے لکھے جاتے ہیں۔ جو ڈاکٹر صاحب نے حافظہ پر اثر مرض کے زیر عنوان تحریر کئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ اکثر مریضوں کو دیکھا گیا ہے کہ ان کی موجودہ اہلیت واستعداد مرض کی شدت کے باعث تقریباً زایل ہو جاتی ہے۔ اور اگلے نقوش ابھر آتے ہیں۔۔ اس سلسلہ میں اکثر ایسے لوگوں کے حالات محفوظ ہیں جو اپنے روز مرہ کی زبان تو ایکدم بھول جاتے ہیں لیکن قدیم بھولی بسری زبان کے ماہر معلوم ہونے لگتے ہیں۔ یہ تغیر عموماً سر کے مرض میں لاحق ہوتا ہے۔ مسٹر ابرنیتھی (MR:- ABERNETHY) کا بیان ہے کہ ایک آدمی فرانس میں پیدا ہوا لیکن اس نے زندگی کا بیشتر حصہ انگلستان میں گذارا اس کو بہت دنوں سے فرنچ بولنے کی عادت مطلق باقی نہیں رہی تھی۔ لیکن سر میں ضرب آنیکی وجہ سے جب مسٹر ابرنیتھی کے زیر علاج آیا۔ تو وہ ہمیشہ فرنچ بولا کرتا تھا۔ اسیطرح کا ایک واقعہ سینٹ ٹامس کے شفا خانہ میں وقوع پذیر ہوا ایک شخص پر غشی طاری ہوئی جب اس کو افاقہ ہوا تو وہ ایک ایسی زبان بولا جو شفا خانہ میں کوئی نہیں جانتا تھا۔ لیکن جلد ہی یہ پتہ چل گیا کہ یہ "ولش" زبان ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ شخص تیس سال سے اپنے مولد ویلس سے غائب رہا ہے۔ اور اسی عرصہ میں وہ اپنی مادری زبان بالکل بھول گیا تھا۔ جب اس شخص کو پوری صحت ہو گئی تو پھر وہ ولش زبان بھول گیا

اور انگریزی میں گفتگو کرنے لگا۔ ڈاکٹر پریچارڈ کا بیان ہے کہ ایک خاتون ہذیان کی حالت میں ایک ایسی زبان بولنے لگی جو اس کے آس پاس والے نہیں سمجھتے تھے لیکن فوراً ہی یہ پتہ چلا کہ یہ بھی ویلش زبان ہے۔ اس کے کسی دوست کو پتہ نہ چلا کہ کس طرح خاتون کو اس زبان سے واقفیت ہوئی۔ لیکن پوری تحقیقات کے بعد پتہ چلا کہ صغر سنی میں اس کی ایک انا تھی جو ساحل برطانیہ کے ایک ضلع کی باشندہ تھی۔ یہاں کی زبان بالکل ویلش کے مثل ہے۔ اس وقت خاتون نے اس زبان کا معتد بہ حصہ سیکھ لیا تھا۔ لیکن بخار کے حملے کے بہت سال قبل وہ یہ زبان بالکل بھول چکی تھی اسی طرح ایک جرمن خاتون نے ایک انگریز سے شادی کی۔ اور ایک عرصہ سے وہ انگریزی زبان سے واقف ہوگئی لیکن کسی مرض میں وہ گرفتار ہوئی (ڈاکٹر صاحب کو یہ معلوم نہ ہوسکا کہ مرض کی نوعیت کیا تھی) تو وہ ہمیشہ جرمن زبان بولا کرتی تھی۔ اور اپنے انگریز تیمارداروں کی انگریزی زبان سمجھ نہیں سکتی تھی۔ جب تک اس کا شوہر اس کو سمجھاتا نہیں تھا۔ ہائی لینڈ کی ایک عورت تھی۔ اس کو انگریزی زبان میں گفتگو کرنیکی عادت تھی اس کو ایک مرض لاحق ہوگیا وہ ڈاکٹر میکنٹوش کے زیر علاج آئی۔ اس کو افاقہ ہونے لگا۔ اور وہ اپنے چاروں طرف ہوش کے ساتھ دیکھنے بھالنے لگی۔ لیکن ڈاکٹر میکنٹوش اس کو نہ تو کوئی بات سمجھا سکتا تھا نہ وہ معمولی سوال کا جواب دے سکتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے مریضہ کے ایک دوست سے کہا کہ گیلک زبان

میں اس سے خطاب کرے اس کا جواب اس نے مستعدی اور روانی کے ساتھ دیا ڈاکٹر ریش کا بیان ہے کہ ایک اطالوی شخص کو زرد بخار لاحق ہو گئی اور نیو یارک میں وہ اسی مرض سے مر گیا وہ ابتدائے مرض میں انگریزی بولتا تھا درمیان میں فرانسیسی زبان بولنے لگا اور جس دن اس نے قضا کی صرف اطالوی بول رہا تھا ڈاکٹر ایبر کرامبی کہتے ہیں کہ ایک چار سال کے لڑکے کی کھوپڑی ٹوٹ گئی تھی جس کی وجہ سے اس پر عمل جراحی کیا گیا وہ اسوقت ایکدم بیہوشی کے عالم میں تھا صحت یاب ہونے کے بعد اس کو نہ تو حادثہ کی یاد باقی رہی نہ جراحت کی جب پندرہ سال کا ہوا تو اس کو بخار آیا اور ہذیان میں اس نے جراحی کا تذکرہ کیا اور ان لوگوں کا جو اس وقت موجود تھے اس نے ان کے لباس اور چھوٹے چھوٹے واقعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا اس لڑکے نے اس واقعہ کے متعلق کبھی کسی سے کوئی تذکرہ نہیں کیا تھا اور اس کا کوئی ذریعہ نہ تھا کہ وہ ان حالات سے باخبر ہوتا جس کا اس نے تذکرہ کیا ڈاکٹر ایبر کرامبی کے ایک معروف ہم پیشہ دوست نے تذکرہ کیا کہ وہ بخار کی حالت میں بلا ہذیان کے "ہومر" کے مطول اجزاء پڑھتے تھے جو صحت کے عالم میں ان سے نہیں ہو سکتا تھا ایک معزز آدمی ڈاکٹر جانسن کر کالڈولی کے زیر علاج تھا یہ شخص خفیف سی بدحواسی کے عالم میں بڑی درستگی کے ساتھ گیا یک نغمہ گاتا تھا صحت کے زمانہ میں موسیقی کی طرف اس کا میلان نہ

تھا گو اپنی جوانی کے عالم میں وہ گیلک زبان سے واقف تھا لیکن سالہا
سال سے وہ مطلق اس کا عادی نہ تھا اور خیال کیا جاتا تھا کہ اس زبان سے
اس کو واقفیت باقی نہ رہی کالرج کا بیان ہے کہ ایک جاہل لڑکی خادمہ
کا پیشہ کرتی تھی اس کو بخار میں ہذیان ہو گیا اور وہ اس عالم میں اطالوی یونانی اور
عبرانی (Hebrew) زبانوں میں دینیات کے اجزا دہرایا کرتی تھی جن
کتابوں کے یہ اقتباسات تھے ان سے مقابلہ کیا گیا تو پتہ چلا کہ خادمہ نے
پوری صحت کے ساتھ یہ اجزا دہرائے ہیں پتہ لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ لڑکی
پہلے ایک راہب کے یہاں نوکر تھی جو بہت بڑا عالم اور مخصوص کردار کا
آدمی تھا اس کی عادت تھی کہ وہ گھر کے اندر ایک ایسے مقام پر جو مطبخ کی
طرف جاتا تھا آگے پیچھے ٹہل ٹہل کر زور زور سے اپنے محبوب مصنفوں کا
کلام پڑھا کرتا تھا[1] لیکن بہت زیادہ حیرت انگیز واقعہ جو ڈاکٹر ابرکرابی سے
حل نہ ہو سکا یہ تھا کہ ایک آدمی نے بیماری کے عالم میں عبری زبان بولنا
شروع کی جو اس نے اپنی زندگی کے بالکل آخری زمانہ میں حاصل کی تھی اب تک
جو کچھ واقعات ڈاکٹر صاحب نے لکھے تھے ان سے پتہ چلا کہ ابتدائی زندگی
کے نقوش دماغی مرض کے زمانہ میں ابھر آتے ہیں لیکن یہ آخر الذکر واقعہ بالکل

---

[1] ڈاکٹر اٹکنسن نے اپنی کتاب "تحت شعوری و ماورائے شعوری سطح دماغ" میں بھی یہ واقعہ
(The subconcious and superconcious planes of Mind) لکھا ہے

ایک عقدہ لاینحل ہے اسی طرح ڈاکٹر بی ٹی کا بیان ہے کہ ایک آدمی کو سر میں چوٹ لگی اس کے سبب سے اس کے دماغ میں کوئی اختلال نہ ہوا بجز اس کے کہ وہ یونانی زبان بالکل بھول گیا۔

ڈاکٹر ابر کرامبی کے نظریات

عالم رویا میں دماغی کیفیت کو دو مفصلہ ذیل حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ (۱) وہ خیالات جو دماغ میں ظاہر ہوتے ہیں ان کے وجود حقیقی ہونے کا یقین ہوتا ہے اور عالم بیداری کی طرح جب ہم لوگ اپنے خیال کو اشیائے موجود فی الخارج سے مقابلہ کرتے ہیں تو یقین صحیح ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ عالم رویا میں جو صورتیں ظاہر ہوتی ہیں وہ حقیقی معلوم ہوتی ہیں مثلاً خواب میں ہم لوگ کوہ و دشت، وادی، چٹیل میدان، سر بہ فلک عمارات اور بڑے بڑے سمندر دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کا وجود حقیقی ہے۔ خیالی نہیں۔ جس طرح بیداری میں دیکھتے ہیں اور یقین ہوتا ہے کہ ان مناظر کا وجود حقیقی ہے اسی طرح خواب میں بھی معلوم ہوتا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ عالم بیداری میں جب ہم لوگ اپنے خیال کو ان مناظر سے مقابل کرتے ہیں تو انہیں موجود فی الخارج پاتے ہیں اور عالم رویاء میں جو مناظر ہمارے دیدۂ عبرت میں سے گذرتے ہیں انہیں صرف ذہن ہی سے تعلق ہے خارج عن الذہن میں ان کا وجود نہیں (۲) خیالات اور تصورات ایک ایسے

قانون ائتلاف کے ماتحت دماغ میں مربوط ہو جاتے ہیں کہ جس پر انسانی تصرف
نہیں ہوتا ہم لوگ خیالات اور تصورات کے اس سلسلہ میں تغیر نہیں کر سکتے ہیں
اور نہ ان میں اپنے ارادہ سے وقفہ دے سکتے ہیں۔ (Association)
یا قانون ائتلاف فلسفہ کی ایک اصطلاح ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ خیالات اور
تصورات مستلزم ہوتے ہیں یعنی جب ایک خیال پیدا ہوتا ہے تو اسی قسم کا
دوسرا خیال پیدا ہو جاتا ہے اکثر حفاظ کو دیکھا ہو گا۔کہ پڑھتے پڑھتے جہاں
ٹھہر گئے وہاں سے نہیں بڑھتے اور جہاں بتا یا گیا ایک ہی لفظ سے ہی پھر سلسلہ
شروع ہو گیا یہ اسی قانون کا نتیجہ ہے۔ فلسفی موصوف کہتے ہیں کہ جس طرح کسی خیال
کے عناصر باہم مربوط ہوتے وقت عالم بیداری میں ہمارا تصرف رہتا ہے ویسا عالم
رویاء میں نہیں مثلاً ان کے طور پر جذبہ جنسی کو لے لیجئے خیالات شہوانیہ کے اندر
جب مرابطہ پیدا ہونے لگے تو عالم بیداری میں ہم لوگ مذہب اور ہیئت اجتماعی
کے خوف سے ان عناصر کو باہم مربوط ہی نہ ہونے دیں گے۔اور بالفرض یہ
خیال ہوا بھی تو اسے عملی جامہ نہیں پہنا سکتے اس کے برخلاف عالم رویاء میں ان
عناصر کے باہم مربوط اور منتظم ہو کر عملی صورت اختیار کرنے میں ہمارا
دست تصرف نہیں بڑے بڑے زہاد اور صوفیاء علماء اور صلحا کو خواب
میں .... ہو جانا اسی کلیہ کا نتیجہ ہے، عالم بیداری میں وہ ہرگز ایسا
فعل نہیں کرتے جو عالم رویاء میں ان سے سرزد ہو جاتا ہے اس کی توجیہ

ڈاکٹر موصوف کے اس قانون سے ہوتی ہے اس کے بعد ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ استقراء اور تحقیق کا سب سے عمدہ مقصد یہ ہے کہ اس طریقہ کی تلاش کی جائے جس میں خاص خاص خواب یا صورتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ جب اس نظریہ پر عمل کیا جاتا ہے۔ تو مختلف قسم کے خواب کا پتہ معلوم ہوتا ہے ان میں بعض ایسے ہیں جن کے متعلق ہم لوگ واضح طور سے پتہ لگا سکتے ہیں مصنف کے نظریہ میں ان خوابوں کی تعداد چار سے زیادہ نہیں۔ (۱) جدید حادثات اور جدید دماغی جذبات سے جو باہم مخلوط ہو کر ایک سلسلہ میں مربوط ہو جاتے ہیں یا قدیم وجدید واقعات کی کڑی جو باہم ملی نہ ہو اور ان میں انتشار و تشتت ہو ایک خواب کی تکوین ہوتی ہے۔ اسرار خواب کے متعلق ڈاکٹر صاحب کا یہ پہلا قانون بہت ہی قابل قدر ہے ہم لوگوں کے ذاتی تجارب سے اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے ڈاکٹر صاحب نے جملہ بہت پیچیدہ لکھا ہے اس لئے سہولت تفہیم کے لئے ان کے مقصد کی توضیح کر دینا ضروری ہے، آپ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات نئے نئے واقعات گو آپس میں ملے جلے نہوں یا بظاہر ان میں ارتباط نہ پایا جائے متحد ہو جاتے ہیں۔ اور نیند میں کسی احساس کے باعث (مثلاً درد شکم) ایک خواب کی تکوین ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ بعض نئے نئے خیالات باہم مخلوط ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات قدیم و جدید خیالات دونوں مخلوط ہو کر تکوین خواب کے محرک ہوتے ہیں۔ اپنے اسی قانون کی شرح میں موصوف لکھتے ہیں کہ مثلاً ہم لوگ کسی تکلیف دہ حادثہ کی

خبر سُنیں کسی بچھڑے ہوئے دوست کے متعلق دل دکھانیوالی خبر موصول ہوا ور ہم لوگ کسی ایسے معاملہ میں ہوں جس کے باعث تفکرا ور اندیشہ ہو ایک خواب کی تکوین ہوتی ہے۔ جس میں یہ تمام غیر مربوط اور مختلف اجزاء ایک سلسلہ میں منظم ہو جاتے ہیں ہم لوگ خود ہی اس آفت اور حادثہ میں گرفتار نظر آتے ہیں بچھڑا دوست ہم لوگوں کی صحبت میں ہوتا ہے اور وہ شخص جس سے تردد انگیز معاملات ہیں منظر میں موجود ہوتا ہے ان تمام واقعات کو ایک سلسلہ میں مربوط کرنے والی بات صرف یہی تھی کہ ہر ایک واقعہ نے یکساں جذبہ کی تحریک کی اور جس وقت خواب کی تکوین ہوئی واقعات میں یہ ارتباط اور علاقہ کسی جسمانی تکلیف مثلاً درد شکم سے ہو گیا اس کے بعد ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ کسی جسمانی تکلیف کے بغیر یہ خاص سلسلہ حادث ہی نہ ہوتا۔ یا اس سلسلہ کے بعض عناصر بالکل مختلف ائتلاف کے ماتحت ظاہر ہوتے وہ بچھڑا ہوا دوست قدیم دل خوش کن تذکرات کے سلسلہ میں اور اسی قسم کے واقعات اور ایسے ہی لوگوں کے ساتھ ظاہر ہوتا جن کو اس تکلیف دہ خبر سے تعلق نہ ہوتا۔ اس قانون کی تائید میں ڈاکٹر صاحب نے دوسری مثال بھی دی ہے وہ لکھتے ہیں مثلاً ہم لوگ کسی آدمی سے ملیں جس سے عرصہ سے ملاقات نہ ہوئی ہو اور اس سے قدیم احباب کے متعلق تفتیش کریں اور پرانے واقعات کا حوالہ دیں تو ایک خواب کی تکوین ہوتی ہے جس میں یہ لوگ ظاہر ہوتے ہیں اور ساتھ ساتھ دوسرے حضرات بھی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ شخص جسکے

تکلم سے یہ سلسلہ جنبانی ہوئی ظاہر نہیں ہوتا چونکہ اس کا تعلق اس خاص سلسلہ سے نہین تھا جس کی تکوین دماغ میں ہوئی فلسفی موصوف نے اس قانون کی تائید میں ایک مشاہدہ بھی نقل کیا ہے لکھتے ہیں کہ اڈنبرا کے شفاخانہ میں مریضون کی جائے قیام کی طرف ایک مریضہ میرے متوفی دوست ڈاکٹر ڈنکن کے زیر علاج تھی وہ بحالت نوم بہت سی باتیں بولی دوسرے مریضوں کے حالات کے متعلق بہتیرے صاف صاف حوالے دیئے لیکن یہ حوالے اس زمانہ میں جتنے مریض اس جگہ تھے ان میں کسی سے وابستہ نہ تھے لیکن تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ یہ حوالے ان مریضوں کے متعلق تھے جو دو سال قبل یہاں تھے اور یہ عورت بھی بحالت مرض یہان موجود تھی۔ (۲) تصوارت کے وہ سلسلے جنہین تاثرات جسمی کے باعث قانون ائتلاف وجود میں لاتا ہے۔ ڈاکٹر موصوف کا یہ دوسرا قانون ہے آپ فرماتے ہیں کہ اپنے متوفی دوست ڈاکٹر جیمس گریگوری کی عالمانہ توجہ سے میں نے ان کے متوفی والد کی تصنیف کی ہوئی ایک بہت ہی دلچسپ قلمی کتاب پائی جس میں اس موضوع کے متعلق بہتیرے واقعات موجود ہیں ان اوراق میں ڈاکٹر گریگوری لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں بستر خواب پر گیا تو اپنے پیر کے نیچے گرم پانی کا ایک ظرف رکھدیا۔ رات کے وقت خواب میں دیکھا کہ جبل اطنہ (یہ ایک کوہ آتش فشان ہے جو صقلیہ ملحقہ اطالیہ میں ہے) کے دہانہ پر چل رہا ہوں اور پیچے کی زمین گرم معلوم ہوتی ہے وہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی

کے ابتدائی زمانہ میں جبل ویسو ویس (یہ بھی ایک آتش فشاں پہاڑ ہے جو اطالیہ میں واقع ہے اور اپنی عظمت کے لحاظ سے دنیا میں عدیم النظیر ہے) کا نظارہ کیا تھا اور حقیقتاً اپنے پیر کے نیچے جب دہانہ کے پہلو میں چل رہا تھا شدید حدت محسوس کی تھی لیکن حیرت کی بات تو یہ ہے کہ خواب میں میں نے ویسو ویس کا نظارہ نہیں کیا بلکہ جبل اطنہ کو دیکھا حالانکہ اطنہ کے متعلق انہوں نے صرف بریڈن کی تصنیف پڑھی تھی ذاتی طور پر اطنہ کو دیکھا نہ تھا اس کی وجہ شاید یہ ہو سکتی ہے کہ انہوں نے اطنہ کے متعلق حال میں معلومات حاصل کئے تھے دوسری مرتبہ انہوں نے دیکھا کہ میں خلیج ہڈسن میں موسم سرما گذار رہا ہوں اور شدت برودت کے باعث بہت تکلیف اٹھاتا ہوں جب بیدار ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ نیند میں بستر پھینک دیا ہے اس کے چند روز قبل انہوں نے موسم سرما میں اس مقام کی نو آبادیات کے متعلق خاص بات پڑھی تھی ایک بار اور ان کے دانت میں درد ہوا انہوں نے خواب میں دیکھا کہ عمل جراحی ہو رہا ہے اور جراح نے جس دانت میں درد تھا اسکے بدل اچھا دانت توڑ ڈالا۔ ڈاکٹر ریڈ اپنے متعلق لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ میرے سر میں زخم نکل آیا اس میں ڈریسنگ ہوا اتفاقاً یہ ورہم برہم ہو گیا اور اس کے باعث مجھے سخت تکلیف ہوئی میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ رہزنوں میں گرفتار ہو گیا ہوں اور وہ میرے سر کا چمڑہ ادھیڑ رہے ہیں۔ اسی قسم کے ماتحت وہ خواب بھی ہے جو بعض آدمیوں کے کان میں آہستہ آہستہ کہنے سے ظاہر ہوتا ہے اس قسم کی

بہت ہی پر لطف اور ساتھ ہی صحیح مثال بہتیرے مصنّفوں نے لکھی ہے ڈاکٹر ابر کرامبی لکھتے ہیں کہ گریگوری کے قلمی نسخہ میں اس قسم کے خواب کا تذکرہ پاتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں مجھ سے اس آدمی نے کہا جس نے بچشم خود اس واقعہ کا مشاہدہ کیا ۱۷۵۸ء کے حملہ لوئس برگ میں ایک فوجی افسر اس کا موضوع تھا اس افسر میں یہ خصوصیت تھی کہ اس کے ساتھی اس کے خرچ سے جشن اور جلسے کرتے اس کے رفقا اسے جس قسم کا خواب چاہتے دکھا دیتے خصوصاً وہ شخص اس کام کو باحسن الوجوہ انجام دیتا جس کی آواز سے افسر آشنا ہوتا ایک دن اس کے ساتھیوں نے اسے میدان جنگ کا نقشہ دکھانا چاہا اور جب میدان کا نقشہ دکھا چکے تو اسے دونو جماعتوں کی مڈبھیڑ کا خیال دلایا اور اس کے ہاتھ میں ایک پستول دیا افسر نے اسے چھوڑا اور بیدار ہو گیا دوسری دفعہ انہوں نے اسے اپنے خیمہ میں ایک صندوق پر سوتے دیکھا اسے یقین دلایا کہ تم دریا میں گر پڑے ہو اور اسے شناوری کرنے کی صلاح دی وہ فوراً تیرنے کی نقل کرنے لگا اسکے بعد انہوں کہا کہ ایک نہنگ تمہارا تعاقب کر رہا ہے بہتر ہے کہ غوطہ لگا کر اپنی جان بچاؤ اس نے فوراً اتنی زور میں غوطہ لگانا چاہا کہ صندوق سے کمرہ کے اندر گر پڑا جس کے باعث اسے سخت چوٹ آئی اور آنکھ بھی کھل گئی۔ فوج نے جب لوئیس برگ کا محاصرہ کیا تو اس کے دوستوں نے ایک دن اسے گولہ اندازی سے پریشان ہو کر اپنے خیمہ میں سوتے ہوئے پایا۔ اس کے کان میں آہستہ آہستہ انہوں نے کہنا شروع کیا۔ تم میدان

جنگ میں لڑ رہے ہو اس نے خوف میں آکر کھلم کھلا بھاگنے کی ہیئت بنائی دوستوں نے اسے اس نامردی پر ملامت کی اور ساتھ ہی مجروحین اور جان توڑنے والے سپاہیوں کی دردناک آواز کی نقل بنا کر اس کے جذبۂ خوف میں مزید اضافہ بھی کیا اور جب اس نے مقتولین کا نام پوچھا جیسا کہ اکثر وہ پوچھا کرتا تھا تو ساتھیوں نے اس کے خاص خاص دوستوں کے نام بتائے عاقبتہ الامر انہوں نے کہا کہ جس صف میں تم کھڑے ہو اس میں تمہارے پہلو والا شخص مارا گیا۔ وہ فوراً ہی اپنے بستر سے اچھل پڑا اور خیمہ سے باہر بھاگنے لگا مگر جب خیمہ کی طناب سے ٹھوکر کھا کر گرا تو اپنے ہوش میں آیا اور خواب سے چونکا اس معاملہ میں ایک تعجب خیز بات یہ ہوئی تھی کہ ان تجارب کے بعد اسے خواب اچھی طرح یاد نہیں رہتا بلکہ تھکاوٹ اور پریشانی کا ایک مضطربانہ احساس ہوتا اور اپنے دوستوں سے کہتا میں جانتا ہوں کہ تم لوگ مجھ سے کسی قسم کا مذاق کرتے ہو مصنف (ڈاکٹر ابر کرامبی) لکھتے ہیں کہ اسی قسم کے خواب کی کیفیت مسٹر اسمیلی کی تاریخ طبعی میں مسطور ہے یہ واقعہ کالج کے ایک طالب العلم کے متعلق تھا جو کہ اڈنبرا کی درس گاہ میں پڑھتا تھا اکثر ایک واقعہ ان خوابوں میں پایا گیا ہے جن کی تحریک شور و غل کی باعث ہوتی ہے ۔

یعنی ایک ہی آواز سے انسان بیدار بھی ہو جاتا ہے اور اسی آواز سے آدمی ایک خواب بھی دیکھتا ہے۔ جس میں وقت کا کوئی حصہ گذرتا ہوا معلوم ہوتا ہے مفصلہ ذیل مثال سے اس کلیہ کی توضیح ہوتی ہے۔ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ میں نے

فوج میں سپاہی کی نوکری کر لی ہے لشکر میں داخل ہوا پھر فوج سے چل دیا پکڑا گیا مقدمہ چلا اور گولی مار دینے کا حکم ہوا لوگ اسے گولی مارنے کے لئے باہر لائے ان تمام مدارج کے طے ہونے کے بعد ایک بندوق سر ہوئی اور اس کے آواز سے وہ چونک پڑا بیدار ہونے پر معلوم ہوا کہ پہلو والے کمرہ میں شور و غل ہو رہا ہے اسی وجہ سے اس نے خواب بھی دیکھا اور بیدار بھی ہو گیا۔ ڈاکٹر گریگوری ایک شخص کے بارہ میں لکھتا ہے کہ جب کبھی وہ کسی مرطوب جگہ میں ننگے بدن سوتا تو اسے حبس نفس کا احساس معلوم ہوتا اور اس کے ساتھ ہی دیکھتا کہ ایک دبلا آدمی اس کے حلق سے چمٹ گیا ہے اور جب بیٹھے بیٹھے سوتا تو اسے کسی قسم کی اذیت کا احساس نہیں ہوتا یعنی تب وہ دبلا آدمی اس سے نہیں چمٹتا جب کئی بار کے تجربہ سے ثابت ہوا کہ بیٹھے بیٹھے سونے میں آرام کی نیند آسکتی ہے تو اس نے اپنے پہلو میں ایک آدمی کو مقرر کیا کہ جب میں جھکنے لگوں تو مجھے جگا دیا کرو۔ ایک بار پھر اس دبلے آدمی نے اس پر حملہ کیا اور دیر تک سخت معرکہ آرائی ہوتی رہی جب اس کی نیند کھلی تو اپنے خادم پر سخت خفا ہوا کہ کیوں تم نے مجھے اتنی دیر تک اس اذیت میں مبتلا رہنے دیا اس کے خادم نے یقین دلایا کہ جیسی ہی آپ جھکنے لگے میں نے بیدار کر دیا صرف ایک لمحہ کی دیر ہوئی ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں۔ میرے ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ اس نے بحر کاہل سے عبور کیا اور چار دن تک امریکہ میں مقیم رہا واپسی کے وقت اس نے دیکھا کہ سمندر میں گر پڑا خوف سے نیند کھلی تو اس نے دیکھا کہ یہ خواب اس نے

دس منٹ کے اندر دیکھا تھا۔ (۳) تیسرا قانون یہ ہے کہ انسان ایسے خواب دیکھتا ہے جس میں ان معاملات یا اشیاء کے متعلق جو دماغ سے غائب یا فراموش ہو گئے ہیں۔ قدیم ایتلافات کی معاودت ہوتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب اس کلیہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ ایسے خواب کی ماہیت دریافت کرنا ناممکن ہے اور ان میں بعض ایسے ہیں جنہیں ان کلیات میں سے جن سے فی الحال ہم لوگ واقف ہیں کسی کلیہ کے ماتحت نہیں رکھ سکتے ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ مفصلہ ذیل خواب میرے ایک دوست نے دیکھا تھا۔ میرے یہ دوست گلاسکو کے ایک خاص بینک میں نوکر تھے ان کا کام روپیہ تقسیم کرنا تھا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا ایک شخص آیا اور اس نے چھ پونڈ مانگا اسوقت اور لوگ بھی جمع تھے اور اپنی باری میں میرے دوست کے پاس آنے کے منتظر تھے لیکن مذکورہ بالا شخص سخت بیچین اور مضطرب تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اُس نے بڑا شور وغل مچا رکھا تھا۔ اور طرفہ یہ کہ حضرت کی زبان میں لکنت بھی تھی دوسرے لوگ اس شخص کے شور وغل سے ایسے مشوش ہوئے کہ میرے دوست سے درخواست کی کہ پہلے اس شخص کو روپیہ دیکر دفع کیجیئے۔ انہوں نے روپیہ دیدیا لیکن چونکہ اس شخص کی باری نہ تھی۔ اس لئے میرے دوست گھبراہٹ او عجلت میں اندراج کا خیال بھول گئے سال کے بعد جس کی میعاد آٹھ یا نو ماہ ہوتی ہے بنک کی کتاب میں میزان درست نہیں ہوتی تھی کئی شبانہ روز غلطی کی کد وکاوش میں بسر ہوا لیکن کامیابی نہ ہوئی

آخرکار میرے دوست تھک کر مکان آئے اور سو رہے خواب میں دیکھا کہ میں بینک میں اپنی جگہ پر ہوں اور وہ جلد باز آدمی بھی ہے جس کی زبان میں لکنت تھی اور تمام ان واقعات کا نقشہ آنکھوں تلے آموجود ہوا جن کی تفصیل اوپر گذر چکی۔ میرے دوست نے اس خواب کو یاد رکھا اور بیدار ہو گئے۔ انہوں نے سمجھا کہ جس امر کی تفتیش میں میں متفکر تھا اس کے انکشاف کے لئے یہ خواب دکھایا گیا ہے امتحان کے بعد اسے معلوم ہوا کہ جو رقم اس نے اس مستعجل شخص کو دے دی تھی۔ اسے رجسٹر میں درج نہیں کیا تھا اور اسی سبب سے میزان میں چھ پونڈ کی غلطی ہوتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب چونکہ مغربی فلسفی ہیں اس لئے وہ مادہ کے قیود سے آزاد ہو کر اس خواب کی ماہیت تک نہیں پہنچے اور اس لئے انہیں اس متذکرہ بالا خواب کو کسی کلیہ کے ماتحت رکھنے کی صورت نظر نہ آئی۔ لیکن ایک وہ ہستی جو مادہ اور جسمانیات کے قیود باطلہ سے آزاد ہو کر علم مابعد الطبیعۃ کی روشنی میں مبشرات الٰہیہ کا ادراک کرتی ہے۔ وہ اس خواب کو بہ نظر اول نبی کریم صلعم کے انکشاف روحانی کے مطابق رؤیا الصالحۃ جزءٌ من ستۃ واربعین جزءًا من النبوۃ کے کلیہ ماتحت رکھ دیگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے مطابق خواب کے مختلف کلیات ہیں جن کے شواہد ہم روزانہ زندگی میں بکثرت پاتے ہیں۔ ہرچند فریوڈ خواب کی الہامی خصوصیات کا قائل نہیں وہ اس کا تعلق افراد کی ذہنی کرشمہ زائیوں تک محدود رکھتا ہے لیکن ساتھ ہی وہ اسے خیال نہیں بتاتا۔ بلکہ اسے نتیجہ بتاتا ہے۔

نفس باطن کی عجیب و غریب مظہر آفرینیوں کا روحانیات کی جدید تحقیقات میں علماء نے تحت شعور (Subconciousness) کو بہت اہمیت دی ہے جیسا کہ فلاسفہ کا خیال ہے کہ بیداری میں مادی افکار اور ہجوم مشاغل کے باعث جو باطنی طاقتیں بر سر کار رہتی ہیں وہی عالم خواب میں سو رہتی ہیں تحت شعور کو اپنے اعمال کا موقعہ اسی وقت مل سکتا ہے جب ذہن پر دوسرے افکار کا دباؤ نہ ہو اسکے متعلق یورپ کے مشہور عالم ہیولاک ایلس کا نظریہ سطور بالا میں لکھا جا چکا ہے اس خواب کے متعلق خود ڈاکٹر ابرکرامبی کی رائے یہ ہے کہ قلیل غور و خوض کے بعد اس واقعہ کا محیرالعقول ہونا معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ جب خواب ظاہر ہوا تو میرے دوست کو اس کا خیال نہ تھا اور اسکے ساتھ ہی ہم لوگ قیاس بھی نہیں کر سکتے، کہ کسی قسم کا ایتلاف حادث ہوا ہوگا جس کی مدد سے اس خیال کی تکوین ہوئی کیونکہ وہ بات جو اس واقعہ کی اصل ہے یہ نہیں تھی کہ میرے دوست نے روپیہ دینے کی غلطی کی بلکہ غلطی یہ تھی کہ انہوں نے رجسٹر میں درج نہیں کیا تھا اور اس کا خیال انکے دماغ میں اس وقت نہیں ہو سکتا تھا اور اس لئے ہمارے احاطہ تحقیقات سے خارج ہے کہ کس طرح اس خیال کا اعادہ ہوا چھ پونڈ کی غلطی تھی اور ہم لوگ قیاس کر سکتے ہیں۔ کہ ضرور میرے دوست نے یاد کرنے کی کوشش کی ہوگی کہ آیا روپیہ دینے میں غلطی تو نہیں ہوئی لیکن ایک تجارتی شہر کے ایک بڑے بینک میں چھ پونڈ دینے کا خیال وہ بھی آٹھ نو ماہ کے بعد قائم نہیں رہ سکتا اور

اس لئے بہ ہیئت مجموعی یہ خواب مظاہر دماغ کی بڑی مثال ہے ڈاکٹر صاحب ایک دوسری پر لطف مثال اور رقم کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ مجھے اپنے ایک لائق اور طباع دوست سے موصول ہوا عہد شباب میں یہ شخص یونانی زبان کا نہایت شائق تھا اور اس میں بہت ترقی کی تھی پھر دوسرے مشاغل میں مصروف ہو جانے کے بعد وہ اس زبان کو ایسا بھول گیا کہ اب ان الفاظ کو بھی نہیں پڑھ سکتا لیکن اسنے اکثر خواب میں دیکھا کہ میں یونانی الفاظ پڑھ رہا ہوں یہ وہی الفاظ ہوتے جنہیں وہ کالج میں استعمال کرتا تھا خواب کے اندر وہ ان الفاظ کے معانی کا بھی واضح ادراک کرتا اسکے بعد ڈاکٹر صاحب نے ایک اور دلچسپ خواب کی تفصیل لکھی ہے جو حسب ذیل ہے

"دیورلی ناولز" کے مصنف نے کلیہ بالا کی تائید میں ایک معتبر خواب رقم کیا ہے پولینڈ میں مسٹر آر نامی ایک معزز زمیندار تھا اس پر ایک کثیر رقم کی ڈگری ہوئی اسکی زمین گیلا کے وادی میں تھی اور اس پر اس کی مالگذاری ادا نہ کرنے کا الزام لگایا گیا تھا مسٹر آر کو یقین تھا کہ اس کے باپ نے اسکاٹ لینڈ کے ایک قانون کے مطابق اس زمین پر تصرف کیا تھا اور اس پر جو رقم کی وصولی کا مقدمہ تھا وہ بالکل بے بنیاد تھا لیکن باوجودیکہ اس نے اپنے باپ کے کاغذات تلاش کیئے دفاتر عامہ (Public Records) کی ورق گردانی کی ان آدمیوں سے جنہوں نے اس کے باپ کی طرف سے امور انجام دیئے تھے تحقیقات کی لیکن کوئی شہادت ایسی نہ ملی جس سے بچاؤ کی صورت متوقع ہو مقدمہ کی تاریخ نزدیک ہوئی اور اسے

معلوم ہوا کہ قطعاً اس کا مقدمہ خراب ہو جاوے گا اور اس لئے دوسرے دن اس نے اڈنبرا جانے کا ارادہ کیا تاکہ صلح کے طور پر گفت و شنید کر سکے اس خیال کے ساتھ وہ بستر پر گیا اور اس کے دماغ میں اس واقعہ کی صورتیں رواں دواں تھیں اس نے خواب میں اپنے باپ کو دیکھا جو برسوں قبل مر چکا تھا اور اس نے پوچھا کہ تم کیوں فکر مند ہو مسٹر آر کو خیال تھا میں نے اس فکر و تردد کی علت تبائی اور اس پر مزید اضافہ کیا کہ اتنی کثیر رقم کا ادا کرنا مجھ پر سخت گران ہے اور مجھے ہوش ہے کہ اتنی رقم میرے یہاں باقی نہیں گو میں اس رقم کی تائید میں کوئی ثبوت نہیں رکھتا باپ نے جواب دیا بیٹا تمہارا خیال صحیح ہے یہ میری ہی حقیت تھی جس کی مالگذاری کی عدم ادائیگی کا مقدمہ تم پر چلا ہے یہ کاغذات فلاں شخص کے ہاتھ میں ہیں جسے میں نے اس معاملہ میں پیرو کار بنایا تھا یہ شخص اس پیشہ سے سبکدوش ہو چکا ہے اور اڈنبرا کے نزدیک مقام انورسک میں رہتا ہے۔ صرف اسی کام کے لئے میں نے اس آدمی کو مقرر کیا تھا اور کسی معاملہ میں اُسے پیرو کار نہیں بنایا تھا اسکے باپ نے خواب میں یہ بھی کہا کہ ممکن ہے وہ شخص دیرینہ واقعہ ہونیکے باعث اسے بھول گیا ہو لیکن اسے یوں یاد دلا سکتے ہو کہ جب میں اس کا حساب ادا کرنے لگا تو ایک پرتگالی اشرفی کے خردہ کرانے میں سخت دقت واقع ہوئی تھی۔ صبح کیوقت مسٹر آر اس رویائے صالحہ کے ساتھ بیدار ہوئے اور مناسب سمجھا کہ اڈنبرا جانے کے بجائے "انورسک" کا رخ کرے۔ وہاں پہنچکر اس شخص سے ملا جس کے متعلق خواب میں ہدایت ہوئی تھی اور خواب کے متعلق ایک

بات بھی کہے بغیر اس معاملہ کی تفتیش کی کہ آیا تم فلان معاملہ میں میرے باپ کے طرف سے کارپرداز تھے پہلے پہل اس بوڑھے آدمی کو کچھ بھی یاد نہ آیا لیکن جب مسٹر آر نے پرتگالی اشرفی کا نام لیا تو تمام حالات کا نقشہ اسکے دماغ میں موجود ہوا اس نے فوراً اپنے کاغذات کی تلاش کی اور وہ کاغذ مل گیا مسٹر آر نے وہ کاغذ لے لیا اور اڈنبرا پہنچا اور جو زمین ہاتھ سے نکلی جاتی تھی اسے دوبارہ حاصل کیا۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ اس دلچسپ واقعہ کی توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ مسٹر آر نے یہ باتیں اپنے باپ سے اسکی حیات میں سنی ہوں مگر انہیں قطعی طور پر بھول گیا ہو جب دماغ پر اس واقعہ کے متعلق زور دیا گیا تو کل مستلزم واقعات میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا جسکے باعث خواب میں یہ خیالات دوبارہ لوٹ آئے۔ (۴) ڈاکٹر صاحب کا کلیہ رابعہ یہ ہے کہ عادت کا میلان (شوق) یا ایک دماغی جذبہ خواب کی شکل میں متشکل ہو جاتا ہے اور وہ کسی فطری واقعہ کی بدولت عملی صورت اختیار کر لیتا ہے مسٹر کا مسب کا بیان ہے کہ قاتل نے جرم کرنے سے قبل اس کا ارتکاب کرتے دیکھا تھا میں نے ایک مشہور افسر سے سنا ہے جس نے ایک عجیب قسم کا خواب دیکھا جو زمانہ وقوع سے دس سال قبل ظاہر ہوا تھا۔ اور وقوع کے وقت یہ خواب اسے بالکل یاد نہ تھا اور اسکی عمر اسوقت چودہ پندرہ برس کے مابین تھی اس نے خواب میں دیکھا کہ میں جبل اطنہ کے دہانہ پر چڑھ گیا ہوں اور اسکے بالائی حصہ میں جو مناظر دیکھے ان پر قناعت نہ کر کے داخلی مناظر کے دیکھنے کا ارادہ کر لیا اور نیچے اترنا شروع کیا چوٹی پر اس نے کثیر مقدار

میں شعاع اور دھواں دیکھا لیکن نیچے اترنے کے تھوڑی دیر کے بعد خموشی اور سکون تھا
اور اس نے کبوتر خانہ کی طرح سیڑھیوں کے ذریعہ اترنے کا انتظام کیا۔ بہت جلد اسکا
پیر تھک گیا اور اسی کیفیت میں اس کی آنکھ کھل گئی۔ سنہ ۱۸۱۴ء میں جبکہ وہ ایک برطانوی
فوج کا افسر تھا اور صقلیہ میں اسے قیام کرنے کا حکم ملا تھا وہ برطانوی افسروں کی ایک
جماعت کے ساتھ جبل اطنہ کی چوٹی کا نظارہ کرنے گیا جب وہ پہاڑ (مخروطی شکل کے
حصۂ زیرین تک) کا کچھ حصہ تمام کر چکے تو ان میں اکثر ایسے ہو گئے کہ انہیں قدم بڑھانیکی
ہمت نہ رہی لیکن یہ شخص گھنٹوں کی جد وجہد میں دوسرے دو افسروں اور دو محافظوں
کے ساتھ چوٹی پر چڑھ گیا اور ایسے وقت پر پہنچا کہ طلوع آفتاب کا نظارہ کر سکے وہ
کہتا تھا کہ جب ہم لوگ ایک گھنٹہ تک استراحت کر چکے اور کھا پی چکے تو میں نے
کہا ہم لوگ کوہ آتش فشاں کے دہانہ کی چوٹی پر ہیں کیوں نہیں ہم لوگ داخلی منظر کا مشاہدہ
کریں۔ سبھوں نے ہنسی اڑائی اور جب میں نے محافظوں سے دریافت کیا کہ تم لوگ
رفاقت کروگے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ اکثر سنا کرتے تھے کہ انگریز دیوانے
ہوتے ہیں۔ لیکن آج ہمیں اس کی تصدیق ہوئی میں تازہ دم ہو گیا تھا آخر کار تنہا چلنے کا
ارادہ کر لیا آخر کار ان دو افسروں میں سے ایک میرے ساتھ چلنے پر راضی ہو گیا
لیکن محافظوں نے اعانت پر مستعدی ظاہر نہیں کی بیرونی جہت سے کوہ آتش فشاں
کے دہانہ کا دائرہ تقریباً تین میل تک محیط ہے نشیبی حصہ ایک ایسے میدان کے مثل ہے
جس کے چاروں طرف نشست کی صفیں بنی ہوئی معلوم ہوتی ہیں اور جس کا رقبہ

ایکڑ کے لگ بھگ ہوگا۔ دہانہ کے صرف بالائی کناروں سے دھواں نکلتا ہے برسوں سے نشیب کی طرف سے آتش فشانی نہیں۔ دہانہ کے ایک خاص مقام پر مادہ جمع ہو گیا تھا۔ اور جس کے کنارے ڈھالوان شکل کے بنکر نشیبی سطح سے مل گئے تھے اس مقام کی طرف ہم لوگ چلے اور دہانہ سے نیچے اترنے میں نہایت آسانی ہوئی۔ اور بلا کسی شدید خطرہ کے ہم لوگ جبل اطنہ کے انتہائی نشیبی چٹان پر کھڑے ہو گئے۔ اور محافظین ہماری غیر معمولی جسارت اور کامیابی دیکھکر مبہوت تھے وسط میں ایک بڑے کنوئیں کی طرح ایک بڑا سوراخ ہے جو کچھ تو بڑے بڑے پتھروں سے بھرا تھا اور کچھ خاک سے ہم لوگوں کا صعود بڑا ہی خطرناک تھا اور غایت درجہ تھک بھی گئے تھے۔ میں قیاس کرتا ہوں کہ بالائی دہانہ کے سب سے نیچے حصہ سے ہم لوگ پانچسو فیٹ نشیب میں تھے اور چونکہ ہمیں راکھ اور خاک پر چلنا تھا اس لئے اوپر چڑھنے کی کوشش کرنا گویا نیچے آنے کے مترادف تھا ہم لوگوں کو یقین ہے کہ کسی نے یہ منازل طے نہیں کئے ہوں گے ہم لوگ بہت تھکے ہوئے چوٹی پر پہنچے لیکن ہمیں اپنی کارگذاری پر فخر تھا ہم لوگ جب قطانیہ میں آئے تو معلوم ہوا کہ یہی نہیں کہ صرف ہم لوگ ہی جبل اطنہ کے داخلی مناظر کے پہلے سیر کرنے والے تھے بلکہ ہم لوگوں کے سوا اس کا کبھی کسی کو خیال بھی نہیں ہوا تھا جب میں اس رات کو اپنے بستر پر آیا نیند ابھی نہیں آئی تھی کہ دس برس قبل کے خواب کی یاد دماغ میں تازہ ہو گئی اور اب مجھے یہ تعجب خیز معلوم ہوتا ہے کہ میں نے ایسا خواب دیکھا جس کے امکان کے متعلق کبھی میں نے نہ سنا اور یہ کہ دس برس کے بعد میں نے ایسی کارگذاری

کی کہ جس کے لئے کسی نے قبل میں جسارت بھی نہین کی تھی فرؔیوڈ نے خواب کے فراموش ہو جانے کے متعلق اسٹرمپل کے حوالے سے ایک عالمانہ بحث کی ہے اور ضمناً یونیسٹلی جیسن وغیرہ کے نظریات لکھے ہیں۔ فریوڈ لکھتا ہے کہ میں نے اپنے زیر علاج مریضوں سے دریافت کیا (چونکہ خواب کی تعبیر بتانے میں وہ اکثر گذشتہ واقعات کے متعلق سوال کیا کرتے تھے) تو انہوں نے پچیس سال اور اس سے بھی زیادہ قبل کے خواب بتائے وہ لکھتا ہے کہ مجھے خود آج سے ۳۷ برس قبل کا خواب یاد ہے اور وہ روز اول کی طرح تر و تازہ معلوم ہوتا ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ مستقبل کے واقعات سے بعض خواب کی یاد تازہ ہوتی ہے اگر خواب سے متعلقہ واقعہ حادث ہو تو مدت دراز کا واقعہ یاد آجاتا ہے۔ ڈاکٹر ابرکرامبی لکھتے ہیں کہ اس کلیہ کے ماتحت ان واقعات اور نظائر کو بھی رکھ سکتے ہیں جن میں لوگوں نے ان واقعات کے متعلق پیشینگوئی کی ہے جب وہ حادث ہو رہے تھے۔ یا خواب کے تھوڑے ہی دیر کے بعد حادث ہوئے مفصلہ ذیل واقعہ عرصہ سے اڈنبرا میں مشہور ہے اور روایت بھی صحیح معلوم ہوتی ہے ہوا یہ کہ ایک مسیحی عالم کچھ دور قریہ سے شہر میں آیا اور ایک سرائے میں سویا ہوا تھا اس نے خواب میں آگ دیکھی اور دیکھا کہ اس کا بچہ آگ میں گر پڑا ہے اس خواب سے پریشانی کے ساتھ وہ اٹھا اور فوراً شہر چھوڑ کر گاؤں کا راستہ لیا جب وہ اپنے گھر کے سامنے آیا اس میں آگ لگی دیکھی اور ایسے وقت پر پہنچا کہ اپنے ایک بچہ کو جو گھبراہٹ

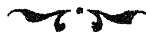
اور شور وغل میں چھوٹ گیا تھا آگ میں پڑنے سے بچا لیا یہ بچہ خطرناک حالت میں تھا اگر اس واقعہ کے مابعد الطبعی پہلو اور الہامی خصوصیات کو نظر انداز کر دیا جائے تو اسے ایک سہل اور فطری کلیہ کے ماتحت رکھ سکتے ہیں۔ فرض کر لو شخص مذکور کے پاس ایک خادم ہو جس کی بدسلیقگی کے باعث اسے ہمیشہ خوف اور اندیشہ لگا رہتا ہو کہ کہیں گھر میں آگ نہ لگا دے گھر سے جدا ہونے کے بعد اس کی فکر اور اندیشہ میں مزید اضافہ ہو گیا ہو گا اور مالک کے گھر سے جدا ہونے نے اسے اور بھی غافل بنا دیا ہو گا اس کے ساتھ ہم لوگ یہ بھی تصور کر لیں کہ اس شخص کو بستر پر جانے کے بعد یک بیک یاد ہوا ہو گا کہ اس دن اس کے گھر کے قریب میں ایک میلہ ہونا مقرر ہے۔ اور نوکر وہاں سے بدمستی کی حالت میں لوٹنے کا عادی ہو گا اور یہ فطری بات تھی کہ ان خیالات کی بناء پر ایک خواب کا وقوع ہوتا اور ممکن ہے متذکرہ بالا واقعات کی وجہ سے گھر میں آگ بھی لگی ہو۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ خامہ فرسائی بالکل ظن لاطائل کا نتیجہ ہے وجدان سلیم کے نزدیک ایسی بے سروپا باتیں قابل قبول نہیں یقیناً یہ خواب الہامی خصوصیت رکھتا ہے اور ہم مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق اسے جزءاً من النبوۃ ہی کہہ سکتے ہیں۔ اڈنبرا میں ایک شخص تھا جس کے ٹخنہ کے شرائین میں ورم کا مرض لاحق ہوا اس کے لئے وہ دو بڑے بڑے ممتاز اطباء کے زیر علاج تھا عمل جراحی کے لئے ایک دن مقرر ہوا۔ مقررہ دن سے دو روز قبل مریض کی بیوی نے خواب میں دیکھا کہ مرض ایسا افاقہ پذیر ہو چکا ہے کہ اب جس کے باعث جراحی کا عمل کرنیکی ضرورت نہیں ورم کو مس کرنے سے

اس آدمی کو حیرت ہوئی کہ ٹیس اور درد بالکل موقوف ہوگیا۔ الغرض یہی اس مرض کا
علاج ہوگیا جو لوگ علم طب کے ماہر نہیں ہیں ان سے یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ٹخنہ کی شرائین کے
ورم کا علاج بغیر عمل جراحی کئے ہوئے نادر الوقوع ہے اور کوئی ایسا واقعہ نہیں جس کے
ماتحت یہ قانون مستثنیٰ ہو سکے۔ ہو سکتا ہے خاتون کو اس انجام کا ممکن الوقوع ہونا معلوم
ہو اور فطری طور پر اس کے اندیشہ اور تفکر کے باعث اس خواب کی تکوین ہوئی ہو لیکن
واقعہ کے حدوث (یعنی ورم کے اچھے ہوجانے اور عمل جراحی کی ضرورت باقی نہ رہنے)
کے ساتھ اس خواب کی تکوین ایک تعجب انگیز بات ہے۔ ایک خاتون نے خواب میں
دیکھا کہ اس کی ایک معمر رشتہ دار خاتون کو ایک سیاہ فام خادم نے قتل کیا ہے یہ خواب
اس نے کئی بار دیکھا اس سے وہ اس قدر متاثر ہوئی کہ اسی رات کو وہ اس ضعیفہ کے مکان
پر گئی اور ایک آدمی کو ایک ملحق کمرہ میں خبر گیری کے لئے متعین کر دیا۔ صبح کے وقت
تین بجے اس آدمی نے سیڑھی پر قدم رکھنے کی آواز سنی۔ وہ اپنے پوشیدہ مقام سے نکلا
دیکھا کہ ایک نوکر کوئلے لئے جا رہا ہے جب اس نے سوال کیا کہ کہاں جاتا ہے تو اس نوکر
نے اضطراب اور خجالت میں جواب دیا کہ اپنی مالکہ کے واسطے آگ سلگانے کے لئے
جا رہا ہوں موسم گرما میں ۳ بجے یہ امر بہر حال ناممکن الوقوع تھا مزید تحقیقات اور تلاش کے
بعد کوئلہ کے اندر سے ایک تیز چھرا نکلا ایک دوسری خاتون نے اپنے ایک نوعمر
کو خواب میں دیکھا کہ وہ بحری سفر کرنے میں بمقام "فرتھ آف فورتھ" اپنے دوسرے
کے ساتھ جنکو اس نے ساتھ لے لیا تھا ڈوب گیا دوسرے دن خاتون نے اپنے بھتیجہ

کو بلا بھیجا اور بڑی اہمیت کے ساتھ اسے اس شغل سے باز رکھا اس کے اور ساتھی گئے اور ڈوب گئے۔ اڈنبرا میں ایک خاتون نے اپنی گھڑی مرمت کرنے کے لئے روانہ کی، مدت ہو گئی اور اسے گھڑی نہ ملی۔ گھڑی ساز کے امروز فردا کرنے سے اس خاتون کو شبہ ہوا کہ اس کے اندر کوئی راز مضمر ہے اس نے خواب میں دیکھا کہ گھڑی ساز کے لڑکے نے جس کے ہاتھ سے اس نے گھڑی روانہ کی تھی گلی میں گرا دی اور وہ اس طرح سے ٹوٹ گئی کہ اس کی مرمت نہیں ہو سکتی تب وہ گھڑی ساز کے یہاں گئی اس نے خواب کا تذکرہ تو مطلق نہیں کیا لیکن واقعہ کی نوعیت بیان کر دی جس پر گھڑی ساز نے اعتراف کیا مسٹر جارف خیاط کا بیان ہے۔ کہ یک نوجوان شخص نے جو اپنے مکان سے ایک سو میل کے فصل پر ایک درس گاہ میں رہتا تھا خواب میں دیکھا کہ رات کے وقت وہ اپنے باپ کے مکان پر گیا۔ صدر دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن اسے مقفل پایا پائیں دروازہ سے داخل ہوا اور کسی کو بیدار نہ پا کر سیدھا اپنے والدین کی خواب گاہ میں گیا اور اپنی والدہ سے جو اس وقت بیدار تھی کہنے لگا، اماں میں ایک دور دراز سفر کرنے والا ہوں اس لئے آپ سے رخصت ہونے آیا ہوں اس پر اس نے کہا اے میرے پیارے بچے! تو مر گیا وہ فوراً ہی بیدار ہو گیا اور اسے خواب کا خیال نہ رہا یہاں تک کہ چند دنوں کے بعد اسے اس کی ماں کا ایک خط موصول ہوا جس میں اس نے اس کی صحت کے متعلق تفتیش کی تھی اور اس تفتیش کا سبب وہی خوفناک خواب تھا جس کا ابھی بیان ہوا جو اسی رات کو اس خاتون نے بھی دیکھا تھا اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی صدر

دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا ہے پھر پائین دروازہ کی طرف گیا اور آخر کار خواب گاہ میں چلا آیا، تب اس نے دیکھا کہ یہ میرا فرزند ہے اور اس کے بستر خواب کے پہلو میں آکر کہہ رہا ہے۔ اماں میں ایک دور دراز سفر کرنے والا ہوں جس پر وہ چلا اوٹھی اے میرے بچے تو مرگیا! لیکن جانبین میں سے کسی پر کسی غیر معمولی واقعہ کا حدوث نہوا۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ ایسے خواب بھی قلمبند کئے گئے ہیں جن کو ان اصول اربعہ میں سے کسی کے ماتحت نہیں رکھ سکتے ان میں سے بہتیرے خواب انتشار دماغی کا نتیجہ ہیں نبی صلعم فرماتے ہیں (حدیث النفس و تخویف الشیطان و بشریٰ من اللہ) اور بعضوں کے نقد و بصر شرح و بسط کے بعد مجھے یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ یہی بات تھی بعض ایسے خواب ہیں جن کی تفسیر ماہیت اور وضاحت کنہ تک ہماری فکر رسا نہیں پہنچ سکتی اس کی مثال میں ہم لوگ مفصلہ ذیل خواب پیش کر سکتے ہیں۔ دو بہنیں ایک بھائی کی تیمارداری کر رہی تھیں جس کے حلق میں ایک زخم ہوگیا تھا جو گو سخت اور تکلیف دہ تھا لیکن خطرناک نہ تھا اس وقت ایک بہن نے اپنے ایک دوست سے ایک گھڑی عاریتۃً لی چونکہ اس کی گھڑی مرمت کے لئے گئی تھی یہ گھڑی ایسی تھی کہ خاندانی چیز ہونے کے باعث اسے ایک خاص وقعت سے دیکھا جاتا اور لوگوں کا قیاس تھا کہ یہ کبھی خراب نہیں ہو سکتی دونوں بہنیں ایک کمرہ میں سوئی تھیں جو بھائی کے کمرہ سے ملحق تھا بڑی بہن بڑی گھبراہٹ میں بیدار ہوئی۔ اور اپنی چھوٹی بہن کو جگا کر کہا کہ میں نے ایک نہایت ہی خوفناک خواب دیکھا ہے 'دیکھا کہ مریم کی گھڑی بند ہوگئی اور جب میں نے تم سے اس واقعہ کا تذکرہ'

تو تم نے جواب دیا اس سے بھی زیادہ وحشت ناک اور برا حادثہ ہوا ہے یعنی ۔۔۔۔
کی حرکت نبض بند ہو گئی اپنے بھائی کا نام لیا جو بیمار تھا گھبراہٹ کے رفع کرنے کے لئے
چھوٹی بہن فوراً اٹھی اور اپنے بھائی کو دیکھا کہ چپ چاپ سو رہا تھا اور گھڑی چل رہی تھی
دوسری رات کو اس نے پھر وہی خواب دیکھا اور وہی گھبراہٹ تھی مگر بھائی آرام سے
سو رہا تھا اور گھڑی چل رہی تھی دن کے وقت جیسے ہی گھر والوں نے ناشتہ کیا ایک بہن
اپنے بھائی کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور دوسری ایک ملحق کمرہ میں ایک مضمون لکھ رہی تھی
جب وہ مضمون لکھکر ملفوف کرنے چلی تو وہ اس گھڑی کو لینے کیلئے اوٹھی جس کا تذکرہ
اوپر ہوا اور جو اس کے لکھنے کی میز پر رکھی ہوئی تھی وہ یہ دیکھکر متحیر ہوئی کہ گھڑی بند ہو گئی
اسی وقت اس نے پہلو والے کمرہ سے اپنی بہن کی پُر درد چیخ کی آواز سنی ان کے بھائی کو
جس کے متعلق خیال تھا کہ اب رو بہ صحت ہے حبس نفس کی بیہوشی لاحق ہو گئی اور اس نے
فوراً انتقال کیا مسٹر جازف خیاط کی روایت اور یہ آخر خواب کا تذکرہ ہماری روحانی
زندگی کے عجائبات ہیں ہماری حیات شاعرہ جس کے عجائب و غرائب ہم عالم خواب میں
مشاہدہ کرسکتے ہیں اگر ارتقاء کی تدریجی منزلیں طے کرتی رہے تو یقیناً ہم عالم بیداری میں بھی
وہ تمام مشاہدات کرسکتے ہیں جنہیں رویائے صالحہ کشف والہام وغیرہ کہتے ہیں عجائبات
خواب کا مطالعہ کرنے کے بعد روحانیات کے مبادی و اصول و "نقل افکار"
(Telepathy) "غیب بینی" (Clairvoiance) وغیرہ کی تصدیق ہوتی ہے۔



برگساں کے افکار و آرا

نیند میں ہماری آنکھیں بند ہوتی ہیں ہمارے ہاتھ پیر ساکن رہتے ہیں ہمارا گوش بظاہر سویا رہتا ہے لیکن یہ خوابیدگی بالکل ظاہری ہوتی ہے باطناً ہم بیدار رہتے ہیں ہمارا باصرہ رنگ والوان کی تمیز کرتا ہے ہمارا لامسہ عرض و مادہ کو محسوس کرتا ہے' ہمارے سامعہ کو آوازوں کا احساس ہوتا ہے؟ لیکن اس کے کیا اسباب ہیں آنکھیں بند کر لینے کے بعد موجود فی الخارج کی حس ممکن بھی ہے یا نہیں ؟ اسی طرح ظاہری اعضائے لامسہ کے تعطل کے بعد کیا باطناً ہم کسی شے کو مس کر سکتے ہیں ؟ آخر اس ظاہری خوابیدگی کے باوجود ہمارے کان کیونکر سنتے ہیں ؟

ہنری برگساں نے ان کل مسایل پر مفصل بحث کی ہے وہ کہتا ہے کہ آنکھیں بند کر لیجیے' اور توجہ کے ساتھ دیکھیے رؤیت کی دنیا میں کیا ہو رہا ہے' اس کے متعلق سوال کیا جائے تو بہت سے لوگ کہینگے کہ کچھ نہیں ہوتا یعنی وہ کچھ نہیں دیکھتے' کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ کسی قدر مشق کے بعد ایک آدمی تشفی بخش طریقہ سے خود مشاہدہ کر سکتا ہے لیکن توجہ مبذول کیجیے' آپ تھوڑا تھوڑا کر کے اشیاء میں امتیاز کریں گے پہلے پہل ایک سیاہ منظر بعید (Back Ground) ظاہر ہوگا اس کے بعد اس سیاہ منظر میں چمکیلے نقطے رواں دواں ہوں گے کبھی یہ بلند ہوں گے کبھی پست ہوں گے کبھی انکی رفتار آہستہ ہوگی کبھی تیز ہوگی اکثر ایسا ہوگا کہ مختلف رنگ کے داغ بعض لوگوں کو دھندلے بعض کو بہت درخشان نظر آئینگے' ایسے درخشان کہ حقیقی رنگ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے یہ دھبے پھیلتے اور سمٹتے

نظر آئیں گے ان کی شکل اور رنگ بدلتا جائے گا برابر ایک شکل نمایاں ہو گی ایک رنگ ظاہر ہو گا اور پھر غائب ہو جائے گا دوسرا اسکی جگہ لیگا بعض اوقات اس تغیر و تبدل میں آہستگی و توازن ہو گا بعض اوقات اس میں صرصر کے جھونکے کی طرح تیزی ہو گی یہ نقوش باطل کہاں سے آتے ہیں ماہرین عضویات و نفسیات نے رنگ والوان کے اس کھیل کا مطالعہ کیا ہے وہ اس مظہر کو "صور عینی" (Ocular Spectra) "داغہائے رنگین" اور "فاسفنس" (Phosphenes) سے تعبیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حلقہ چشم پر بند پتلیاں دباؤ ڈالتی ہیں اسی وجہ سے عصب البصری (Optic Nerve) میکانی طور پر متحرک ہو جاتا ہے برگسان کہتا ہے کہ یہاں نہ تو اس مظہر کی توجیہہ سے بحث ہے نہ اس کے تسمیہ سے بلکہ عام طور پر یہ واقع ہوتا ہے اور ہم فوراً کہہ سکتے ہیں کہ یہی وہ خاص مادہ ہے۔ جس کے ذریعہ ہم اپنے خوابوں کی تشکیل کرتے ہیں۔ اسی طرح سامعہ سے بحث کرتے ہوئے برگسان لکھتا ہے کہ ہم نیند میں ہوتے ہیں۔ لیکن میز و کرسی کی چچاہٹ آگ کی چٹک، یا مینہ کا بوچھار ہوا کا جھونکا یہ ساری آوازیں ہمارے کان میں آتی ہیں۔ خواب انکو اپنے حالات کے ماتحت مکالمہ، چیخ اور موسیقی میں بدل ڈالتا ہے برگسان کے اس نظریہ کی تائید ڈاکٹر ابرکرامبی شاہ اس روایت سے ہوتی ہیں جس میں اسنے دکھایا ہے کہ ایک سپاہی کے احباب نیند میں اس کے کان میں آہستہ آہستہ بولتے اور میدان جنگ کا خوفناک منظر دکھا کر اس کو دہشت زدہ بناتے ہیم خواب میں دیکھتے ہیں کہ خلا میں اُڑ رہے ہیں ایسا خواب دیکھنے والوں میں کہتا ہے کہ اسنے قبل بھی ہم نے اس قسم کا التباس دیکھا لیکن یہ بالکل حقیقی معلوم ہوتا ہے اندازہ

ہوتا ہے کہ ہم قانون جرِّ ثقیل سے اپنے کو آزاد کر سکتے ہیں۔ اگر تم یکایک بیدار ہو جاؤ تم بلا کسی زحمت کے اس کی تحلیل کر سکتے ہو اگر فوراً اس کی ابتدا کرو تو تم دیکھو گے کہ تمہارے پیر زمین کو مس نہیں کر رہے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے۔ کہ خواب میں تم ایک ہی سمت خود کو اڑتے ہوئے دیکھو گے۔ اور جب تم بیدار ہو جاؤ۔ تو یہ مطالعہ کر سکتے ہو کہ جس پہلو تم سوئے تھے اسی سمت تم خواب میں اڑنے کی کوشش بھی کر رہے تھے۔ یعنی تمہارے اڑنے کی سعی اور جسم کا دباؤ۔ سمت کے اعتبار سے یکساں ہوتا ہے۔ ایم میکسن سائمن (M. Maxon Simon) نے خواب میں دیکھا کہ پہلو بہ پہلو اشرفیوں کا دو غیر مساوی انبار ہے ان ڈھیروں کو وہ برابر کرنا چاہتا ہے لیکن وہ برابر نہیں کر سکتا۔ اس سے اس کو انتہائی تکلیف ہوئی۔ لحظہ بہ لحظہ یہ تکلیف بڑھی اور آخر کار وہ بیدار ہو گیا اس نے دیکھا کہ بستر کی تہ میں اس کا ایک پیر اس طرح پھنس گیا ہے کہ اس کے دونوں پیر دو مختلف سطح پر ہیں۔ اور اس کے لئے دونوں کو ایک سطح پر لانا ناممکن ہے دونوں پیر چونکہ غیر مساوی سطح پر تھے۔ اس لئے سائمن نے خواب میں دو غیر مساوی ڈھیر دیکھا۔ اگلے سطور میں برگساں بتا چکا ہے کہ آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ اسوقت بھی مختلف قسم کے رنگ رواں دواں ہوتے ہیں۔ دنیائے بصارت میں بھی داغہائے رنگین خاص حالات کے ماتحت شکل وصورت اختیار کر لیتے ہیں۔ سائمن کی آنکھوں کے سامنے زرد رنگ کے داغ آرہے اور انہوں نے اشرفیوں کی صورت اختیار کر لی۔ اب چونکہ سائمن۔ اپنا دونوں پیر برابر کرنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے خواب میں اشرفیوں کے دونوں ڈھیر

ڈھیروں کو برابر کرتے دیکھا۔ خواب میں آگ نظر آنے کے متعلق علماء کے دو نظریات ہیں ایک طبقہ جو خواب کی الہامی خصوصیت کا معتقد ہے اس کو آئندہ ترقی کیلئے ایک فال نیک بتاتا ہے گستاؤ ہنڈ میں میلر اور ابو شجاع بویہ دیلمی کا معبّر اسی جماعت کے افراد ہیں دوسرا گروہ اس کو "ادراک حسّی" (Sense Perception) کا نتیجہ بتاتا ہے اس زمرہ میں ڈاکٹر ابرکرامبی اور ہنری برگستان ہیں۔ ڈاکٹر فریوڈ نے بھی اپنی کتاب میں ایک جگہ تذکرہ کیا ہے کہ ایک بوڑھے آدمی کا لڑکا مر گیا۔ لڑکے کو کفن میں لپیٹ کر رات کیوقت رکھدیا گیا لاش کے پہلو میں شمع جل رہی تھی اور بوڑھا آدمی بیٹھا تھا آخر شب میں اس کی آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ اس کا بچہ کہہ رہا ہے کہ ابا! آپ سوئے ہوئے ہیں میں جل رہا ہوں۔ ضعیف آدمی کی آنکھیں کھل گئیں دیکھا تو شمع لاش پر گر گئی ہے اور کفن کا کچھ حصہ جل رہا ہے فریوڈ نے اس کی کوئی عملی توجیہ نہیں کی ہے بلکہ دور از کار نادیل سے کام لیا ہے فرانس کے مشہور فلسفی ہنری برگساں نے بسط کے ساتھ اس مسئلہ پر عالمانہ اور محققانہ روشنی ڈالی ہے۔

برگساں لکھتا ہے کہ آنکھیں جب بند ہوتی ہیں تو نور و ظل (Light and Shade) میں امتیاز کرتی ہیں یہی نہیں بلکہ آنکھوں کو مختلف قسم کی روشنیوں کی تمیز ہوتی ہے۔ خارجی نور کے یہ مدرکات ہمارے بہت سے خوابوں کی تہ میں ہوتے ہیں۔ کسی کمرہ میں اگر یکایک کوئی شمع روشن ہو جائے اور سونے والے پر گہری نیند کا غلبہ نہ ہو تو وہ دیکھے گا کہ آتش ملتہب ہے کسی عمارت میں آگ لگ گئی ہے اس مسئلہ پر

ایم ٹیسے (Tesste) نے دو مشاہدات درج کئے ہیں۔ بی لین (B. Loon) خواب میں دیکھتا ہے کہ اسکندریہ کے تھیٹر میں آگ لگ گئی ہے یکایک وہ محلہ عام کے فوارہ کے درمیان پہنچ جاتا ہے آگ کا سلسلہ ان زنجیروں تک پہنچ جاتا ہے جن کے ذریعہ کنارہ کے ستون ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ تب وہ اپنے کو پیرس کے میدان میں پاتا ہے جہاں آگ لگی ہوئی ہے ان خطرناک مناظر میں وہ حصہ لیتا ہے وہ چونک جاتا ہے اس کی آنکھ کھل جاتی ہے اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی رات کی خادمہ گذرتی ہے تو اس کی سیاہ لالٹین سے روشنی چھن کر اس کے بستر پر پڑ رہی ہے ایم بر ٹرینڈ خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ ایک ایسے مقام میں ہے جہاں وہ پہلے نوکر تھا وہ اس کے بعد قلعہ فرانس طولون، لوریٹ، کریمیا اور قسطنطنیہ میں پہنچتا ہے وہ برق کی چمک دیکھتا ہے رعد کی گرج سنتا ہے۔ اور ایک لڑائی میں مین شریک ہوتا ہے جس میں توپ کے دہانوں سے آگ کے شعلے ملتہب ہو رہے ہیں وہ چونک کر جاگ اوٹھتا ہے۔ بی لین کی طرح وہ بھی مشاہدہ کرتا ہے کہ خادمہ شب کے سیاہ لال ٹین کی روشنی اس پر پڑ رہی ہے اکثر اسی طرح چمکیلی ناگہانی روشنی سے خوابوں کی تحریک ہوتی ہے۔ لیکن چاند کی خنک ضیاء باریوں سے انسان بالکل مختلف خواب دیکھتا ہے۔ اے کراس۔ (A. Karauss) کہتا ہے کہ ایک شب اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک نوجوان دوشیزہ کی طرف اپنے بازو پھیلا رہا ہے۔ بیدار ہوا تو دیکھا کہ چاند کی روشنی اس پر پڑ رہی ہے۔ یہ بہت پر لطف بات ہے —

کہ اسی نوع کے اور بھی خواب کے واقعات ہیں جن میں چاند کی نور فشانیوں سے جن کا عکس سونے والے کی آنکھوں پر پڑ رہا تھا۔ خواب میں دوشیزہ کی صورتیں نمودار ہوئیں شاید انڈمیین چرواہے کے افسانہ کی اصلیت اسی نوع کا خواب ہے اس افسانہ میں دکھایا گیا ہے کہ یہ چرواہا محو خواب ہے۔ اور سیلین دیوی یعنی چاند اسے پیار کر رہی ہے آج سے تین چار سال قبل "م" نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت ہی حسین عورت جو ریشم و حریر میں ملبوس ہے اور جس کے جسم کی مشک بیزیاں مشام جان کو معطر کر رہی ہیں۔ دروازہ کے باہر کھڑی ہے دروازہ بند ہے لیکن خوشبو سے کمرہ کا داخلی حصہ معطر ہو رہا ہے یکایک کمرہ کھلتا ہے اور وہ حسینہ اندر داخل ہوتی ہے "م" چت سویا ہے حسینہ اوس پر چھا جاتی ہے اور اپنی آغوش میں لیکر اسکو پیار کرنے لگتی ہے "م" محسوس کرتا ہے کہ حسینہ اتنے زور سے منھ چوم رہی ہے کہ مبادا اسکے دانت یا سر کو صدمہ پہنچے اس لئے وہ اپنے بازؤں سے حسینہ کا بوجھ ہلکا کر رہا ہے اس کے بعد "م" اور وہ حسینہ دونوں اٹھ بیٹھتے ہیں اور ایک ریشمی اوڑھنی اوڑھکر دونو باہم بیٹھتے ہیں۔ "م" جس کمرہ میں سویا تھا۔ اس کی مشرقی سمت ایک کھڑکی ہے غالباً برگساں کے نظریہ کے مطابق چاند کی خنک ضیا باریاں "م" کی آنکھوں کو چوم رہی ہوں گی اس لئے اس نے ایسا خواب دیکھا۔



اہل یونان

خواب کے متعلق الہام کا عقیدہ ساری ادبیات یونان میں "کلی حیثیت رکھتا ہے"
پانچویں صدی میں اسقیلوس "تعبیر خواب" (One Iromancy) کے قواعد
کے اکتشاف کو ان خاص چیزوں میں شمار کرتا ہے جن کے لیئے بنی نوع انسان
پرامیتھس کے مرہون منت ہیں ہومر اپنی مشہور رزمیہ مثنوی الیاد میں کہتا ہے
کہ خواب کا بھیجنے والا زیس ہے قدیم یونانیوں کے بعض افکار سے پتہ چلتا ہے کہ وہ
بعض مقامات مثلاً "ڈلفی" کے خوابوں کی الہامی خصوصیت کو خود مقامی برکت یا ایک
کا نتیجہ جانتے تھے، اس کے بعد بہت شایستہ اصول یہ تھا کہ خود دیوتا خواب کا الہام
کرتے ہیں اس طور سے ڈلفی کا مندر اپالو کے قبضہ میں آگیا اور اپالو اپنی ملہمہ دیوی
کے منھ سے مستقبل کا الہام کرنے کے علاوہ بہت بڑا خواب کا بھیجنے والا ہے اسی طرح
امراض کے لیئے (Incubation) کے ذریعہ نسخہ پانا تاریخی زمانہ خاص کر
الیسقلیقیوس (Asclepius) کی سرپرستی میں ہے اور ایمفیدا ریوس اس کا
بڑا ہیکل تمام ہیاکل میں معروف ترین ہے جہاں پر خواب میں ایسے نسخے حاصل
ہو سکتے ہیں یونانیوں کا عقیدہ تھا کہ دیوتا مریض کے خواب میں خود ہی آتے ہیں اور
اس کو علاج کا طریقہ بتاتے ہیں جب ہم لوگ یاد کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں طبی تصنیفات
وسیع پیمانہ پر عوام الناس کے درمیان متداول تھیں جن میں خوراک اور ریاضت

کی ہدایتیں اور عام بیماریوں کے نسخے ہوتے تھے' تو ہم لوگ اس قسم کے ہیاکل کی
بڑھی ہوئی شہرت کی حقیقت سمجھ سکتے ہیں' ان بڑے بڑے معابد کے علاوہ علم تعبیر
خواب کے پرائیوٹ پیشہ ور ماہرین بھی رہتے تھے۔ اس عہد میں پرائیوٹ استعمال
کے لئے اس علم کے متعلق چھوٹی چھوٹی کتابیں ہوتی تھیں جن میں ایک جو دوسری
صدی عیسوی میں آرتمیداروس (Artemidoros) کی تصنیف ہے
ہم لوگوں تک پہنچی ہے خواب کی الہامی خصوصیت کا عقیدہ آرفک مذہب اور
اس کے جانشین فلسفہ فیثاغورث میں بہت اہمیت رکھتا ہے آرفک مذہب کی تعلیم
تھی کہ جسم روح کی قبر ہے اور جب کبھی روح اس قید جسمانی سے آزاد ہو جاتی ہے
تو اس میں حقیقی زندگی کی بیداری آجاتی ہے اور اس کا قدرتی اثر یہ ہوا کہ لوگ سمجھنے
لگے کہ روح نیند میں اشیاء ابدی کے ساتھ مکالمہ کرتی ہے اور آسمان سے اس کو ایسی
خبریں موصول ہوتی ہیں جن پر اس کا دسترس نہین ہوسکتا' یہ تعلیم خاص فندار اور
ایمپیڈقلیوس کی تحریروں میں مشہور ہیں ان شعرا کو صقلیہ کے ساتھ خاص علاقہ ہے اور ظاہر
ہے کہ صقلیہ آرفک مسلک اور فیثاغورث کے مذہب کا گہوارہ ہے فندار کہتا ہے کہ
جب تک جسم برسر عمل رہتا ہے روح محو خواب رہتی ہے اور جب جسم پر سکوت طاری
ہوتا ہے تو روح بیدار ہو جاتی ہے آرفک اسکول کے بہت سے افکار و عقاید کی طرح
"الہامی خواب" کی تعلیم پر فیثاغورث کے فلسفہ نے مجددانہ اثر ڈالا ایمبلیقوس متعدد
بار اس اخلاقی تربیت کا ذکر کرتا ہے جو فیثاغورث اس مسلک کے پیروؤں کی نیند اور عالم

خواب سے متعلق عمل میں لاتا تھا' خاصکر وہ کہتا ہے کہ اس جمعیت کا دستور تھا کہ لوگ سونے کے لیے سکون آفریں موسیقی سنا کرتے تھے' اس کا اثر یہ ہوتا تھا کہ ان کے نافرمان شہوات دب جاتے تھے' ان کی نیند لطیف اور ان کے خواب بہت کم۔ خوش گوار اور الہامی ہو جاتے تھے' افلاطون کی "جمہوریت" میں یہی اصول پھر ظاہر ہوتا ہے جہاں سقراط کا یہ عقیدہ مذکور ہے کہ نیک لوگوں کے خواب خالص اور الہامی ہوتے ہیں۔ کیونکہ خواب کے اندر بھی انکی روح کے فروتر عناصر مطیع و منقاد رہتے ہیں اور ان کے شریفانہ عناصر خود اپنی آزاد اور غیر مقید زندگی میں رواں دواں ہوتے ہیں یہ قابل لحاظ بات ہے کہ "کریٹو" اور "فیڈو" میں جو خواب سقراط کی طرف منسوب ہیں وہ کھلے طور پر آرفک اسکول اور فلسفہ فیثاغورث کے مشترک اثر کا نتیجہ ہیں الہامی خوابوں کے متعلق فیثاغورث کے مذہب کی تعلیم اکاڈمی سے رواقیین (Stoics) کے یہاں پہنچی' اس لئے زینو اپنے پیروؤں کو مشورہ دیتا ہے کے وہ خواب کے ذریعہ اپنی پاکبازی کی ترقی کا امتحان لیا کریں

وحشی اور مہذب اقوام کا زاویہ نگاہ

یونان کے یہ عقاید اور اصول ان معاملات کے متعلق ہمارے بہتیرے اصول کی طرح وحشی اقوام کے متفکرین کے نتایج کا مصنوعی بیان ہیں نارنگا قوم کا خیال ہے کہ انسانی روح نیند میں جسم چھوڑ سکتی ہے اور دوسروں کی ارواح کے ساتھ مل سکتی ہے جسم کا سوجانا روح کی فرصت یا عید کا دن ہے روح نیند میں موت کی طرح آسمان پر مقام روحانی کی طرف

صعود کرتی ہے اور زمان و مکان کے قیود سے آزاد ہو جاتی ہے ہم لوگوں میں ایسے آدمی ہیں جو کہتے ہیں کہ انہوں نے خواب کے اندر ایسے نامعلوم مقامات دیکھے ہیں جنکو بہت دنوں کے بعد انہوں نے عالم بیداری میں دیکھا اور اس کے قبل بیداری میں کبھی دیکھا نہیں تھا، اسی طرح ہاوٹ لکھتا ہے کہ ایک وحشی قوم کا آدمی مجھ سے کہنے لگا کہ خواب میں اس کا باپ آیا اور کہا کہ اس کو چھپ جانا چاہیے، ورنہ اس کی جان جائے گی، اس نے اس کی جان بچائی، چونکہ اس کے بعد وہ ایسے مقام میں آیا جو اس نے خواب میں دیکھا تھا، اور لوٹ کر وہاں چلا گیا جہاں اس کے دوست تھے اس لئے اس کے دشمن جو اس کا انتظار کر رہے تھے اس کو پکڑ نہ سکے، ایسا تجربہ اور یہ فلسفہ ان اقوام کے یہاں بھی پایا جاتا ہے جو تہذیب کے گہوارہ میں ہیں ٹائیلر سینٹ اگستاین سے ایک روایت نقل کرتا ہے سینٹ موصوف کے ایک دوست نے یہ قصہ بیان کیا اس شخص نے سونے کے قبل اپنے ایک ملاقاتی فلسفی کو دیکھا جو اس کے پاس آیا اور بعض افلاطونی اجزاء کی تشریح کی جن پر پہلے اس نے روشنی ڈالنے سے انکار کیا تھا، فلسفی سے جب سوال کیا گیا تو اس نے کہا میں نے تو ایسا نہیں کیا لیکن میں نے خواب میں ایسا کرتے دیکھا۔ اس قسم کے باہمی تجربہ کے متعلق بہت سے قصے ہیں ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس کو خواب کے دیکھنے والے اور اس کی ماں نے لکھ رکھا تھا، اور اس پر ان کا دستخط ثبت تھا، ماں اس وقت اپنے گھر پر تھی، ریورنٹ مسٹر بی اپنے کلب میں سو رہا تھا، یہ کلب پرنسس اسٹریٹ اڈنبرا میں تھا اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کو کھانے میں دیر ہو گئی اور وہ گھر پر اپنے والد سے

جان بی کے مکان میں گیا جو ابر کرامبی پلس میں واقع تھا اس نے خود اپنی کنجی سے دروازہ نہیں کھولا بلکہ اس کے باپ نے کھولا، وہ اوپر سیڑھی پر چڑھ گیا اور نیچے کی طرف دیکھا کہ اس کا باپ اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اس کے بعد وہ بیدار ہو گیا اپنے کو کلب میں پایا اس وقت نصف شب میں دس منٹ باقی تھے، وہ دوڑتا ہوا گھر کی طرف آیا، اور سامنے کا دروازہ بند پایا اس کے باپ نے کھول دیا اور کہا کہ تم کہاں تھے۔ دس منٹ ہوئے تم آئے تھے۔ اور اوپر کوٹھے پر چڑھ گئے، اس وقت سے تم کہاں تھے؟ سینٹ اگستاین کی روایت کے افلاطونی فلسفی کی طرح (جس کا سطور بالا میں تذکرہ ہو چکا) مسٹر بی نے جواب دیا میں نے ایسا نہیں کیا لیکن میں نے خواب میں ایسا کرتے دیکھا، ایک آدمی کا خواب سچا ہو جاتا ہے، وہ پاتا ہے کہ جو کچھ خواب میں اس نے دیکھا تھا، گو اس کے جاننے کے لئے اس کے پاس کوئی عام ذریعہ نہ تھا، لیکن حقیقتاً وہ سچ تھا، وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ کوئی چیز اس کے اندر ہے جو باہر نکلکر جاتی ہے اور ایسے مقامات کا دورہ کرتی ہے جہاں وہ جسمانی طور پر نہیں گیا، یقیناً بعض خواب ایسے ہوتے ہیں جن کو میئر نے اپنی کتاب "انسانی شخصیت" کے اندر "شعور خفی" (Subliminal Self) کے ماتحت رکھا ہے میئر کے اصول کے مطابق انسان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ بعض خواب انسانی ادراک کے غیر مشروح سلسلوں کا پتہ بتاتے ہیں اگر انسان خواب نہیں دیکھتا تو گمان غالب ہے کہ فلسفہ اور مذہب روح کے مسئلہ کو ترقی نہ دے سکتے،

اگر صرف فی صدی پانچ آدمی خواب دیکھتے تو پچانوے[۹۵] فی صدی لوگ ان خوابوں کو محض کذب و بطل خیال کرتے'

ملت بابل

اہل بابل کی زندگی میں خواب کو بہت بڑی اہمیت حاصل تھی ان کا عقیدہ تھا کہ خواب میں دیوتا ایک خاص طریقہ سے افراد کے پاس آتے ہیں تاکہ ان کو مشیت ایزدی اور مستقبل سے باخبر کریں "بارہ" یا "بینا" ایک خاص طبقہ کے احبار کہلاتے ہیں شمس دیوتا کے خطابات میں ایک "بارو تیریتی" بھی تھا جس کے معنی "قانون الہامی کا بینا" ان کے عقیدہ کے مطابق الہامی خواب عوام الناس بھی دیکھ سکتے تھے اور پیشہ ور "بینا" بھی اور ان خوابوں کی تعبیر کے لئے کتابیں تھیں دعا کا جواب حاصل کرنے کے لئے ایک شخص ایک معبد میں سوتا اور "مخیر" سے دعا کرتا مخیر خواب کے دیوتا کا نام تھا مخیر سے خواب کی آرزو کرنے کے متعلق ان کے یہاں خاص گانا ہے۔ مسٹر ہارمزد رسام نے مقام بلوات میں جو موصل سے پندرہ میل مشرق کی طرف واقع ہے ایک چھوٹے سے ہیکل کا پتہ لگایا ہے جو خاص کر مخیر کے نام سے معنون کیا گیا تھا اس میں وہ لوگ جایا کرتے تھے۔ جو خاطر خواہ خواب دیکھنا چاہتے تھے۔ اہل بابل کی اساطیر ان کے جنگ وجدال کی تاریخی روایات ان کے آثار باقیہ خواب کے حوالوں سے پر ہیں اہل بابل کا ایک بادشاہ اسوبنی پل (Asubanipal) "استر" دیوی کو خواب میں

دیکھکر ایک دریا سے عبور کرنے کی جرأت کرتا ہے دیوی خواب میں آتی ہے اور اس کو اپنے ہاتھ کی مخلوق بتاتی ہے اسی بادشاہ کے عہد میں ایلم سے جنگ شروع ہوتی ہے بادشاہ یاس و حرمان میں گھرا ہوا ہے کہ اس کو پھر فتح و نصرت کا یقین دلایا جاتا ہے اسنے "استر" کی عبادت کی اور اسی رات کو ایک "بینا" نے خواب میں دیکھا کہ استر دیوی آئی اس کے دونوں شانوں پر کمان ہے اور ہاتھ میں ایک تیر لئے ہے اس نے خواب دیکھنے والے کو حکم دیا کہ بادشاہ سے کہے کہ وہ کھانا کھائے شراب پیئے گانا سنے میری الوہیت کی تسبیح کرے یہاں تک کہ میں اس امر کی تکمیل کے لئے جاتی ہوں میں تیرے دل کی خواہش پوری کروں گی تیری صورت زرد نہیں ہوگی تیرے پیر میں لغزش نہین پیدا ہوگی۔ جنگ میں تیرا زہرہ آب ہوگا اسی طرح حرّان میں قمر دیوتا کے معبد کی دوبارہ تعمیر خواب ہی کا نتیجہ تھی۔ کتاب دانیال میں بخت نصر کے خوابوں کا بڑا حصہ بھرا ہوا ہے اور ایک مثال ایسی بھی ہے جس میں عقلا سے صرف خواب کی تعبیر ہی نہین دریافت کی گئی بلکہ ان کو کہا گیا کہ بادشاہ کو وہ خواب یاد دلائیں۔ اہل بابل کے یہاں خواب کی تعبیر کے متعلق باضابطہ کتابیں تھیں یہ خواب کی کتابیں ایک جلد میں تھیں اور "اسو بنی پال" کی لائبریری میں تھیں یہ لائبریری نینوا میں تھی یہی خزانہ تھا جو علم تعبیر خواب کے متعلق آرٹیمیڈ ورس کی پانچ کتابوں کا ماخذ تھا مفصلہ ذیل اقتباسات سے اس کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے اگر کوئی خواب میں سر پر کھجور دیکھے تو یہ غم کی نشانی ہے اگر اس کے سر پر پہاڑ ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا کوئی حریف نہ ہوگا اگر سر پر نمک دیکھے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنا مکان بنائے گا۔ اگر کوئی شخص دیکھے

کہ وہ گلستان مسرت کی طرف جارہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو آزادی نصیب ہوگی اگر وہ بازاری باغ میں جاتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا گھر اس کے لئے تکلیف دہ ہوگا اگر کوئی دیکھے کہ مشعل روشن کر رہا ہے تو دن میں غم دیکھے گا اگر کوئی دیکھے کہ وہ کھیت آباد کر رہا ہے تو اس کے معنی ہیں کہ وہ ویرانہ سے نجات حاصل کرے گا اگر وہ دیہات میں شکار کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ نامور ہوگا اگر کوئی دیکھے کہ وہ بیل کے گوسالہ میں گیا ہے تو اس کو تحفظ و چین نصیب ہوگا۔ اگر وہ بھیڑ کے اصطبل میں جاتا ہے تو وہ ترقی کرکے اول درجہ پر پہنچے گا۔

قوم مصر

مصری لوگ خواب کو ایسی اہمیت نہیں دیتے تھے، جس طرح کلدانی، فنیقی، اور یونانی اقوام کے یہاں اس کو اہم خیال کیا جاتا تھا، پھر بھی مصری زندگی میں اس نے ایک مستقل حیثیت پیدا کر لی تھی ان کے معابد سے چند خوابوں کا پتہ چلتا ہے۔ علمائے متاخرین نے ان کے خوابوں کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ مصر ہی کی پیداوار ہیں۔ "غیر التماسی خواب" جس میں دیوتا لوگ خواب میں آکر اپنے لئے بعض پاک بازانہ عمل کا تقاضا کرتے ہیں۔ (۲) ایسے خواب جن میں تنبیہ قسموں کی تنبیہیں ہوتی ہیں۔ (۳) ایسے خواب جن میں دیوتا اپنے پرستاروں کو سوالات کا جواب دیتے ہیں۔ (۱) اس سلسلہ میں ساسمس چہارم کا مشہور خواب ہم لوگوں کے پیش نظر ہے دسفنگ اعظم کے بت کے پیر کے نزدیک نوجوان شہزادہ سو جاتا ہے اور نیند میں ایک

دیوتا کی آواز سنتا ہے اس نے اس سے تخت مصر کا وعدہ کیا۔ اور کہا کہ وہ معبد کی دوبارہ تعمیر کرے جو خراب ہو جائے گا۔ پلوٹارس نے اسی قسم کے خواب کا تذکرہ کیا ہے بطلیموس خواب میں ایک (Collosal) بت دیکھتا ہے یہ بت اس کو ہدایت کرتا ہے کہ بادشاہ اسے اسکندریہ میں لے جائے جہاں وہ پہلے تھا بیدار ہونے کے بعد وہ تحقیقات کرتا ہے ایک شخص ساسیپس کہتا ہے کہ میں نے اسی قسم کا بت جیسا بادشاہ نے خواب میں دیکھا ہے بمقام سائیناپ دیکھا تھا۔ آخر کار یہ بت اسی مقام پر دستیاب ہوا اور بادشاہ نے اس کو اسکندریہ میں پہنچایا۔ (۲) **التماسی خواب** اس عنوان کے تحت وہ خواب آتے ہیں جو بادشاہ مصائب اور پریشانی کے وقت دیکھا کرتے تھے دیوتا ان کے خواب میں آتے اور مستقبل کے متعلق کچھ روشنی ڈالتے یا ان کی رہنمائی کرتے اس قسم کے تاریخی خواب ہم تک پہنچے ہیں۔ میر نیاتھ (کرنک کے معبد عظیم) کے قدیم کتبہ سے مفصلہ ذیل خواب کا پتہ چلتا ہے۔ بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ پٹہ (Ptah) کا بت فرعون کے سامنے کھڑا ہوا ہے بت اس کو ایک تلوار دے رہا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اس کو لے اور اپنے سینہ سے خوف زدہ دل نکال دینے فرعون نے کہا اچھا! ہیرادوطوس نے اسی قسم کا ایک خواب بیان کیا ہے۔ یونانیوں کی طرح اہل مصر بھی ہیاکل میں خواب دیکھنے کے لئے عبادت کرتے تھے اور اپنے مختلف مقاصد، دفع مرض، حصول صحت، حل مشکلات، وغیرہ کے لئے دیوتاؤں سے مدد طلب کرتے تھے خواب میں دیوتا ان کی رہنمائی کرتے تھے بمقام "اسنائے سرپت القدیم" کے بت کدہ میں اس قسم کے بعض مقامات تھے جہاں لوگ "ھیتھر" دیوی کو خواب میں۔

دیکھنے کے لئے جاتے تھے۔ تاکہ اس سے لعل کی کان کا پتہ لگائیں معابد میں جاکر خواب دیکھنے یا دیوتاؤں کو خواب میں خود نظر آنے کے علاوہ سحر کے ذریعہ بھی خواب دیکھنے کا طریقہ مصریوں میں مروج تھا۔ مصریوں کے خواب سے متعلق جو کچھ واقعات ملتے ہیں ان میں عموماً سلاطین اور دیوتاؤں کا تذکرہ پایا جاتا ہے عام لوگوں کے خواب کے حالات نہیں ملتے مثلاً کسی عام مصری کا دور دراز مقام میں سفر کرنا خواب میں موت کا پیام سننا ماضی کی دنیا کا سامنے آجانا۔ مستقبل کے حوادث کی اطلاع وغیرہ مصریوں کے خواب ہیں نہیں ملتے مصریوں کے یہاں خواب کی کیمیاوی حیثیت کے متعلق کیا عقائد تھے اس کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ ان کے یہاں تعبیر خواب کے متعلق بحر الروم کے علاقہ میں رہنے والی قوم کی طرح کوئی کتاب نہ تھی۔ اہل مصر دوسری قوموں کی طرح یہ عقیدہ نہیں رکھتے تھے کہ ان کی روحیں نیند میں جسم سے آزاد ہو کر مختلف مقامات اور باطنی عالم کا دورہ کرتی ہیں۔ بلکہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ نیند میں انسان میں ذکاوت حس پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کے ذریعہ وہ ایسی موجودات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جنکو عالم بیداری میں نہیں دیکھ سکتے چونکہ اس وقت حواس زیادہ سریع نہیں رہتے۔ دنیا کے مذاہب کے برخلاف مصری قوم نیند کو ایک قسم کی موت سے تعبیر نہیں کرتی بلکہ اس کو لطافت حسّی (Lucid Sensitiveness) کی ایک ایسی حالت سمجھتی ہے جس میں افراد کی روحوں کی بصیرت زیادہ بڑھ جاتی ہے گویا نیند ان کے یہاں صوفیہ کی اصطلاح "وجد" کے مرادف ہے۔

ٹیوٹانک قوم

اس قوم کی زندگی میں بھی خواب کو بہت بڑی اہمیت حاصل تھی لیکن ان کے یہاں اس کی
حیثیت بالکل الہامی تھی ان کا خیال تھا کہ خواب دیکھنے والے کا مستقبل اور اس کا ماحول
قریب اس کے ذریعہ قبل از حدوث آشکارا ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کا کوئی پتہ نہیں چلتا
کہ خواب ان کے مذہب میں بھی کوئی حصہ رکھتا تھا ٹیوٹونک کا یہ عقیدہ نہ تھا کہ خواب
کے دیوتا اکثر الہام کرتے ہیں اور عہد وسطی کے آخری صوفیانہ خواب مسیحیت کے ارتقاء
کا نتیجہ ہیں۔ اسکندریہ کے اندر جہاں عہد حاضر میں عہد جہل وکفر کی تمام معلومات حاصل ہوتی
ہیں خواب کو نہ صرف۔ مذہب سے خارج کر دیا گیا تھا بلکہ بڑی حد تک دنیائے
سحر وساحری کے اندر بھی اس کو کوئی وقعت نہ تھی خواب کی تعبیر کو ساحرانہ قوتوں سے کوئی
علاقہ نہ تھا بلکہ اس کا تعلق زندگی پر فلسفیانہ حیثیت سے نظر ڈالنے اور دنیا کے متعلق وسیع
معلومات رکھنے پر مبنی تھا۔ ان کے عقیدہ کے مطابق خواب میں لوہا دیکھنا آگ لگنے کی علامت
ہے ان کے خواب کا بیشتر حصہ فال وشگون کا پہلو لئے رہتا ہے ٹیوٹانک قوم کے مختلف
ممالک میں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ کسی نئے گھر یا کم از کم نئے بستر پر سونا خواب دیکھنے کا
بہترین ذریعہ ہے جرمنی کے بعض حصوں میں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ اگر خواب دیکھنے والا
دن کے وسط حصہ تک اپنا برا خواب بیان نہ کرے تو اس خواب کے اثر سے وہ محفوظ
رہے گا۔ ہمارے ٹیوٹانک یورپ میں بعض راتیں خواب کے لئے بہت اہمیت رکھتی ہیں

بالخصوص "بارہ راتیں" اور "وسط موسم کی رات" سویڈن اور جرمنی دونو جگہ لوگوں کا دستور ہے۔ کہ وسط موسم گرما کے موقعہ پر نو قسم کے مختلف پھولوں کا ایک گلدستہ تکیہ کے اندر رکھکر سوتے ہیں ان کا یقین ہے کہ اس موقعہ پر جو وہ خواب دیکھیں گے صحیح ثابت ہوگا

ہندؤں کا نظریہ اور خواب

ہندؤں کی مذہبی ادبیات کی ایک کتاب "برہد ارنیک اپنیشد" کے اندر خواب کے متعلق دو اصول پائے جاتے ہیں۔ (۱) خواب کے اندر روح دنیا سے اپنا مواد لیتی ہے اور اس کو اپنے لئے اپنی ہی روشنی میں جیسا کہ ان اشیا کو وہ دیکھتی ہے تیار کرتی ہے۔ (۲) نیند میں روح جسم کو چھوڑ دیتی ہے اور اپنی مرضی کے مطابق جہاں چاہتی دورہ کرتی ہے۔ اس لئے ان کے یہاں یہ حکم ہے۔ کہ سوتے والے کو یکایک نیند سے بیدار نہیں کرنا چاہیئے۔ چونکہ ممکن ہے کہ روح اس قدر جلد واپس نہ آسکے "رگ وید" اور "اتھر وید" کے بہتیرے اشلوک میں خوابوں کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ اتھر وید میں بہت سی ہدایات ہیں جن پر خواب دیکھنے کے موقعہ پر عمل کرنا چاہیئے۔ "چھاندوگیا اپنیشد" میں بتایا گیا ہے کہ اگر کسی مقصد کے پورا ہونے کے لئے کوئی قربانی کی جائے اور اگر قربانی کرنیوالا خواب میں ایک عورت کو دیکھے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ قربانی میں کامیابی ہوئی۔ خواب میں زیور بنانا "رگ وید" کے مطابق منحوس ہے۔ "ایترے آرنیک" میں ان خوابوں کی ایک فہرست دی ہوئی ہے جن سے موت کی پیشینگوئی ہوتی ہے مثلاً ایک سیاہ فام سیاہ دندان آدمی کے

ہاتھوں خود کو قتل ہوتے دیکھنا۔ ایک خوک کو اپنے اوپر قاتلانہ حملہ کرتے دیکھنا۔ بندر کو اپنے اوپر کودتے دیکھنا۔ ہوا کا تیزی سے اڑائے لیئے جانا۔ شہد کھاتے دیکھنا اور کھلی چبانا۔ سرخ پھولوں کا ہار پہننا۔ سیاہ گائے کو جس کا کھر سیاہ ہو جنوب کی طرف ہانکتے دیکھنا۔

جینیوں کا مذہبی عقیدہ

ہر ایک ملک کی تاریخ میں بعض واقعات قومی اہمیت رکھتے ہیں یہ واقعات ساری قوم کے حافظہ اور قلب میں جاگزیں ہو جاتے ہیں ان واقعات کے ساتھ جو چیزیں ان پر گذری ہیں یا جنہوں نے حکومت دلائی ہے یہ بھی قوم کے خزینہ حافظہ میں جمع ہو جاتی ہیں۔ ایک عظیم الشان "تری تھینکر" کی ولادت ایک ایسا ہی بڑا واقعہ ہے اور سولہ خواب جو اس بلند ہستی کی ماں دیکھتی ہے ایک بابرکت مولود کی ولادت کی پیشینگوئی ہے جس طرح صبح کیوقت آفتاب کا نظارہ جمیل۔ یہ خواب اعجازی آثار ہیں ایک ایسی ہستی کی ولادت کے جو دنیا کو صداقت معرفت اور خوشی کی طرف رہنمائی کرے گا۔ ان سولہ خوابوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ایک سفید ہاتھی...... اس کی تعبیر یہ ہے کہ انسان کے ایک حکمران کی ولادت ہوگی۔

ایک سفید سانڈ...... یہ مولود مسعود زندگی میں بہت جلیل القدر عظیم المرتبت ہوگا۔ ایک ڈکارنے والا شیر...... یہ لڑکا حد درجہ قوی ہوگا۔ دو ہاتھیوں کا لکشمی دیوی کو اشنان کرانا...... دیوتاؤں کا دیوتا اس مولود کو میرو پہاڑی پر غسل دے گا۔ پھولوں کے دو ہار...... یہ ہیرو دو نقطہ نظر سے تبلیغ کرے گا۔ ایک دینوی فلاح کے لئے دوسرے دینی بہبودی

سے کے لیے طلوع ہونیوالا آفتاب یہ ہیرو ساری دنیا میں مسرت کی روح پھونک دے گا
ناہ کا پل۔۔۔۔۔۔ اس مولود کو تمام اشیاء کی مکمل معرفت حاصل ہوگی۔ دو مچھلیوں کا پانی پر
تیرتی ہوئی نظر آنا۔۔۔۔۔۔ یہ مولود عمر طبعی کو پہنچے گا اور آسان زندگی گذارے گا۔ دو گگرون
(برتن) کا کنول کے پھولوں سے مملو نظر آنا۔۔۔۔ دنیا کے خزانے اس کے قبضہ میں آئینگے۔ ایک
جھیل کا پانی سے بھرا ہونا اور اس پر کنول کے پھولوں کا تیرنا۔۔۔۔۔۔۔ یہ مولود دنیا میں تمام
شریفانہ اوصاف سے متصف ہوگا۔ ایک بحر مواج۔۔۔۔۔۔ یہ شخص بہت گہرے خیال کا
آدمی ہوگا۔ اور اپنے احساسات موثر اور شاندار طریقہ سے ظاہر کریگا۔ ایک تخت۔۔۔۔
۔ یہ مولود تین دنیاؤں کا بادشاہ ہوگا۔ ایک غبارہ۔۔۔۔۔۔ یہ دیوتاؤں کی سرزمینوں سے
اترتے وقت دوبارہ اوتار لے گا۔ ناگ "راجہ" کا گھر۔۔۔۔۔۔ یہ شخص اشیاء کی تین قسموں
کے علم کا استاد ہوگا۔ جواہرات کا ڈھیر۔۔۔۔۔۔۔ یہ مولود چار دانگ عالم میں محاسن کے
جواہرات بکھیر دے گا۔ دہکتی ہوئی آگ۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کو نروان (فنا) کی ابدی نعمت
حاصل ہوگی۔ جین سدھانت بھون (آرہ) میں ایک قلمی تصویر ہے۔ اس تصویر میں اسی چندر
گپت کے خوابوں کی تفصیل ہے جس کو بدھ، جین اور سناتن دھرم اپنے مذہب کا ایک رکن
تسلیم کرتے ہیں لیکن ان کے "جین" ہونے کا کافی ثبوت "تھا بھاسکر نائک" اخبار میں جو جین
"سدھانت بھون" سے شائع ہوتا تھا دیا جا چکا ہے یہ جین مذہب کے پیرو تھے ان کے
پیر سوامی بھدر باہو تھے۔ جب یہ سادھو ہوئے تو ان کا نام پر بھاچندر رکھا گیا تھا جس وقت
سکندر نے ہندوستان پر چڑھائی کی تھی اس وقت اس نے جین مذہب کی حفاظت کی تھی

اس تصویر میں دکھلایا گیا ہے کہ وہی چندر گپت رات کے وقت ایک پلنگ پر سوتے ہیں اور ان کا پاسبان محافظت کر رہا ہے اس وقت وہ ایک خواب دیکھتے ہیں۔
(۱) غروب ہوتے آفتاب کو دیکھا...... مستقبل میں مکمل جین شاستر کا جاننے والا کوئی نہ ہوگا۔ گرد میں پڑے ہوئے جواہرات...... جینی فقراء میں باہمی نفاق و مخالفت ہوگی۔ (۳) مراد پوری کرنے والے درخت کی ڈال ٹوٹی ہوئی...... راجپوت جین مذہب کے پابند رہینگے (۴) سمندر کا پانی ساحل سے آگے ہو جانا...... راجہ انصاف وری تہین کرینگے۔ (۵) بارہ پھنوں والا سانپ...... بارہ برس تک قحط پڑے گا۔ (۶) اڑن کھٹولہ کا الٹا دیکھنا...... نیند میں اب دیوتا نہیں آئینگے۔ (۷) اونٹ پر چڑھا ہوا شاہزادہ ...... راجہ جین دھرم چھوڑ کر دوسرے دھرم کا اتباع کرینگے۔ (۸) دو کالے ہاتھیوں کا لڑنا ...... وقت پر بارش کم ہوگی۔ (۹) رتھ کو ہانکنے والا بچھڑا...... جوانی سے پہلے ہی برہم چرج ہوں گے۔ (۱۰) ہاتھی پر چڑھا ہوا بندر...... راجپوت راجاؤں کے غلام ہو کر رہینگے (۱۱) بھوت کا رقص...... جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش۔ (۱۲) سونے کے برتن میں کتے کا کھانا ...... مالدار اپنے دولت برے کام میں صرف کریں گے۔ (۱۳) جگنو کی چمک دیکھنا...... جین مذہب بہت کم رہے گا۔ (۱۴) خشک تالاب اور دکن میں قلیل بارش دیکھنا...... دیگر حصوں میں جین مذہب کم ہو جائے گا دکن میں اس کی کسی قدر اشاعت ہوگی۔ (۱۵) گرد میں کھلا ہوا کنول...... راجہ یا تو غیر جین مذہب کے پیرو ہوں گے اور جین مذہب کے ماننے والے مہاجن ہوں گے۔ (۱۶) مہتاب میں داغ...... جین مذہب میں بہت فرقے ہو جائینگے

سکان جاپان

خواب کے متعلق جاپان کے باشندے بھی وہی عقیدہ رکھتے تھے جو دنیا کی دوسری قوموں کے یہاں تھا ان کی ادبیات میں مختلف خوابوں کا تذکرہ پایا جاتا ہے جن میں ایک بہت دلچسپ ہے۔ شہنشاہ سوئینن سے اس کی بیوی نے غداری کی اس نے اپنے رفیق "ساہو" کے شہزادہ کے اغوا کے باعث شہنشاہ کو نیند میں مار ڈالنے کی کوشش کی شہنشاہ کو اسکی خبر نہ تھی وہ شہزادی کی ساق کا تکیہ لگا کر سو رہا تھا شہزادی نے رات کے وقت اس کا گلا گھونٹ ڈالنا چاہا اسنے تین مرتبہ چھرا اٹھایا لیکن گلا گھونٹنے میں کامیاب نہو سکی چونکہ اس پر ایک ناقابل ضبط غم کا احساس طاری تھا وہ رونے لگی اور آنسو کے قطرے شہنشاہ کے چہرہ پر ٹپک پڑے شہنشاہ بیدار ہو گیا۔ اور ملکہ سے کہا کہ ایک عجیب خواب دیکھا ہے دیکھتا ہوں کہ بارش کا ایک سخت بوچھار "ساہو" کے طرف سے آیا اور اس نے میرے چہرے کو تر کر ڈالا پھر شبجیر رنگ کا ایک چھوٹا سانپ میری گردن کے چاروں طرف لپٹ گیا اس خواب کی کیا تعبیر ہو گی؟ ملکہ نے جانا کہ اب حقیقت کا چھپانا فضول ہے اس نے اپنے اس غدارانہ ارادہ کا اعتراف کیا جس کے متعلق شہنشاہ کو خواب میں ہشیار کیا گیا تھا۔ جاپانیوں کے یہاں خواب کو اتنی ہی اہمیت دی جاتی تھی کہ جانوروں کے خواب کے بارہ میں افسانے ہیں۔ ان کے یہاں ایک ضرب المثل ہے کہ حتیٰ کہ ایک

ہرنا بھی خواب کی تعبیر کی پیروی کرتا ہے[1]۔ اس کی تفصیل یہ بتائی جاتی ہے کہ ایک شخص بمقام طوغہ (TOGA) پہنچا اور جنگل میں رات بسر کی اس کے نزدیک ہرن کا ایک جوڑا بھی آکر لیٹ رہا جب مرغ کے بانگ دینے کا وقت آیا تو ہرن نے ہرنی کو خطاب کر کے کہا آج کی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سفید کپڑا آیا اور اس نے میرے جسم کو چھپا لیا۔ اس کی کیا تعبیر ہے؟ ہرنی نے کہا اگر تم باہر جاؤ گے تو یقیناً انسان تم کو گولی مار دیں گے اور تم مر جاؤ گے تمہارے جسم میں سفید نمک لگائی جائے گی۔ کپڑے کی سفیدی کی یہی تعبیر ہے ابھی صبح بھی ہونے نہ پائی تھی کہ ایک شکاری آیا اور اس نے ہرن کو گولی سے مار ڈالا۔

یہودی ادب میں خواب کی اہمیت

یہودیوں کی مذہبی کتابوں میں خواب کے بہتیرے تذکرے ملتے ہیں کہیں خواب میں یعقوبؑ کے سیڑھی دیکھنے کا ذکر ہے کہیں فرعون کے خواب دیکھنے اور یوسفؑ کے تعبیر بتانے کا واقعہ ہے کہیں موسیٰ کی پیدائش کے بارہ میں فرعون کے خواب دیکھنے کا تذکرہ پایا جاتا ہے اسی طرح کتاب دانیال خواب کے تذکروں سے بھری ہوئی ہے۔ بیت المقدس بنانے کے قبل سلیمانؑ سے خواب میں خدا نے کلام کیا۔ یہودیوں کے

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے۔ مقالہ نگار نے بھی جانوروں کے خواب پر روشنی ڈالی ہے اس کی تحقیق ہے کہ شکاری کتے عام کتوں کی بہ نسبت زیادہ خواب دیکھتے ہیں۔

یہاں خواب کی تعبیر بتانا ایک باضابطہ فن بنگیا تھا۔ تلمود میں ایسے اشخاص کا تذکرہ ہے جو تعبیر گوئی کا معاوضہ پاتے تھے۔ خواب کی تعبیر بتانے والے چوبیس آدمی بیک وقت بیت المقدس میں تھے "بار ہدایہ" نامی ایک آدمی کا تذکرہ پایا جاتا ہے جو اپنے معاوضہ کی رقم کے مطابق خواب کی تعبیر بتایا کرتا تھا۔ تلمود میں خواب کی بہت سی تعبیریں مرقوم ہیں۔ اگر کوئی شخص برا خواب دیکھتا تو روزہ رکھتا اور ایک خاص دعا کا ورد کرتا۔ یہودی ادبیات میں "آسمانی جواب" کے متعلق ایک دلچسپ تصنیف پائی جاتی ہے یہ غالباً بارھویں یا تیرھویں صدی میں لکھی گئی۔

بخت نصر کا خواب جو اس نے دیکھا تھا یہودیوں کی کتابوں میں درج ہے اور اسلامی مورخوں نے بھی اسکو لکھا ہے

ابوالفدا لکھتا ہے،

قالوا رأى صنماً رأسه من ذهب وصدره وذراعاه من فضة وبطنه وفخذاه من نحاس وساقاه وقدماه من حديد وأصابع قدميه بعضها حديد وبعضها خزف وان حجراً انقطعت من جبل من غير يد قاطعة له وصكت الصنم فاندق الحديد والنحاس وغيره وصار جميع ذلك مثل الغبار والوت به ريح عاصفة ثم صارت الحجر التي صكت الصنم جبلاً عظيماً امتلأت منه الارض كلها[1]

ان کا بیان ہے کہ اس نے خواب میں ایک بت دیکھا جس کا سر سونے کا جس کا سینہ اور بازو چاندی کا پیٹ اور ران تانبے کی پنڈلی اور پیر لوہے کا اور پیر کی انگلیاں بعض لوہے کی اور بعض چینی کی مٹی تھیں، یکایک ایک پتھر پہاڑ سے ٹوٹ کر گرا جس کے گرانے میں کسی کا ہاتھ نہ تھا اس نے بت کو توڑ دیا پھر لوہا اور تانبا وغیرہ ملکر کل مثل غبار ہوگیا اس سے تیز ہوا چلی اور وہ پتھر جس نے بت کو توڑ ڈالا تھا عظیم الشان پہاڑ کر ساری زمین پر چھا گیا

---

[1] تاریخ ابوالفدا جلد ا صفحہ ۴۵

بخت نصر نے کہا کہ میں اس خواب کی تعبیر اس وقت تک سچی نہیں تسلیم کرسکتا جب تک
کوئی یہ نہ بتادے کہ میں نے کیا دیکھا اور بخت نصر نے اس کو پوشیدہ رکھا اور عالموں
جادوگروں اور کاہنوں سے اس کے متعلق دریافت کیا لیکن کسی میں خواب بیان کرنے
کی طاقت نہ تھی یہاں تک کہ بخت نصر نے حضرت دانیالؑ سے سوال کیا انہوں نے اسکے
خواب کی جو اس نے دیکھا تھا صورت بیان کی اور اس میں کچھ غلطی نہ کی۔ اس کے بعد آپنے
اس کی تعبیر بتائی آپ نے فرمایا کہ "سر" سے مراد تیری سلطنت ہے چونکہ تو بادشاہوں
کے درمیان مثل سونے کے سر کے ہے اور جو شخص تیرے بعد جانشین ہوگا وہ تجھ سے کمتر درجہ
میں ہوگا جیسا چاندی سونے کے مقابلہ میں ہوتی ہے یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے کل جانشین
منزلت میں اپنے ماسبق سے کمتر ہوں گے۔ جیسے تانبا چاندی سے اور لوہا تانبے سے کمتر
ہوتا ہے اور انگلیوں کی پوریں جن میں بعض لوہے کی اور بعض چینی کی مٹی کی تھیں پس یقیناً
تمہاری سلطنت آخر وقت میں مختلف ریاستوں میں تقسیم ہوجائے گی بعض قوی ہونگی اور
بعض کمزور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک ایسی سلطنت قایم کرے گا جو آخر زمانہ تک
قایم رہے گی یہی تمہارے خواب کی تعبیر ہے پس بخت نصر دانیالؑ کے سامنے سجدہ میں گر پڑا

خاندان کیانیہ کے مشہور بادشاہ لہراسپ کے زمانہ میں بخت نصر اس کا نائب تھا
ابوالفدا نے ابو عیسیٰ کی روایت کے مطابق بخت نصر کی حکومت کی مدت ستاون[۵۷] برس
ایک ماہ اور آٹھ دن بتائی ہے، اس کے بعد اس کا لڑکا اولاق تخت نشین ہوا پھر اس کا پوتا
بلطشاصر سریر آرائے حکومت ہوا

اسلامی خواب

اسلامی ادبیات کے اکثر شعبوں میں مسئلہ خواب کی بحثیں ملتی ہیں خود قرآن مجید کے اندر سرسری طور سے ایک نظر ڈالنے کے بعد پانچ مقامات میں خواب کا تذکرہ ملتا ہے[1] سورۂ یوسف کو اس سلسلہ میں خاص اہمیت حاصل ہے، الغرض اسلامی ادبیات کے اندر فلسفہ و تصوف، تاریخ و سیر، شعر و موسیقی، حدیث و کلام کی مختلف کتابوں میں خواب کے فلسفہ و تعبیر سے بحث کی گئی ہے، اگر ایک طرف بخاری و مسلم، غزالی و سنائی نظر آتے ہیں، جو حدیث، تصوف و شعر کے علم بردار ہیں۔ تو دوسری طرف ابن خلدون، جاحظ، وابن حزم جیسے مورخین، فلاسفہ اور متکلمین نے بھی اس مسئلہ پر اپنی توضیحات پیش کی ہیں، سطور ذیل میں ابن خلدون اور ابن حزم کے فلسفیانہ اور متکلمانہ نظریات کا خلاصہ درج کیا جا رہا ہے۔

---

[1] اذ قال یوسف لابیہ یا ابت انی رأیت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رأیتہم لی سٰجدین (سورۂ یوسف) وقال الملک انی اریٰ سبع بقرٰت سمان یاکلھن سبع عجاف وسبع سنبلٰت خضر واخر یٰبسٰت (ایضاً) قال یٰبنیّ انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ (سورۂ والصٰفٰت)۔ اذ یریکہم اللہ فی منامک قلیلاً (الانفال) لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق (الفتح)

[2] سورۂ یوسف میں بادشاہ مصر کے خواب کا تذکرہ ہے اس کے متعلق فریوڈ کی کتاب "تعبیرات خواب" اور معجم المذاہب والاخلاق (انسائیکلوپیڈیا آف ریلجن اینڈ اتھکس) میں بھی بحث کی گئی ہے عربی زبان میں علمائے اسلام نے تعبیر کی جتنی کتابیں لکھی ہیں ان میں وہی اصول پیش رکھا گیا ہے جو مشہور معبر "آرٹیمیڈ اراس" کی کتاب میں ہے اس کو فریوڈ "طریق صفر" کہتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ بالکل لاطائل چیز ہے اور علم و تحقیق سے معرّا (ع۔م)

تعبیر خواب کے سلسلہ میں تقلیسی کی کتاب "کامل التعبیر بھی قابل ذکر ہے" اس کے مصنف کا نام ابوالفضل حسین بن ابراہیم محمد تقلیسی ہے جنہوں نے قزل ارسلان مسعود ناصر کے عہد میں یہ کتاب لکھی مقدمہ میں مصنف نے بہت سی کتابوں کے نام گنائے ہیں۔ جن میں اکثر وہی ہیں جن کا تذکرہ "کشف الظنون" میں بھی ملتا ہے تقلیسی کا بیان ہے۔ "این ضعیف اقوال شش کس یاد کرد کہ ہر کس در عہد خویش یگانہ و حکیم وقت بودہ اند"

ان ماہرین خواب اور ان کی تصنیفات کے نام یہ ہیں۔ وصول دانیال، تقسیم جعفر، جامع محمد بن سیرین، ارشاد جابر مغربی، دستور ابراہیم کرمانی، تعبیر اسمٰعیل ابن اشعث۔ کامل التعبیر کا ایک قلمی اور ایک مطبوعہ نسخہ پٹنہ لائبریری میں ہے تعبیر کرنے میں وہی اصول برتا گیا ہے جس کو فرائیڈ "Clpher Method" کہتا ہے (ع۔م)

ابن خلدون کا فلسفہ خواب

علامہ ابن خلدون نے مسئلہ نبوت کے سلسلہ میں کہانت، خواب، اور دوسرے غیب کی معلومات پر بڑی فلسفیانہ بحث کی ہے، اس کی عالمانہ نکتہ سنجیوں پر ایک نظر ڈالنے کے بعد معاً برگساں، فرائیڈ اور ایبر کرامبی کے افکار و آرا سامنے آجاتے ہیں، خصوصیت کے ساتھ

برگساں نے خواب کے اسباب تخلیق اور اس کی ماہیت سے متعلق جو بحث کی ہے وہ ابن خلدون کی صدائے بازگشت معلوم ہوتی ہے علامہ موصوف نے پہلے خواب کی ماہیت بتائی ہے، پھر اس کے وقوع کا سبب بتایا ہے پھر اس کے بعد اولیا، انبیا اور عام انسانوں کے خواب کے مراتب پیش کیے ہیں اور اس نوع کے انبیا کے خواب اور غیبی پیشین کا فرق و امتیاز دکھایا ہے، اسی سلسلہ میں انھوں نے حواس خمسہ سے بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ کس طرح یہ انسان کے نفس روحانیہ میں حجاب کی حیثیت رکھتا ہے، یہیں برگساں کے افکار سے اس مشرقی علامہ کے خیالات مل جاتے ہیں، ابن خلدون نے اس کے بعد نفس روحانیہ سے حجاب حواس کے اٹھ جانے کے مسئلہ پر بڑی مفصل بحث کی ہے، اور ضمناً ان احادیث کی فلسفیانہ تشریح کی ہے، جن میں خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ بتایا گیا ہے اس کو "مبشرات" سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کے حدوث کو خدا، فرشتہ، اور شیطان کی طرف نسبت دیا گیا ہے، آخر میں ابن خلدون نے "حالومیہ" یا "حالومہ" کے متعلق نہایت دلچسپ بحث کی اور بتایا ہے کہ کس طرح بعض اہل ریاضت کسی خاص مقصد کے لیے خواب دیکھتے ہیں اسی کو "کتاب الغایۃ" کے مصنف نے "حالومیۃ الطباع التام" سے تعبیر کیا ہے اس میں ہوتا یہ ہے کہ شب کو سونے کے وقت تمام امور سے فارغ ہو جانے کے بعد پوری توجہ سے مفصلہ ذیل عجمی الفاظ (منتر) دہراتے ہیں۔

تماغس بعدان یسواد وغداس نوفنا غادس

اور اس کے بعد اپنی حاجت بیان کرتے ہیں پھر جو کچھ سوال کیا جاتا ہے اس کا کشف ہو جاتا ہے

اس سلسلہ میں علامہ موصوف نے ایک روایت بیان کی ہے اور اپنا ذاتی تجربہ بھی بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ایک آدمی نے چند راتوں کو اپنی غذا میں احتیاط ملحوظ رکھنے کے بعد کلمات بالا دہرائے ایک شخص اس کے سامنے ظاہر ہوا اور اس نے کہا کہ میں تمہارا "طباع تام" ہوں پس اس آدمی نے اس سے سوال کیا اس نے جو کچھ اس کی خواہش تھی اس کو خبر دی۔ ابن خلدون کہتے ہیں کہ میں نے بھی ان اسمار کے ورد سے بعض عجیب و غریب نظارے دیکھے اور مجھے ان کے ذریعہ اپنے ان حالات سے جن کے متعلق میں واقفیت حاصل کرنا چاہتا تھا اطلاع ملی "حالومیہ" کی بحث ختم کرنے کے بعد علامہ ابن خلدون کہتے ہیں کہ حالومیہ سے نفس کے اندر خواب کے حدوث کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے نہ کہ یہ قصد خواب رویا کے حدوث کا سبب ہے، علامہ ابن خلدون خواب کی حقیقت کے متعلق لکھتے ہیں۔

ماہیت خواب

فحقیقتها مطالعة النفس الناطقة فی ذاتها الروحانیة لمحة من صور الواقعات ط

پس خواب کی حقیقت یہ ہے کہ نفس ناطقہ اپنی ذات روحانی میں آنے والے واقعات کا کسی وقت مطالعہ کر لیتا ہے اس کے بعد علامہ موصوف فرماتے ہیں۔

فتقتبس بها علم ما تتشوق الیه من الامور المستقبلة وتعود به الی مدارکها فان کان ذالک الاقتباس ضعیفا غیر جلی بالمحاکاة والمثال فی الخیال لتخلطه فیحتاج من اجل هذه المحاکاة الی التعبیر وقد یکون الاقتباس قویا یستغنی فیه عن المحاکاة فلا یحتاج الی تعبیر لخلوصه من المثال والخیال ط

یہ نفس ناطقہ اپنی روحانیت کی مدد سے آنے والی باتوں کا علم حاصل کر کے اپنی قوت ادراک سے کام لیتا ہے کبھی یہ علم کمزور اور دھندلا ہوتا ہے یعنی خیالی تمثیل اور محاکاۃ کی آمیزش کی وجہ سے زیادہ صاف نہیں ہوتا اور ایسی صورت میں تعبیر کی حاجت ہوتی ہے بعض اوقات یہ علم قوی ہوتا ہے اور محاکات کی بندشوں سے آزاد ہوتا ہے اور اس صورت میں تعبیر کی ضرورت نہیں پڑتی

ابن خلدون کا یہ نظریہ ڈاکٹر فریوڈ سے بالکل ملجاتا ہے فریوڈ نے اپنی کتاب کے
ایک باب "پیچیدہ خواب" (Distorted Dream) میں اسی نظریہ کی
توضیح کی ہے علامہ موصوف خواب کے سبب حدوث کے متعلق فرماتے ہیں۔

سبب وقوع

والسبب وقوع
هذه اللمحة للنفس انها ذات روحانية
بالقوة مستكملة بالبدن ومداركه
حتى تصير ذاتها تعقلاً محضاً ويكمل
وجودها بالفعل فتكون حينئذ ذاتاً
روحانية مدركة بغير شيء من
الآلات البدنية الا ان نوعها في
الروحانيات دون نوع الملائكة
اهل الافق الاعلى الذين لم يستكملوا
ذواتهم بشيء من مدارك البدن
ولا غيره فهذا الاستعداد حاصل
لها مادامت في البدن ومنه
خاص كالذي للاولياء ومنه
عام البشر على العموم ط

اور نفس پر ایسے لمحہ کے گذر جانے کا
سبب یہ ہوتا ہے کہ (نفس) خود ایک
روحانی ذات ہے جس کی تکمیل بدن اور
اس کے مدارک کے ساتھ ملکر ہوتی ہے
یہاں تک کہ وہ عقل محض بنجاتا ہے۔
اور ایسی روحانی ذات ہوجاتا ہے کہ
اعضاء وجسم کی مدد کے بغیر وہ ادراک
کرنے لگتا ہے لیکن اس کی یہ روحانیت
ان فرشتوں کی سی روحانیت نہیں ہوتی
جن کی ذاتی تکمیل کا تعلق جسمانی یا غیر جسمانی
قواء سے نہیں ہوتا بلکہ نفس کی یہ استعداد
اسی وقت تک حاصل رہتی ہے۔
جب تک اس کا تعلق جسم کے ساتھ باقی
ہے پھر ان میں بعض اولیاء اللہ کے سے

خالص نفوس ہوتے ہیں اور بعض عام انسانوں کے سے۔ اس کے بعد علامہ ابن خلدون نے انبیا کے خواب کی حالت کو اس سے متمایز بتایا ہے فرماتے ہیں۔

فھو استعداد بالانسلاخ من البشریۃ الی الملکیۃ المحضۃ التی ھی اعلی الروحانیات ط

اور وہ اس استعداد کا نام ہے جس میں بشریت کی چولی چھوڑ کر محض ملکوتیت میں جو سب سے بلند اور روحانی مقام ہے انسان جذب ہو جاتا ہے۔

انبیاء پر یہ حالت وحی کے وقت طاری ہوتی ہے، اور اس وقت نیند ہی کی طرح ان کو ادراک ہوتا ہے؛ باوجودیکہ نیند کی حالت اس کیفیت سے بہت زیادہ پست تر ہے نیند اور وحی کی اسی مشابہت کے باعث شارع نے خواب کو نبوت کے چھیالیسواں حصہ سے تعبیر کیا ہے بعض میں تینتالیسواں حصہ اور بعض میں سترواں حصہ کہا گیا ہے ان تمام روایات میں کسی خاص عدد کی تعیین مقصود نہیں بلکہ کثرت مراد ہے وحی کی تو حالت وہی ہے جس میں انبیا بشریت سے محض ملکوتیت میں جذب ہو جاتے ہیں، لیکن عام انسانوں کی روحانی استعدادیں بہت سے موانع ہیں ان میں سب سے بڑی رکاوٹ "حواس ظاہرہ" ہے ابن خلدون کہتا ہے،

فطر اللہ البشر علی ارتفاع حجاب الحواس بالنوم الذی ھو

پس اللہ تعالی نے انسان کی فطرت میں یہ بات ڈالدی ہے کہ وہ نیند میں حواس کا

جبلی لهم فتتعرض النفس عند
ارتفاعه الى معرفة ما تتشوف
اليه في عالم الحق فتدرك في
بعض الاحيان منه لمحة يكون
فيها الظفر بالمطلوب ولذلك
جعلها الشارع من المبشرات
فقال لم يبق من النبوة
الا المبشرات قالوا وما
المبشرات يا رسول الله قال
الرؤيا الصالحة يراها الرجل
الصالح او ترى له ؎

حجاب اپنی ذات سے علیحدہ کر ڈالتا ہے
اور اس پردہ کے اٹھ جانے کے بعد نفس
عالم حق کے مشاہدہ سے معرفت حاصل
کرتا ہے پس بعض اوقات اس پر ایسا لمحہ
معرفت بھی آتا ہے جب اسے اپنی آرزوں
کی تکمیل کا علم ہو جاتا ہے اور اسی لئے
شارع نے اس کو "مبشرات" (سچے خوابوں)
سے تعبیر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ نبوت باقی نہ
رہی لیکن مبشرات باقی ہیں لوگوں نے کہا کہ
یا رسول اللہ! مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے
فرمایا سچا خواب جو پاک باز انسان دیکھے

اب اگلے صفحات میں برگساں کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ مشرق نے مغرب کے افکار و عقاید پر کس حد تک اثر ڈالا ہے، برگساں نے لکھا ہے کہ جس طرح ایک دیگ میں آبخرہ بند رہتا ہے اسی طرح بہت سے واقعات دماغ میں بند رہتے ہیں نیند انہیں واقعات و مناظر کو دماغی قید سے آزاد کرتی ہے، علامہ ابن خلدون نے "ارتفاع حجاب حواس" (حواس کا پردہ اٹھ جانا) کے مسئلہ پر عضویاتی نقطہ نظر سے بحث کرنے کے بعد خواب کے نظام تخلیقی پر روشنی ڈالی ہے فرماتے ہیں،

فاذا انخنس الروح عن الحواس
الظاهرة ورجع الى القوى
الباطنة وخفت عن النفس
شواغل الحس وموانعه ورجعت
الى الصورة التى فى الحافظة تمثل
منها بالتركيب والتحليل صورا
خياليه واكثر ما تكون معتادة
لانها منتزعة من المدركات
المتعاهدة قريبًا ثم ينزلها
الحس المشترك الذى هو جامع
الحواس الظاهرة وربما التفت
النفس لفتة الى ذاتها
الروحانيه مع منازعتها القوى
الباطنيه فتدرك بادراكها
الروحانى لانها مفطورة عليه
وتقتبس من صور الاشياء التى
صارت متعلقه فى ذاتها

جب روح حواس ظاہری سے علیحدہ
ہوکر باطنی قوتوں کی طرف مائل ہوتی ہے
اور نفس سے احساس کی مشغولیتیں کم ہوکر
اس صورت کی طرف لوٹتی ہے جو اسکے
حافظہ میں ہے تو ترکیب وتحلیل سے بعض
خیالی صورتیں سامنے آجاتی ہیں لیکن ان میں
سے اکثر معمولی ہوتی ہیں کیونکہ وہ مدرکات
قریبہ سے اخذ کی ہوئی ہوتی ہیں پھر حس
مشترک جو سارے حواس ظاہری کی جامع
ہے اپنا کام کرتی ہے اور نفس قوائے
باطنی کی کشاکش کے ساتھ کبھی اپنی ذات
روحانی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنی
روحانی ادراک کے ذریعہ سے معلومات
حاصل کرتا ہے (کیونکہ یہ اس کا فطری خاصہ
ہے) اور اس وقت ان اشیا کی صورتیں
اقتباس کرتا ہے جو اس کی ذات سے متعلق
ہوتی ہیں اسکے بعد خیال ان مدرکہ صورتوں

حينئذٍ ثم ياخذ الخيال تلك الصور المدركة فيمثلها بالحقيقة او المحاكاة في القوالب المعهودة والمحاكاة من هذه هي المحتاجة للتعبير وتصرفها بالتركيب والتحليل في صور الحافظة قبل ان تدرك من تلك اللمحة ما تدركه هي اضغاث احلام۔

کو حقیقت یا محاکاۃ کے روپ میں سامنے لاتا ہے اس لئے وہ حافظہ میں قائم ہونے والی صورتوں کے باب میں محتاج ہوتا ہو تعبیر کا اور اگر نفس نے حافظہ کے نقوش کی تحلیل و ترکیب شروع کر دی قبل اسکے کہ نفس خود کسی نتیجہ پر پہنچے تو یہی تحلیل و ترکیب "بدخوابی" کہلاتی ہے

ابن حزم کی متکلمانہ وضاحت

علامہ ابن حزم ظاہری نے جو متکلمین میں ایک خاص درجہ رکھتے ہیں خواب اور اسکے پہلی قسم اسباب تخلیق پر بحث کی ہے، انہوں نے خواب کے مختلف مراتب بتائے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ خواب بعض اوقات شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے آں حضرتؐ کے سامنے اپنا خواب بیان کیا آپ نے فرمایا کہ " لاتخبر تلعب الشيطان بك اور یہ خواب مجموعہ ہوتا ہے غیر مربوط اور غیر مسلسل واقعات کا اسی کے متعلق علامہ موصوف فرماتے ہیں۔

وهو ما كان من الاضغاث والتخليط الذي لا ينضبط ؎

اور وہ چیز خیال پریشان اور ملی جلی ہوتی ہے جس میں نظم و ترتیب نہیں ہوتی۔

؎ ملاحظہ ہو مقدمہ ابن خلدون مطبوعہ مصر ص ۸۹۔ ص ۸۱

دوسری قسم دوسرے قسم کا خواب وہ ہے جس کو "حدیث النفس" کہتے ہیں یعنی انسان جس شغل میں رہتا ہے اسی لحاظ سے وہ خواب بھی دیکھتا ہے فرماتے ہیں۔

وھو ما یشتغل بہ المرء فی الیقظۃ فیراہ فی النوم من خوف عدو ولقاء حبیب او خلاص من خوف او نحو ذلک ۵

بعض وہ خواب ہے جو انسان کا بیداری میں مشغلہ رہتا ہے اسی کو وہ نیند میں دیکھتا ہے مثلاً دشمن کا ڈر، دوست کی ملاقات، یا خوف سے رہائی اور اسی قسم کی چیزیں۔

علامہ ابن حزم کا یہ خیال ڈاکٹر فرایڈ کے اس نظریہ سے ملتا ہے کہ خواب کسی آرزو کی تکمیل کا نام ہے علامہ موصوف کے اس خیال کی توثیق ڈاکٹر ابرکرامبی کے قوانین سے بھی ہوتی ہے

تیسری قسم تیسری قسم کا خواب وہ ہے جو "غلبہ طبیعت" کا نتیجہ ہے اس سلسلہ میں علامہ ابن حزم نے بعض ایسی باتیں لکھی ہیں جن پر ڈاکٹر فرایڈ، ابرکرامبی، برگساں وغیرہ کسی نے روشنی نہیں ڈالی فرماتے ہیں۔

ومنھا ما یکون من غلبۃ الطبع کرؤیۃ من غلب علیہ الدم للانوار والزھر والحمرۃ والسرور ورؤیۃ من غلب علیہ الصفراء للنیران ورؤیۃ صاحب البلغم للثلوج والمیاہ وکرؤیۃ علیہ السوداء الکھوف والظلم والمخاوف ۵

اور ان میں بعض خواب وہ ہیں جو طبیعت کے غلبہ کا نتیجہ ہیں مثلاً اس شخص کا خواب جس میں خون کی زیادتی ہوتی ہے، روشنی، چمک، سرخی اور خوشی کا سماں نظر آنا، جس پر صفرا کا غلبہ ہو اس کو آگ نظر آنا بلغم کی زیادتی والے کو برف اور پانی کا اور جس پر سودا غالب ہے اس کو غار، ظلم اور خوف کے مناظر کا نظر آنا۔

اس میں شک نہیں ایمرکرامبی اور فرائیڈ نے عضویاتی نقطہ نظر سے بھی خواب کے اسباب تخلیق پر بحث کی ہے مثلاً فرائیڈ کی روایات میں آپ کو بعض ایسے مریضوں کا پتہ چلے گا جنہوں نے کسی مرض کی علت سے خواب دیکھا اسی طرح ایبرکرامبی نے بھی بعض ایسے خوابوں کا تذکرہ کیا ہے جو عضویاتی اختلال یا جسمانی تاثرات کا نتیجہ تھے چوتھی قسم علامہ موصوف چوتھی قسم کا خواب اس کو بتاتے ہیں جو صفائے باطن اور پاکیزگی نفس کے بعد ظاہر ہوتا ہے جب انسان کا نفس افکار فاسدہ سے پاک اور کدورت جسد سے منزہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مغیبات سے مشرف کرتا ہے اور ایسی صورت میں خواب کی سچائی، صفائی اور پاکی کے درجات کے مطابق مترتب ہوتی ہے اس کے بعد علامہ ابن حزم نے "جزءًا من النبوۃ" (خواب نبوت کا ایک جزو ہے) والی حدیث کے مختلف الفاظ پر ایک نئے پیرایہ میں روشنی ڈالی ہے۔ ابن خلدون نے بھی متکلمانہ طرز میں ان احادیث پر بحث کر کے بتایا ہے کہ حدیث میں "ستۃ وعشرین جزءًا" "ستۃ واربعین جزءًا" "جزء من سبعین جزءًا" سے محض کثرت مراد ہے اور اس طور سے انہوں نے عوام اور انبیا کے خواب میں فرق و امتیاز بتایا ہے یعنی نبوت اور رویائے صالحہ میں جو فرق ہے اس سے کسی خاص عدد کی تعیین مقصود نہیں۔ اس لئے حدیث کے الفاظ میں "چھبیسواں حصہ" یا چھیالیسواں یا سترواں حصہ کہا گیا تو ان تمام اعداد سے کثرت مراد ہے نہ کہ کسی خاص عدد کا تعیین، مگر علامہ ابن حزم نے حدیث کے ان مختلف الفاظ کی ایک

نہایت عمدہ توضیح کی ہے، فرماتے ہیں،

ھذا النص جلی علی ما ذکرنا من تفاضلہا فی الصدق والوضوح والصفاء من کل تخلیط ؎	سچائی اور وضاحت اور تمام ملاوٹ سے پاکیزہ رہنے کے اعتبار سے خوابوں کے جس باہمی فضیلت کا ذکر ہم نے کیا ہے اس پر یہ کھلی ہوئی نص ہے۔

اگلے سطور میں علامہ موصوف کا یہ نظریہ لکھا گیا ہے کہ صفائے باطن کے مطابق سچا اور اصل خواب ظہور پذیر ہوتا ہے اب انہوں نے حدیث جزء امن النبوۃ کے مختلف الفاظ سے استدلال کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس میں اسی فرق و امتیاز کا اظہار کیا گیا ہے یعنی کوئی خواب نبوت سے چھبیس درجہ کوئی چھیالیس درجہ اور کوئی ستر درجہ قریب ہوتا ہے۔



؎ ملاحظہ ہو کتاب الفصل فی الملل والاھواء والنحل للعلامہ ابن حزم ابن حزم مطبوعہ مصر جلد ۵ ص ۱۹

پیش لفظ

از

(ادیب عصر، حضرت علامہ نیاز فتحپوری مدظلہٗ)

مولانا عبدالمالک آروی باوجود اس کے کہ وہ خود عملی انسان ہیں عرصہ سے اس ادھیڑ بن میں لگے ہوئے ہیں کہ "خواب" کیا ہے اور اس کا تعلق ہماری حواس ظاہری کی دُنیا سے اگر ہے تو کس طرح کا۔

ان کی اس اُلجھن کا علم مجھے اوّل اوّل اس وقت ہوا جب ۱۹۲۹ء میں رسالۂ "جن" جاری کیا گیا اور انھوں نے ایک بسیط مقالہ اس موضوع پر تحریر کر کے میرے پاس بھیجا، یہ وہ زمانہ تھا جب مولانا موصوف سے اور مجھ سے کوئی بات "دوبدو" نہ ہوئی تھی، بلکہ میں صرف ان کی تحریروں سے اُن کے سمجھنے کی کوشش کیا کرتا تھا، اس کے کئی سال بعد جب آرہ میں ان سے ملنے اور باتیں کرنے کی عزّت میں نے حاصل کی، تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ کیا ہیں اور کیوں اتنا مابعد الطبیعاتی شغف رکھتے ہیں۔

ہر چند مجھے مولانا کی زندگی کا کوئی علم حاصل نہیں (حالانکہ مجھے اس کے حاصل کرنے کی تمنا ضرور رہی ہے) تاہم ان سے ملنے کے بعد دو باتیں ازروئے "کشف" ضرور مجھ پر روشن ہو گئیں، ایک یہ کہ قدرت

کی طرف سے. جو دماغی یا ذہنی اہلیت وہ لیکر آئے تھے، اس کے لحاظ سے ان کا ماحول سازگار ثابت نہ ہوا، اور دوسرے یہ کہ حوادث نے ان کی زندگی کو ایک خاص قسم کے "مذہبی تشاؤم" میں مبتلا کر رکھا ہے،

اِنسان کا ذہین پیدا ہونا خدا کی بڑی دین ہے، لیکن کبھی کبھی یہی فطری انعام سخت اُلجھنوں میں مبتلا کر دیتا ہے اور "نفس مطمئنہ" کی حدود تک پہنچنے سے قبل معلوم نہیں کتنی بار دامن کانٹوں میں الجھتا ہے، اور کتنا تار تار ہو جاتا ہے۔

ہو سکتا ہے عبدالمالک صاحب خارزار ہستی کی یہ تمام وادیاں طے کرنے کے بعد اس نقطہ تک پہنچ گئے ہوں جہاں "غبار شوق" سے "کعبۂ دل" کی طرح ڈالی جاتی ہے، اور "گرد راہ" اڑا کر "رنگ منزل" پیدا کیا جاتا ہے لیکن مجھے اس کا یقین نہیں، کیونکہ یہ یقین کر کے ان کو ہاتھ سے نکل جاتے ہوئے دیکھنا مجھے گوارا نہیں،

اس میں شک نہیں عبدالمالک صاحب اپنے خاندان، اپنی تعلیم و تربیت اور اپنے ماحول کے لحاظ سے پورے مولوی ہیں، لیکن باوجود اسکے مجھے اُن سے محبت ہے، خاص لگاؤ ہے، کیونکہ وہ "نامسلمانی سے" نفرت نہیں کرتے، بلکہ اگر کوئی مجھسا کافر انہیں ملجائے، تو وہ محبت بھی کرنے لگتے ہیں پھر مجھے چونکہ ابتداء عمر سے اس قوم سے واسطہ پڑا ہے اور میں ان لوگوں کے "شیوہ و انداز" سے پوری طرح واقف ہوں، اِس لیئے میں سمجھتا ہوں کہ عبدالمالک صاحب میں باوجود مولوی ہونے کے کتنی زبردست

صلاحیت" نا مولوی"، ہونے کی پائی جاتی ہے، اور معلوم نہیں میں اُن کی اس خصوصیت سے کیا کیا توقعات رکھتا ہوں۔

عبدالمالک صاحب مذہباً مقلد ہوں یا کچھ اور[1] لیکن فکراً وطبعاً وہ بہت آزاد خیال واقع ہوئے ہیں، وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کے نزدیک ایک مقولہ کی صداقت کا معیار یہ ہوا کرتا ہے کہ وہ بہت پُرانا ہے بلکہ وہ ہر مسئلہ کو خود اپنی قوت فہم سے سمجھنا چاہتے ہیں، اور معقول وغیر معقول (یعنی منقول) ہر قسم کے لٹریچر کی چھان بین کر ڈالتے ہیں چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ اس تصنیف میں بھی انہوں نے کتنی محنت شاقہ سے کام لیا ہے اور چونکہ وہ علوم مشرق و مغرب دونوں سے پُورا استفادہ کر سکتے ہیں اس لیے "ذوالریاستین" ہونے کی حیثیت سے کوئی زاویہ نگاہ اس مسئلہ میں ایسا نہیں ہے جس سے اُنہوں نے بحث نہ کی ہو،

خواب کا مسئلہ ابتدائے آفرینش سے انسان کے متخیلہ پر کار فرما رہا ہے اور کوئی زمانہ کسی قوم پر ایسا نہیں گزرا، کہ اس کے سمجھنے کی کوشش نہ کی گئی ہو، لیکن اس کے لاینحل ہونے کا ثبوت یہ ہے، کہ عہد حاضر میں بھی (حالانکہ یہ "حقائق ریاضیات" کا عہد کہلاتا ہے) کوئی فیصلہ کن تحقیق اس باب میں پیش نہیں کی گئی، اس کی ابتدائی اہمیت تو یہ تھی کہ اسے بعض اقوام

---

[1] میرے والد مرحوم اور آپ کے اساتذہ و مرشدین حضرت مولانا حافظ عبداللہ صاحب رح محدث ومنطقی (غازیپوری) اور حضرت شاہ عین الحق صاحب نور اللہ مرقدہ (پھلواروی) اور خود فقیر کے استاد مکرم مولانا نورالدین صاحب آروی رح "غیر مقلد" (اہلحدیث) تھے (ع - م)

نے "پیام ربانی" سمجھا، اور اب اس کی انتہائی عظمت اس اعتراف سے ظاہر ہے کہ "ما عرفناک حق معرفتک"۔

اس تصنیف میں جن عنوانات پر بحث کی گئی ہے، وہ اس قدر وسیع اور متنوع ہیں کہ اب ان میں، کسی اضافہ کی گنجایش باقی نہیں، اور فاضل مصنف نے جس اہتمام و کاوش اور حسن و جامعیت کے ساتھ قدیم و جدید مباحث کا خلاصہ پیش کیا ہے وہ ہر شخص کے بس کی بات نہ تھی۔

مجھے یقین ہے کہ ملک اس تصنیف کی قدر کرے گا اور مولانا عبدالمالک کو موقعہ دے گا کہ وہ اپنی تحقیقات علمیہ کو (جو ان کا فطری ذوق ہے) بدستور جاری رکھیں، اور جس طرح آج انہوں نے انسان کے "سوئے ہوئے" پہلو سے بحث کی ہے کل اس کی بیداری کے افسانے سنائیں،

نیاز

سگمنڈ فرایوڈ کے حالات زندگی

اب جبکہ نازیون کے قول کے مطابق "وائنا" نے نسلی امتیاز کی طرف عنان التفات مبذول کی جمہوری حکومتوں کے ساحل پر پناہ گزینوں کی ایک اور موج ٹکرا رہی ہے، انہیں میں پروفیسر سگمنڈ فرایوڈ ہے، جو عہد حاضر کا بہترین مفکر اور تحلیل نفسیات کا بانی ہے، اس کی ساری زندگی وائنا میں بسر ہوئی تقریبًا تیس سال سے جو دور قدیم یعنی وائنا کی عظمت و جلال سمجھا جاتا تھا اب خس و خاشاک کے ایک گٹھر کی طرح ضعیف انسان بنکر رہ گیا ہے، اس وقت اس کی عمر ۸۲ سال کی ہے، اور برطانیہ کے خموش اور پرسکون فضا میں اپنی شام زندگی کا آغاز کر رہا ہے۔

گذشتہ مارچ میں وائنا پر دہشت انگیزی کا تسلط ہوا، فرایوڈ کا پاسپورٹ اس سے لے لیا گیا، اس کی ذاتی دولت پر قبضہ کر لیا گیا، اور اس کے دار الاشاعت کی کتابوں کا سارا ذخیرہ برباد کر ڈالا گیا لیکن اس کو اپنے مکتبہ اور یونانی و مصری آثار قدیمہ کے ساتھ اپنے قدیم مکان "وایرنجر سٹریسی" (Waehringerstrasse) کے میدان میں جہاں چالیس سال تک وہ سکونت پذیر رہ چکا تھا، قیام کرنے کی اجازت دی گئی، ہفتوں کے دقت طلب اور پرخوض نامہ و پیام کے بعد گزشتہ جون کی ابتدا میں یہ خبر آئی کہ فرایوڈ کو رہائی ہو گئی اور وہ صحیح و سالم لندن آ رہا ہے۔

جیسے ہی وہ وکٹوریہ اسٹیشن پر اترا اس کے کنبہ نے اسکو "سینٹ جان ووڈ"

میں ایک سرخ اینٹ کے قدیم عافیت دہ مکان میں اتارا یہاں وہ اور اس کی بیوی اپنی ایک بیاہی لڑکی کے ساتھ مقیم ہیں یہانتک کہ کوئی مستقل قیامگاہ دستیاب ہو جائے، فی الحال اس کا سامان، اس کی عظیم الشان لائبریری، اور آثار قدیمہ کے متعلق اس کا مشہور ذخیرہ بندھے رکھے ہیں، اور اسی طرح بندھے رہیں گے، جب تک کوئی مستقل مسکن نہ ملجائے اس کی لڑکی "انّا"، جو اُس کی علمی زندگی کی خاص شریک کار ہے، اس کا لڑکا مارٹن جو وائنا میں اسکے دارالاشاعت کی نگرانی کیا کرتا تھا اس کے کنبہ بقیہ افراد اور وائنا کے اس کے خاص معاونین یا تو اس کے ساتھ ہیں یا سینٹ جان ووڈ کے قریب میں ٹھیرے ہوئے ہیں فرویڈ کے فلسفہ تحلیل نفسیات کا مرکز جسمانی طور پر وائنا سے بدلکر لندن میں آگیا ہے، بے شمار لوگ اس کے پاس آرہے ہیں، ان میں وائنا کے قدیم باشندے ہیں جو اس کی طرح جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے ہیں بہت سے سائنسداں ہیں جو اس نئے مسکن میں اس کی صحت خوشی اور اطمینان کے آرزومند ہیں، رایل سوسائٹی نے جو ۱۹۳۶ء میں اس کو اس کی اسی سالگرہ کے موقعہ پر اپنی جمعیت کا غیر ملکی رکن بنا چکی ہے، اس کی شاہانہ عزت افزائی کی، اور تین سالہ چارٹر کی کتاب دستخط کے لئے "سینٹ جان ووڈ" میں اُسکے پاس بھیجی، اور حکومت نے اس کے خیر مقدم کے سلسلہ میں اس کو برطانوی قومیت عطا کر کے اپنی سرکاری مہر ثبت کی۔

۶۵ - سال قبل فرویڈ جیسے متعلم طب نے گوئٹے کی اس نظم کا مطالعہ کیا جو فطرت پر ہے، فلسفہ تحلیل نفسی میں شوپنہار، اور نٹشے (Nietzsche)

بڑی حد تک اس کے، ہم آہنگ نظر آتے ہیں، اس کی زندگی کی ترکیب بعض جرمن عناصر سے ہوئی ہے، تقریباً دس سال سے کمتر زمانہ گزرا، کہ "ٹامس مین" نے جو عہد حاضر کے تمام جرمن ناول نگاروں میں سب سے بڑا سمجھا جاتا ہے، اس کو جرمن ارباب قلم کی طرف سے سلام پہنچایا اور اس کی لڑکی "انا" کی جو اس کے قایم مقام کی حیثیت سے موجود تھی، مقام فرینکفارٹ کے "ریتھاس" میں شہر کی طرف سے پذیرائی کی گئی، یہ وہ تقریب تھی جبکہ ۱۹۳۰ء میں "گوئٹے کا انعام" فرایڈ کو عطا کیا گیا تھا تقریباً بارہ سال قبل اس کے وطن وائنا نے اس کو اپنی آزادی بخشی لیکن پھر اسی وطن کی فضا میں اس کا سانس لینا دوبھر ہو گیا اور محض اس وجہ سے کہ نسلاً وہ اس سرزمین کی پیداوار نہ تھا اس کو اس قابل رحم اژدحام کی نذر کر دیا گیا جو جلاوطنی کی مصیبت میں جمہوریت کے دروازوں پر دستکیں دے رہا ہے، کلیر پرائس (Clair-price) نے جب اس کی ہمدردی میں چند کلمات کہے تو اس معصومانہ اور غیر جذباتی رنگ میں اُس نے جواب دیا گویا مخالفین کا شکوہ اس کے سلسلہ میں نہیں کیا جا رہا ہے، بلکہ کسی دوسرے فرد کے بارہ میں بحث و تمحیص ہو رہی ہے، لیکن جب دہشت انگیزی اور بربریت کی ہنگامہ زائیوں پر تبصرہ کیا گیا اور اس کا وطن اب موضوع بحث ہوا، تو وہ اپنی کرسی پر آگے کی طرف جھک گیا اور زور دیکر بولا، "وائنا میں اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے وہ جنگ ہے اور جنگ کے اندر ہمیشہ بربریت ہی ہوا کرتی ہے، جنگ وائنا میں ہو یا کسی اور ملک میں انجام یکساں ہوا کرتا ہے، لیکن اہل وائنا کے متعلق

یہ کہنا کہ انہوں نے اپنی روش کے غیر مشتبہ داغ پیش کئے ہیں بالکل غلط ہے، وائنا کے باشندے بدلے نہیں ہیں وہ ویسے ہی ہیں جیسے پہلے تھے، ہم نے ۴۲ سال تک اسی وائنا کی سرزمین میں زندگی کے دن گزارے اور قبل اس کے کہ ہم رخت سفر باندھیں ہمارے بہت سے قدیم پڑوسی ہم سے ملنے اور اظہار ہمدردی کرنے آئے وائنا والے کبھی بدلتے نہیں"

برطانیہ کے متعلق اس نے بہت سی باتیں بتائیں، وہ یہاں اپنے ایام طفولیت میں آچکا تھا، مینچسٹر میں وہ گیا تھا، یہاں وہ اپنے دو سوتیلے بھائیوں سے ملا تھا جو روئی کی تجارت کرتے تھے، لندن میں اس کو صرف ایک ہی دن ٹھیرنے کا موقعہ ملا تھا اور قیام لندن کی چند ساعتوں کے متعلق اس نے مسکراتے ہوئے کہا "کیا آپ خیال کرسکتے ہیں کہ یہ ساعتیں میں نے کہاں صرف کیں"؟ ایک گہرے تبسم کے ساتھ جیسے وہ اپنی ذات سے مزاح کر رہا ہو اس نے کہا "متحف بریطانیہ کے دارالمطالعہ میں" ستاٹھ سال کے بعد اس "قبۃ اللہ تحقیق واکتشاف" کے نیچے ایک دن سانس لینا جہاں سے نکلکر بہتیرے آدمیوں نے دنیا کے خیالات پر اثر آفرینی کی، آج بھی اس کو مسرت آگیں معلوم ہو رہا تھا۔

فرویڈ کے ٹیبل کے پیچھے مٹی کی چھوٹی چھوٹی مورتوں کی قطار تھی، یہ قدیم بت تراشی کے نمونے تھے جو یونان کی شہزادی جارج نے ہدیۃً اسکو پیش کئے تھے، جبکہ وہ پہلے پہل لندن میں وارد ہوا تھا شہزادی کا مقصد یہ تھا کہ وہ ان کو بمنزلہ ان یونانی اور مصری آثار قدیمہ کے سمجھے جنہیں فرویڈ نے جمع کیا تھا، وائنا میں فرویڈ کے دارالمطالعہ میں یہ آثار بکھرے ہوئے رہتے تھے،

مقالہ نگار جب گیا تو فرویڈ نے ان مٹی کی مورتوں میں سے ایک چھ انچ کی مورت تھوڑی دیر کے لئے اپنی ران پر رکھی، اور اس طور پر اس کو تکتا رہا گویا وہ کوئی زندہ چیز ہے ایسا نہ ہو کہ گر کر فنا ہو جائے، اور اس کے بعد اُس نے نہایت احتیاط سے اس کو اُٹھا کر بلا ایک لفظ بولے ٹیبل پر رکھدیا، اس طور سے گویا وہ یورپ کی موجودہ غمناک فضا سے بلند تر ہو چکا ہے، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسرار دماغ کے کسی بعید ترین نشاط آفریں جگ میں وہ لطف اُٹھا رہا ہے

وائنا کے ایک نوجوان جنگ جو ماہر علم اعصاب (Neurologist) کی حیثیت سے جیسا کہ اس کے عہد کے بہت سے آدمیوں نے کیا فرویڈ نے اس اعتقاد کی تبلیغ کی کہ دماغی خرابی کے مسایل کا حل وعقد خود دماغ کے مطالعہ سے نہیں بلکہ مغز (سر) اور نظام اعصابی کے مطالعہ سے ہوسکتا ہے، اس کا عقیدہ تھا کہ غیر شعوری کے لئے غیر طبعی ہونا ضروری ہے لیکن تنویم کے ذریعہ ہسٹریا کے ایک کامیاب علاج نے اس کا خیال غیر شعوری دماغ کی طرف منعطف کر دیا اس کا یہ نظریہ کہ "دماغ تہہ بتہہ ہے" ایک جدید تحقیق کا سنگ بنیاد ثابت ہوا، اسی کے ذریعہ فرویڈ اس نتیجہ پر پہنچا کہ دماغی خرابی میں دماغ کے اندر معرکے اور رکاوٹیں ہوا کرتی ہیں، اگلے چالیس سال سے وہ اسی مطالعہ میں بسر کر رہا ہے، کہ غیر شعوری دماغ کی تاریکیوں میں کون سے نظام برسر عمل ہیں۔

مقالہ نگار نے تحلیل نفسیات کے مسئلہ پر گفتگو کرنی چاہی تو فرویڈ نے اس کی طرف زیادہ توجہ نہ کی، بلکہ اس نے عہد شباب کی ان دلچسپیوں پر

بحث وتمحیص کرنا پسند کیا جو تہذیب و تربیت سے متعلق تھیں اس نے بتایا کہ مجھے زمانہ طفولیت ہی سے مسایل تہذیب سے گہرا لگاؤ تھا، اور آج جب کہ میں زندگانی کا بیشتر حصہ طب اور معالجہ امراض (Psychotheraphy) میدان میں صرف کر چکا ہوں میرا ابتدائی شوق لوٹ کر سامنے آرہا ہے یعنی انسانی طبیعت، اور ارتقاء تہذیب کی معرکہ آرائیوں کے مسایل۔ برسوں میرا یہ خیال رہا کہ تاریخ کے واقعات قوموں کی معرکہ آرائیوں کا عکس ہیں، جنکا ماہرین تحلیل نفسیات فرد کی زندگی میں مطالعہ کرتے ہیں، میں نے اس نظریہ کو ۱۹۱۲ء سے ترقی دینا شروع کیا جبکہ میں نے مذہب اور اخلاقیات کی تخلیق پر اپنی کتاب ٹوٹم و ٹبو (To Tem and Taboo) لکھی میں نے حال میں ایک کتاب لکھی ہے جس میں بعض ان انکشافات کی توضیح کی گئی ہے، جو میری پہلی کتاب میں ہیں، فرایوڈ نے بتایا کہ اس کی کتاب کے پہلے دو حصّے وائنا ہی میں لکھے گئے تھے، لیکن تیسرا حصّہ اس نے لندن میں تمام کیا مقالہ نگار نے فرایوڈ سے کہا کہ یہ خبر مشہور ہے کہ آپ نے تحلیل نفسیات کی روشنی میں "عہد نامہ عتیق" کا موسےٰؑ کے زمانہ تک وقیع مطالعہ کیا ہے اس سے اس نے انکار کیا اور بتایا کہ اس طرح کا کوئی خاکہ اس کی نظر کے سامنے نہیں ہے۔

(ماخوذ از "سنڈے ایڈوانس" ۱۳- نومبر ۱۹۳۸ء)

فہرست مضامین

مطبوعات طاق بستان آرہ

مرتبہ عبدالمالک آروی

اقبال کی شاعری

ڈاکٹر اقبال مرحوم کی شاعری اور فلسفہ پر اردو زبان میں سب سے پہلی کتاب، اقبال کی شاعری کے اجزائے ترکیبی کی تحلیل حکومت بہار نے اسکی جلدیں خریدیں اور ہندوستان کے بلند پایہ علمی و ادبی اخبارات و رسایل نے بہترین تبصرے کیے۔ قیمت ۶؍ (ٹکٹ بھیجدیں)

خواب کی دنیا

آسٹریا کے مشہور ماہر نفسیات سگمنڈ فرائیڈ کی کتاب کی تلخیص خواب کی ماہیت اور فلسفہ پر بہترین تصنیف، مغربی اور مشرقی ادبیات کا دلچسپ اور مفید مجموعہ زبان شگفتہ، انداز بیان محققانہ اسکے پڑھنے کے بعد آپ خواب کے بہت سے معمے حل کرسکینگے قیمت تقریباً عمہ اراکین ادارہ سے صرف عہ علاوہ محصول ڈاک

مکاتیب نیاز

یہ اُن خطوط کا مجموعہ ہے جو حضرت نیاز نے عبدالمالک صاحب کو ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۸ء تک لکھے، اس کے ساتھ حضرت نیاز کی ادبیات، سیاسیات، اخلاقیات اور مذہبیات پر مدلل مکمل، مشہور مکاتیب پر اجمالی نظر، اردو مکاتیب کی ترقی و ترویج پر عالمانہ بحث، قیمت ۸؍ عمدہ ایڈیشن مجلد عہ (زیر ترتیب)

الہامات شاد

شاد عظیم آبادی ہندوستان میں ایک خاص رنگ کے شاعر گزرے ہیں انکا مثل نہ دہلی اسکول میں کوئی گزرا اور نہ لکھنؤ اسکول میں، یہ کتاب شاد کی نفسیات شاعری اور شاعرانہ ابداع و اختراع پر بےمثل چیز ہے اسی کے ساتھ اُن کے کلام کا بہترین انتخاب بھی دیا گیا ہے قیمت ۸؍ عمدہ ایڈیشن مجلد عہ (زیر ترتیب)

مجموعہ مقالات

یہ مجموعہ ہے اُن علمی، ادبی، تاریخی اور تنقیدی مقالات کا جو
عبدالمالک صاحب نے ملک کے مختلف بلند پایہ رسایل نگار،
جامعہ، برہان، ساقی، مخزن، ندیم، عالمگیر، انکشاف، ایوان وغیرہ میں
وقتاً فوقتاً لکھے، جن لوگوں نے نگار کا مطالعہ کیا ہے، ان سے یہ حقیقت
پوشیدہ نہیں کہ خشک علمی و تاریخی مباحث کو ادب و انشا کے امتزاج سے
شگفتہ بنا دینا عبدالمالک صاحب کی خصوصیات میں سے ہے اس مجموعہ میں
آپ کو حدیث و انساب شعر و ادب، تاریخ و تنقید، فلسفہ و تصوف، لسانیات،
نفسیات، نجوم و مصوّری مختلف علوم و فنون پر محققانہ اور مبسوط بحثیں ملیں گی
ان مقالات کے پڑھنے کے بعد آپ اندازہ کرینگے کہ آپ کی معلومات میں
کسقدر وقیع اضافہ ہوا، یہ مجموعہ خاص اہتمام کے ساتھ چار جلدوں میں شائع کیا
جائیگا، چاروں جلد کی قیمت کا اندازہ (سعہ) کیا گیا ہے لیکن آپ
طاق بستان کے اگر مستقل رُکن ہیں (جسکے لئے کوئی فیس نہیں) تو یہ مجموعہ
آپ کو صرف (للعہ) میں ملجائیگا۔ اور فی جلد کی قیمت عہ رلی جائیگی۔

معتمد اعزازی